صوبائی کونسل پنجاب

مباحثات

14 دسمبر 1981ء

(16 صفر المظفر ۔ 1401ھ)

جلد 4 ۔ شمارہ 3

سرکاری رپورٹ

صوبائی کونسل

مندرجات

(پیر ۔ 14 دسمبر 1981ء)

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن حکیم اور اس کا اردو ترجمہ	531
وقفہ برائے سوالات	532
چیئرمین ضلع کونسل ، سیالکوٹ کی جانب سے ضلع کونسل ، سیالکوٹ کی کارکردگی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا	623

یوتھ پرنٹرز ۔ لاہور

صوبائی کونسل پنجاب

صوبائی کونسل پنجاب کا چوتھا اجلاس

سوموار ۔ 11 دسمبر 1981ء (دو شنبہ ۔ 16 صفر المظفر 1401ھ)

صوبائی کونسل پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا ۔ چیئرمین صوبائی کونسل پنجاب جناب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

اناؤنسر : (جناب ابصار عبدالعلی) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ معزز اراکین کونسل ، خواتین و حضرات ۔ السلام علیکم ! صوبائی کونسل پنجاب کے اس اجلاس کے تیسرے دن کی کارروائی کا آغاز گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان و چیئرمین صوبائی کونسل پنجاب کی صدارت میں شروع ہوتا ہے ان کی اجازت سے آج کے اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوتا ہے اور تلاوت کلام پاک جناب قاری **علی** حسین صدیقی فرمائیں گے ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۝

وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ وَ اَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰى ۝ ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝

وَ لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝

پ ۱۰ س ۴ - ایت ۵۹ ، پ ۲۷ - س ۵۳ - ایت ۳۹ - ۴۰ - ۴۱ ، پ ۱۵ - س ۱۷ - ایت ۳۶

اے ایمان والو! اللہ کے حکم پر چلتے رہو اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور جو تم میں صاحب حکومت ہیں ان کے کہنے پر بھی چلو پھر اگر تم لوگ کسی معاملے میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی طرف رجوع کرو اگر تم روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے بہتری ہے اور اس میں انجام کار کی خیر ہے۔

اور یہ کہ انسان کو اپنی کوشش و جدوجہد کے بغیر کچھ نہیں مل سکتا اور بلاشبہ اس کی کوشش دیکھی جاتی ہے پھر اس کی کوشش و کاوش کا اسے پورا پورا بدلہ دیا جاتا ہے۔

اور جس چیز کا تم کو علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑو کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان سب سے باز پرس ہو گی۔

وما علینا الا البلاغ

وقفہ برائے سوالات

اناؤنسر : اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ سوال نمبر 2

سابق ریاست بہاولپور کے ملازمین کی تعداد

سوال نمبر 2 ۔ سیٹھ محمد عبدالرحمن : کیا سیکرٹری ایس جی اے و انفارمیشن از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

سابق ون یونٹ میں سابقہ ریاست بہاول پور کے ادغام کے وقت کتنے گزیٹڈ افسران اور کتنے اہلکاران معہ ادنیٰ ملازمین بالخصوص نائب قاصدوں کی خدمات ون یونٹ حکومت کے سپرد کی گئیں اور ان میں سے اب کتنے یا کس قدر سرکاری ملازمت سے وابستہ ہیں ؟

چیف سیکرٹری (جناب محمد صدیق چوہدری) : چونکہ اس میں مزید تفصیلات حاصل کرنے کی ضرورت ہے لہذا اس سوال کا جواب کسی آئندہ موقع پر دیا جائے گا ۔

ضمنی سوالات

جناب شیخ غلام حسین (میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) : جناب والا ! اسی سوال کے ضمن میں گذشتہ اجلاس میں بھی جناب سیٹھ محمد عبدالرحمن صاحب کو یہ اطلاع دی گئی تھی اور اسوقت بھی یہ شک ظاہر کیا گیا تھا کہ جناب عبدالحمید سیکرٹری ایگریکلچر کا ڈومی سائل ضلع بہاولپور کا نہیں ہے ۔ لہذا اس بارے میں تحقیقات کروائی جائے ۔ کیا جناب چیف سیکرٹری وضاحت فرمائیں گے کہ اس بات کی کوئی تحقیق کی گئی تھی ۔ کہ واقعی ان کا ڈومی سائل درست ہے ، یا غلط ۔

چیف سیکرٹری (جناب محمد صدیق چوہدری) : آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے اس وقت بھی یہی کہا تھا کہ از روئے ریکارڈ ان کا ڈومی سائل

ضلع بہاولنگر کا ہے ۔ اس کے بعد ریکارڈ سے بھی اور خود ان سے بھی تصدیق کروا لی گئی تھی کہ فی الواقع ان کا ڈومی سائل بہاولنگر کا ہے ۔

جناب شیخ غلام حسین : میں اس سلسلہ میں پھر یہ عرض کروں گا کہ یہ جواب آپ نے اس وقت بھی دیا تھا ۔ مسئلہ یہ تھا کہ اس کے بعد تحقیقات کرنی تھی کہ کیا کہیں اتنے بڑے ذمہ دار آفیسر نے کسی وقت اپنا ڈومی سائل غلط تو نہیں دیا تھا ۔

چیف سیکرٹری : جناب والا ! ان کی جائداد وہاں بھی ہے اور ایک وقت میں تمام سرکاری ملازمین کو یہ سرکلر بھیجا گیا تھا کہ وہ اپنا ڈومی سائل ظاہر کریں ۔ اس وقت انہوں نے جو اپنا ڈومی سائل ظاہر کیا وہ ضلع بہاولنگر کا تھا ۔

جناب شیخ غلام حسین : جناب والا ! میں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا لیکن مسئلہ پھر وہیں پر ہی ختم ہوتا ہے کہ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : نہیں ۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔ جب تک آپ سمجھنے کی کوشش نہیں کریں گے ۔

جناب شیخ غلام حسین : جناب والا ! بات ہوئی تھی ۔ میں بحث میں نہیں پڑنا چاہتا ۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : شیخ صاحب آپ میری بات سنیں ۔ ریکارڈ دیکھ لیا گیا ہے اور خود متعلقہ آفیسر سے بھی پوچھ لیا گیا ہے ۔ اگر آپ کو کوئی شک ہے تو آپ ہمیں بتائیں ۔ ہم نے تو ریکارڈ چیک کر لیا ہے ان سے بھی پوچھ لیا گیا ہے ۔ اب قصہ ختم ہو گیا ۔

اناؤنسر : سوال نمبر 90 ۔

صوبہ پنجاب میں طبی ہسپتالوں اور شفاخانوں کا قیام اور موجودہ طبی کالجوں کی گرانٹ میں اضافہ

سوال نمبر ۔ 90 ۔ حکیم آفتاب احمد قرشی : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) صدر پاکستان نے جو حکم نمبر سی ۔ ایم ۔ ایل ۔ اے 1/57 مورخہ بکم جنوری 1979ء جاری کیا تھا اس پر عمل کرتے ہوئے محکمہ صحت حکومت پنجاب نے کس قدر طبی ہسپتال اور شفاخانے قائم کئے ہیں اور اطباء کی تین ماہ کی تربیت کے لیے کیا انتظامات کئے ہیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ طبیہ کالج بہاولپور کے قیام کا منصوبہ عرصہ سے محکمہ صحت کے زیر غور ہے ۔ اگر ایسا ہے تو محکمہ صحت نے اس منصوبہ پر اب تک کیا کارروائی کی ہے اور اس منصوبہ پر کتنے سال سے غور ہو رہا ہے نیز اس دوران صوبہ میں کتنے میڈیکل کالج قائم کئے گئے ہیں ۔

(ج) گورنمنٹ طبیہ کالج بہاولپور کا مجوزہ سالانہ بجٹ کیا ہے اور میڈیکل کالج بہاولپور کا سالانہ بجٹ کیا ہے ۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ صحت کی سبجیکٹ کمیٹی نے سوال کنندہ کا طبی منصوبہ منظور کیا تھا ۔ اگر ایسا ہے تو کیا اسے 1981-82ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کیا گیا ہے اور کیا اس کا پی سی ۔ فارم 1981-82ء میں محکمہ نے مرتب کر لیا ہے ۔

(ہ) کیا حکومت پنجاب نے محکمہ صحت میں طب کا شعبہ قائم کیا ہے اور کیا اس نے کام شروع کر دیا ہے ۔

(و) پنجاب میں ایلوپیتھی پر سالانہ کل کتنے اخراجات ہوتے ہیں اور طب پر حکومت کیا خرچ کرتی ہے ۔

(ز) کیا حکومت طبیہ کالج لاہور ، جامعہ طبیہ اسلامیہ فیصل آباد ، یونانی میڈیکل کالج خوشاب اور دیگر طبیہ کالجوں کی سالانہ گرانٹ میں اضافہ کرنے پر غور کر رہی ہے ؟

وزیر صحت (چودھری حامد ناصر چٹھہ) : جناب چیئرمین و معزز اراکین کونسل ۔

(الف) صدر پاکستان نے بذریعہ چٹھی نمبر سی ۔ ایم ۔ ایل ۔ اے /1/57 مورخہ یکم جنوری 79ء یہ حکم جاری کیا تھا کہ تجربہ کار ، قابل اور موزوں اطباء کی خدمات سے ؛ ان کے تجربے اور تعلیم کی بنیاد پر سرکاری طور پر بنیادی صحت کے مراکز میں تین ۔ چار ماہ کی ٹریننگ کے بعد فائدہ حاصل کیا جائے اس ضمن میں ایک میٹنگ زیر صدارت مشیر صحت پنجاب 10 اپریل 1980ء کو ہوئی تھی جس میں سیکرٹری صحت اور سیکرٹری لوکل باڈیز نے شرکت کی ۔ فیصلہ یہ ہوا تھا کہ اطباء کو تین ۔ چار ماہ کی ٹریننگ سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ طب سے متعلق ان کا علم متزلزل ہوگا لہذا تجویز یہ ہوئی کہ ان اطباء کو تین ۔ چار ماہ کا ایک ریفریشر کورس طبی کالجوں میں کرایا جائے اور بعد میں ان اطباء کو ڈسپنسریوں میں متعین کر دیا جائے ۔ جس کا انتظام محکمہ لوکل گورنمنٹ کرے اور یہ کہ محکمہ صحت صرف ایلوپیتھی طریقہ علاج کی نگرانی کرے اور طبی شفا خانے کھولنے اور چلانے کا کام محکمہ لوکل گورنمنٹ کے ذمہ ہوگا ۔ اس فیصلہ سے متعلق حکام کو مورخہ 2 جولائی 1980ء کو اطلاع دے دی گئی

تھی - مزید تفصیلات کے لیے منسٹر لوکل گورنمنٹ سے رجوع کیا جا سکتا -

(ب) حکومت پنجاب محکمہ صحت نے میڈیکل ٹیکنیشن کی ٹریننگ کے سلسلے میں پانچ نئے اسکول ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال جہلم ، جھنگ ، گوجرانوالہ ، رحیم یار خان اور مظفرگڑھ میں کھولے ہیں - ہر اسکول میں اطباء کے لیے پانچ سیٹیں رکھی گئی ہیں - اس سلسلہ میں مورخہ 26 مئی 1981ء کو ایک چٹھی جاری کر دی گئی ہے - یہ سیٹیں اطباء کو دے دی گئی ہیں - یہ کورس تقریباً ڈیڑھ سال کا ہوگا - بلدیاتی اداروں نے ابھی تک تقریباً پچاس طبی مراکز قائم کیے ہیں - اس ضمن میں مزید پیش رفت جاری ہے - محکمہ صحت نے چار عدد طبی شفا خانے ضلع شیخوپورہ اور قصور میں کھولنے کی تجرباتی اسکیم تیار کرکے محکمہ خزانہ کو 20 اکتوبر 1981ء کو بھیجی ہے مگر ابھی تک اس کی منظوری نہیں ہوئی - اس کے علاوہ دیہی ہلیتھ سنٹر للیانی ضلع قصور میں ایک حکیم ، ایک عطار اور ایک دوا کوب لگانے کی اسکیم بھی مورخہ 20 اکتوبر 1981ء کو محکمہ خزانہ کو منظوری کے لیے بھیجی تھی - محکمہ خزانہ نے مشورہ دیا ہے کہ ایک ڈاکٹر کی اسامی کی جگہ حکیم کو لگایا جائے - اس کے علاوہ پچھلے سیشن کے دوران جب یہ حکیم صاحب علیل تھے اور تشریف نہیں لا سکے تھے اس وقت اس موضوع پر کچھ گفتگو ہوئی تھی اور بیگم عابدہ صاحبہ نے اس سلسلے میں کہا تھا کہ نئے طبی ادارے کھولنے سے قبل موجودہ طبی اداروں کی کارکردگی کا جائزہ پیش نظر رکھا جائے - ہم اس کا بھی جائزہ لینے کی کوشش کر رہے ہیں ان کی رائے یہ تھی کہ زیادہ تر طبی شفا خانوں میں آلو بول رہے ہیں -

(ج) گورنمنٹ طبیہ کالج بہاولپور عرصہ دراز سے کام کر رہا ہے اس کی جگہ نئے کالج کے قیام کا منصوبہ جنوری 1979ء میں مبلغ ایک کروڑ ، 44 لاکھ ، 71 ہزار روپے کی لاگت سے تیار کیا گیا تھا اور محکمہ پی اینڈ ڈی کو برائے منظوری بھیج دیا گیا تھا مگر پروونشل ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی نے اپنی 15 اکتوبر 1979ء کی میٹنگ میں اس منصوبے کو نا منظور کر دیا اور یہ فیصلہ کیا کہ موجودہ عمارت کی مرمت کروائی جائے ۔ چنانچہ مالی سال 82-1981ء کے ترقیاتی پروگرام میں کالج کی عمارت کی مرمت اور لیبارٹری کے لیے مبلغ 5 لاکھ 68 ہزار روپے رکھے گئے ہیں ۔ یہ اس مالی سال میں انشاء اللہ مکمل ہو جائے گی ۔ طبیہ کالج بہاولپور کا مجوزہ سالانہ بجٹ 2 لاکھ 92 ہزار 640 روپے ہے اور قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور کا مجوزہ سالانہ بجٹ 50 لاکھ 57 ہزار 160 روپے ہے ۔

(د) جی ہاں ۔ یہ ایک بہت بڑا طبی منصوبہ ہے جس پر اخراجات کا تخمینہ کروڑوں روپے بنتا ہے اس لیے اس کے مختلف پہلوؤں پر غور ہو رہا ہے ۔ حکیم آفتاب احمد قرشی صاحب سے پی سی 1 فارم بنانے میں معذوری کے بعد محکمانہ طور پر اس کو مفصل طور پر تیار کیا جا رہا ہے ۔ اس سلسلہ میں حکیم قرشی صاحب نے سیکرٹری صاحب نے جامع گفتگو کے لیے مورخہ 2 دسمبر 1981ء اور 8 دسمبر 1981ء کی میٹنگ تجویز (request) کی تھیں لیکن چونکہ حکیم صاحب علیل تھے اس لیے یہ میٹنگز اس مہینے کے آخر تک ملتوی کرنی پڑیں ۔

(ہ) جی ہاں ۔ ایک سیکشن بنام ایم ۔ ای 2 کھول دیا گیا ہے اور باقاعدہ کام کر رہا ہے ۔

(و) پنجاب میں محکمہ صحت ایلیو پیتھی کے جنرل ہسپتالوں ، کلینکس اور کالجوں پر 34 کروڑ 87 لاکھ 87 ہزار 477 روپے خرچ کرتا ہے اور طب پر 3 لاکھ 7 ہزار 640 روپے خرچ کرتا ہے ۔

(ز) طبیہ کالج لاہور کی موجودہ سالانہ گرانٹ 20 ہزار روپے ہے جامعہ طبیہ اسلامیہ کالج فیصل آباد اور یونانی میڈیکل کالج خوشاب کی گرانٹ کے لیے محکمہ خزانہ سے رجوع کیا گیا تھا مگر اس محکمہ نے گرانٹ کی منظوری نہیں دی ۔ دوسرے کالجوں کی انتظامیہ نے گرانٹ کے لیے درخواست ہی نہیں دی تھی ۔

ضمنی سوالات

میاں محمد عبید الرحمان (چیئرمین ، میونسپل کمیٹی ، بہاولپور) : جناب نے فرمایا ہے کہ 5 لاکھ اور کچھ روپے طبیہ کالج کو دئے ہیں ۔ میں نے ایک دفعہ استدعا کی تھی کہ طبیہ کالج بہاولپور چونکہ چوک بازار میں ہے اور سب سے عجیب بات یہ تھی کہ اس کی چاردیواری تک نہیں تھی لوگ گراونڈ میں سے ہو کر کمروں کے سامنے سے گزرتے تھے ۔ میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے کم از کم ان کو چار دیواری بنوا دی ہے لیکن میرا سوال ہے کہ یہ ایک ہی کالج ہے جو سرکاری کالج ہے ۔ باقی جتنے طبیہ کالج ہیں وہ aided ہیں ۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ان کی مدد ہونی چاہئے اس لیے کہ ایک سے زائد سرکار گورنمنٹ کی طرف سے ہمارے پاس آئے ہیں کہ آپ یونانی ڈسپنسریاں کھلوائیں ۔ اس کے لیے یقیناً اطباء کی ضرورت ہے ۔ اس سلسلے میں یہ دریافت کروں گا کہ جو اصل منصوبہ بہاولپور طبیہ کالج کا حکومت کے پاس آیا تھا وہ اب کس مرحلہ پر ہے ۔ جناب والا ! اس کو کسی منصوبہ میں شامل کر کے ایک عالیشان کالج بنا دیا جائے اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ ہمارے ملک کی طب جس کو اسلامی طب کا نام دیا جاتا ہے وہ ترقی کر سکے گی اور اس کے بارے میں خاص طور

پر ریسرچ ورک کرنے کی ضرورت ہے ۔ہمارے ہاں علاقہ بڑا گرم ہے اور چولستان میں قدرت نے ایسی جڑی بوٹیاں پیدا کی ہیں جو ہماری گرمی کا موثر علاج ہیں ایسی چیزوں پر ریسرچ کرنے کی ضرورت ہے اس کے لیے میں حکومت سے استدعا کروں گا کہ وہ اس طرف توجہ کرے اور بہاولپور کے طبیہ کالج کو صحیح معنوں میں ایک عمدہ اور فعال ادارہ بنائے ۔

وزیر صحت : میں اس سلسلے میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ ایک کروڑ 44 لاکھ 71 ہزار روپے کی اسکیم ہم نے بنا کر بھیجی تھی جس کو منظور نہیں کیا گیا ۔ یقیناً پیسے کی کمی کی وجہ سے یہ ہوا ہوگا ۔ بہر حال آپ کی خواہش کے مطابق ہم ایک دفعہ پھر یہ اسکیم ان کو بھیج رہے ہیں اور اب ان کو convince کرنے کی کوشش کریں گے ۔

سیٹھ محمد عبید الرحمٰن : جناب والا ! میں وزیر خزانہ سے خاص طور پر التماس کروں گا کہ یہ ملک کی اہم ضرورت ہے اس کے لیے مہربانی فرمائیں ۔

چودھری محمد صدیق سالار (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) : جناب والا ! میرے فیصل آباد میں ایک طبیہ کالج ہے جو بہت دیر سے کام کر رہا ہے اور اس کے نتائج بھی بہت بہتر ہیں ۔ ہم اس دنیا میں بس رہے ہیں جہاں عام بیماریوں کا علاج دیسی جڑی بوٹیوں اور طب سے ہوتا ہے اس میں وزیر خزانہ ہماری مدد فرما دیں اور وہ گرانٹ جو وہاں کے کالج نے مانگی تھی جو معمولی سی گرانٹ تھی انہیں دے دیں تاکہ اس سے وہاں کے بیشمار طلباء ، اس علاقہ کے رہنے والے شہری اور دیہی آبادی کے لوگ فائدہ اٹھا سکیں ۔

جناب چیرمین : ایسا کریں کہ وزیر صحت ، وزیر خزانہ ، سیکرٹری ہیلتھ آپ تینوں چاروں ذرا ان جگہوں کا معائنہ کر کے آئیں اور ساتھ ہی سیکرٹری فنانس کو بھی لے جائیں جو اس وقت ہمارے چیرمین پی ۔ اینڈ ۔ ڈی ہیں ۔ جنوری کے پہلے یا دوسرے ہفتے میں آپ ان جگہوں کو جا کر دیکھ

آئیں ۔ پی ۔ سی ۔ 1 بھی ساتھ لے جائیے گا ۔ موقع پر جا کر ان دونوں جگہوں کو دیکھیں ۔ بہاولپور میں عبدالرحمن صاحب بھی موجود ہوں گے اور فیصل آباد میں چودھری محمد صدیق سالار صاحب بھی موجود ہوں گے جہاں اس کی ضرورت ہوئی ہم اس کو مکمل کریں گے ۔ پیسہ وغیرہ سب کچھ ہو جائے گا ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ پیسہ نہ ہو ۔ اس کو دو تین مرحلوں (phases) میں مکمل کر لیں ۔

جناب جاوید اقبال رانا (چیئرمین میونسپل کمیٹی ، بہاولنگر) **:** جناب والا ! میں نے صحت کے بارے میں دو سوال بھیجے تھے اور وہ شامل نہیں کئے گئے ۔ لیکن میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال میں آپ نے بڑی مہربانی سے دو ایمبولینس عنایت فرمائی تھیں لیکن وہ ایمبولینس ڈپٹی ڈائریکٹر ہیلتھ نے بہاول پور اپنے سرکاری دوروں کے لیے منگوا لی ہیں ۔ میری ایک تو یہ گذارش ہے کہ وہ ایمبولینس ہمیں واپس لے کر دیں کیونکہ ایمبولینس سرکاری دوروں کے لیے استعمال نہیں ہونی چاہئیں ۔

جناب والا ! میری دوسری گذارش یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال میں ڈاکٹر حضرات کے لیے جو رہائشی گاہیں فراہم کی گئی ہیں ان پر کئی سرکاری محکموں کے افسران کا قبضہ ہے ۔ ہمارے ہاں حال ہی میں ایک سرجن تعینات ہو کر آئے تھے بڑی مشکل سے ان کو ہم نے کوٹھی لے کر دی ہے ۔ اب جو میڈیکل آفیسر آ رہے ہیں ان کے لیے ہمیں فکر ہے ۔ براہ کرم ہسپتال کے لیے جو رہائشی عمارات ہیں وہ آپ دوسرے محکموں سے خالی کروا دیں ڈاکٹر حضرات بغیر مکان کے وہاں نہیں رہ سکتے کیونکہ وہ پسماندہ شہر ہے وہاں کوئی نہیں آنا چاہتا اگر وہاں مکان نہ ملے تو کوئی ڈاکٹر نہیں رہے گا ۔ میں نے بہاول پور کے بارے میں بھی آپ سے یہی عرض کی تھی ۔ اس سلسلے میں ضروری اقدامات کئے جائیں ۔

جناب چیئرمین : یقیناً ہم چھان بین کریں گے ۔ یہ ہم کر لیں گے ۔

اناؤنسر : سوال نمبر 91 چودھری اختر علی صاحب ۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (جناب غضنفر محمد خان) : السلام علیکم ۔ جناب صدر یہ سوال واپڈا سے متعلق ہے ۔ ان کے افسران متعلقہ موجود ہیں۔ جواب انہوں نے لکھ کر بھیج دیا ہے ۔ میں وہ پڑھ کر سنا دیتا ہوں ۔ اگر وضاحت کی ضرورت درکار ہوگی تو وہ ضمنی سوالات کے جوابات دینے کے لیے آئے ہوئے ہیں ۔

ضلع سیالکوٹ میں اسسٹنٹ لائن مینوں کی آسامیاں

سوال ۹۱۔ چوہدری اختر علی (چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ) : کیا وزیر آبپاشی و قوت برق از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع سیالکوٹ کی سب ڈویژن ڈسکہ و سیالکوٹ چھاؤنی میں اسسٹنٹ لائن مینوں کی نئی آسامیوں کو پر کرنے کے لیے وضع شدہ معیار کیا ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ آسامیوں کو پر کرتے وقت خلاف ضابطہ کارروائیاں ہوئی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں اور کیا حکومت اس معاملہ کی چھان بین کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (جناب غضنفر محمد خان) : (الف) سیالکوٹ چھاؤنی ڈویژن میں اسسٹنٹ لائن مینوں کی 43 آسامیاں خالی تھیں ۔ ان آسامیوں کو پر کرنے کے لیے مورخہ 14 فروری 1981ء کو روزنامہ مشرق کے ذریعے درخواستیں طلب کی گئیں ۔ واپڈا نے خالی آسامیوں کو پر کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کوٹہ مقرر کیا ہوا ہے :۔

(1) ملازمین کے بیٹوں کا حصہ 50 فیصد ۔

(2) سابقہ فوجیوں کا حصہ 25 فیصد ۔

(3) براہ راست بھرتی 25 فیصد ۔

سلیکشن بورڈ کے ذریعے ان 43 آسامیوں کو پر کرنے کے لیے ملازمین کا چناؤ کیا گیا اور اس طرح 20 نشستیں واپڈا ملازمین کے بیٹوں کو 8 نشستیں سابقہ فوجیوں کو دی گئیں اور 12 ملازمین براہ راست بھرتی کئے گئے ۔ ابھی 3 نشستیں سابقہ فوجیوں کے کوٹے کی خالی پڑی ہوئی ہیں ۔ اسی طرح ڈسکہ ڈویژن میں بھی اسسٹنٹ لائن مینوں کی کل آسامیوں 68 تھیں ان آسامیوں کو پر کرنے کے لیے مورخہ 15 نومبر 1980ء کو روزنامہ نوائے وقت میں مشتہر کرنے کے بعد مندرجہ ذیل آسامیاں کوٹے کے مطابق پر کی گئیں :-

(1) ملازمین کے لیے ۔	28
(2) سابقہ فوجی ۔	12
(3) براہ راست بھرتی ۔	18
سابقہ فوجیوں کا چناؤ جو کہ ایس پی سیالکوٹ کی معرفت کیا گیا ۔	10
	68

(ب) محکمہ کے علم میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ آسامیاں پر کرتے وقت کوئی خلاف ضابطہ کارروائی کی گئی ہو ۔

ضمنی سوالات

جناب لیاقت علی خان : جناب والا ! واپڈا کا ایریا بورڈ بننے سے ان کے ممبر تو بن گئے ہیں اور انہوں نے چارج بھی لے لیا ہے لیکن ان

آفیشل ممبر بھی بورڈ آف ڈائریکٹرز میں شامل کئے جانے تھے جن میں پبلک کے نمائندوں کو بھی شامل کیا جانا تھا وہ ابھی تک نہیں کئے گئے ہیں۔ میری وزیر آبپاشی سے گزارش ہے کہ جلد از جلد عوامی نمائندوں کو اس میں شامل کیا جائے۔

وزیر آبپاشی و قوت برق: تجویز زیر غور ہے۔ واپڈا نے اس میں کچھ اعتراضات کئے ہیں۔ ہم نے کچھ تجاویز سے اختلاف کیا تھا مثلاً یہ کہ دو سے زیادہ ممبر اس میں ہونے چاہئیں اس پر واپڈا نے جواب دیا ہے کہ اگر اتنا بڑا بورڈ بنایا جائے تو وہ بیکار (invalid) ہو جائے گا۔ اور وہ ٹھیک سے کام نہیں کر سکے گا۔ اس کا بہت جلد فیصلہ کر کے کسی حتمی نتیجہ پر پہنچ کر نان آفیشل ممبر مقرر کر دیئے جائیں گے۔ حکومت پنجاب کا موقف یہ تھا کہ غیر سرکاری نمائندگی خاص طور پر مؤثر ہونی چاہئے تاکہ ایک اکیلا آدمی بیٹھ کر ہر وقت ہاں یا نہیں نہ کہتا رہے بلکہ بورڈ کی کچھ آواز بھی ہو۔ اس بات کا جلد فیصلہ کر کے غیر سرکاری ممبر مقرر کر دیئے جائیں گے۔

اناؤنسر: سوال نمبر 93 ملک خدا بخش ٹوانہ۔

صوبہ پنجاب میں سیم اور تھور کا تدارک

سوال 93 ۔ ملک خدا بخش ٹوانہ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برق از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب میں سیم اور تھور کا مسئلہ ایک سنگین صورت حال اختیار کر گیا ہے اور اس کی بڑی وجہ نہریں ہیں جو کہ سطح زمین سے اونچی بہہ رہی ہیں اور نتیجتاً پانی رس رس کر زمینوں کو سیم و تھور کی صورت میں برباد کر رہا ہے حالانکہ سکارپ کے تحت چند ٹیوب ویل بھی نصب کیے گئے ہیں مگر وہ ناکافی ہیں۔

(ب) اگر (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سیم اور تھور کے تدارک کے لیے کوئی مرحلہ وار متبادل اسکیم از قسم لفٹنگ اسکیم کو اپنانے کا ارادہ رکھتی ہے - جیسا کہ سندھ کے کچھ علاقہ میں رائج ہے جہاں نہریں سطح زمین سے گہری کھود دی گئی ہیں اور ہر موگہ پر ٹیوب ویل کے ذریعے پانی لفٹ کرکے کھال میں ڈال جاتا ہے نتیجتاً نہر آبپاشی کے علاوہ ڈرین کا کام بھی کرتی ہے ؟

وزیر آبپاشی و قوت برق (جناب غضنفر محمد خان): (الف) پنجاب میں سیم اور تھور کے مسئلے سے حکومت پوری طرح آگاہ ہے - سیم اور تھور کی وجہ صرف نہریں نہیں بلکہ پورا نظام آبپاشی ہے - نہروں کے علاوہ راجباہوں ، مائینر ، کھالوں اور آبپاش کھیتوں سے بھی پانی رس رس کر زیر زمین پانی کے چڑھاؤ کا سبب بنتا ہے - نہری نظام اور سال ہا سال کے آبپاشی کے عمل سے زیر زمین پانی کی سطح بتدریج بلند ہوتی گئی اور اس کے سطح زمین کے قریب آنے سے سیم اور تھور کا مسئلہ پیدا ہوا . واپڈا کے اکتوبر 1979ء کے سروے کے مطابق پنجاب کے 2 کروڑ 46 لاکھ ایکڑ نہری نظام ہر محیط رقبہ میں سے 43 لاکھ 20 ہزار ایکڑ رقبہ (17.5 فیصد) سیم کی وجہ سے متاثرہ ہے - اس رقبہ میں زیر زمین پانی کی گہرائی سطح زمین سے 5 فٹ تک ہے - اس کے علاوہ تقریباً 75 لاکھ 40 ہزار ایکڑ رقبہ میں زیر زمین پانی کی سطح 5 سے 10 فٹ تک کی گہرائی پر ہے - اس رقبہ میں بھی سیم ہو جانے کا خطرہ ہے - واپڈا کے ایک حالیہ سروے (1977-79ء) کے مطابق تقریباً 2 کروڑ 51 لاکھ ایکڑ سروے شدہ رقبہ کا 14 فیصد رقبہ سطحی طور پر تھور سے متاثرہ ہے

جبکہ 26 فیصد رقبہ میں زمین سے 6 فٹ تک کی گہرائی کی مٹی مختلف درجات میں تھور کی وجہ سے متاثر ہے ۔ سیم اور تھور کے مسئلہ پر قابو پانے کے لیے نہری رقبہ جات میں تقریباً 3,682 میل لمبی سیم نالیوں کا جال بھی بچھایا گیا ہے ۔ یہ سیم نالیاں بارش اور سیلابی پانی کے نکاس کے لیے بنائی گئی ہیں تاکہ سیم میں اضافہ نہ ہو نیز یہ مقامی طور زیر زمین پانی کی سطح نیچے رکھنے میں بھی مدد دیتی ہیں ۔ تاہم اس مسئلے کی سنگینی کے پیش نظر واپڈا نے ایک جامع منصوبہ کے تحت جائزہ لیا اور قابل عمل اسکیموں پر واپڈا نے 1960ء سے عملدرآمد شروع کیا ۔ سکارپ پروگرام کے تحت اب تک پنجاب میں 9174 ٹیوب ویل نصب کیے گئے ہیں اور 590 میل لمبی سیم نالیاں بھی کھود دی گئی ہیں ۔ ان اقدامات سے صورت حال بہتر ہو رہی ہے ۔

(ب) پنجاب اس معاملہ میں بجا طور پر پریشان ہے ۔ اس سلسلہ میں جو صوبائی حکومت اور فیڈرل حکومت کا اجلاس لاہور میں ہوا تھا اس میں حکومت پنجاب نے ایک presentation کی تھی جس میں سیم اور تھور کے مسئلہ کو خاص طور پر اجاگر کرکے دکھایا تھا اور صحیح حالات گوش گزار کئے گئے تھے تاکہ فیڈرل گورنمنٹ کو ویسے تو پتا ہے لیکن خاص طور پر یہ پتا چل جائے کہ پنجاب جو زرخیزی میں پاکستان کا بہترین علاقہ ہے اور جس کی پروڈکشن گندم اور دوسری اجناس کا تقریباً 70 فیصد حصہ پاکستان کی پیداوار کا ہے ۔ یہ رقبہ سیم اور تھور کی نظر ہو رہا ہے اور خاص طور پر یہ بتایا کہ جو monitoring ہوتی ہے وہ کتنی آہستہ ہو رہی ہے اور ہمیں یہ نہیں پتہ چلتا کہ

جس رقبہ کو آج ہم reclaim کر لیتے ہیں اس کا دس سال کے بعد کیا حشر ہوتا ہے - وضاحت کی گئی ہے کہ اس کی بہت بڑی ضرورت ہے - ایک چیز بڑی واضح طور پر بتائی گئی کہ ٹیوب ویل کا نظام سکارپ میں جب سے شروع ہوا ہے ان سے بڑا اچھا کام ہوا ہے - پانی کی سطح بہت تیزی سے گری لیکن اکثر و بیشتر ٹیوب ویل ناکارہ ہو جانے کی وجہ سے پانی کی pumping کم ہو گئی ہے - بارشیں اور آبپاشی اسی طرح ہوتی رہی ہے کہ اس سے دوبارہ پانی کی سطح بلند ہوتی جا رہی ہے - اور یہ ایک بڑا مشکل مرحلہ ہے جس کا سامنا پنجاب کی حکومت ، عوام اور کاشتکار کر رہے ہیں اور اس کا تدارک مرکزی حکومت کو کرنا ہے کیونکہ اس کے لیے فنڈز کی انتہائی ضرورت ہے - اس سلسلے میں ورلڈ بنک کی امداد ملنے کی بھی امید ہے - کچھ منصوبے بن گئے ہیں - واپڈا نے کچھ منصوبے مرکزی حکومت کے سامنے منظوری کے لیے پیش کر دیے ہیں - لیکن چند وجوہات تھیں جو ہمیں معلوم نہیں جس کی وجہ سے کچھ منصوبوں کی منظوری ابھی تک نہیں ہوئی حالانکہ واپڈا نے وہ منصوبے برائے منظوری جنوری 1981ء میں پیش کئے تھے - پھر دوبارہ مئی میں پیشگی منظوری (anticipatory approval) کے لیے بھی درخواست کی تھی - لیکن ابھی تک وہ منظوری بھی نہیں ہوئی - سترہ تاریخ کو ایک میٹنگ ہونی تھی جو ملتوی ہو کر اب 24 نومبر کو ہو رہی ہے جس میں اس پر کچھ فیصلے کیے جائیں گے - تو یہ ایک بڑا مشکل مسئلہ ہے اور اس میں میری ممبر صاحبان سے ایک درخواست بھی ہے کہ آپ چونکہ عوام کی نمائندگی کرتے ہیں

اس لئے آپ بھی لوگوں سے کہیں کہ وہ پانی کا استعمال ذرا سوچ سمجھ کر کریں - پانی کے بے سوچے سمجھے استعمال سے بہت خرابیاں ہوتی ہیں - مثلاً کوٹ ادو جہاں سے میرا تعلق ہے ، وہاں غیر قانونی استعمال کے باعث پانی زیادہ استعمال ہوا تو زیر زمین پانی کی سطح بے انتہا بلند ہو گئی - اس پر مرکزی حکومت نے ایک کمیٹی بٹھائی ہے جو پورے سندھ طاس کے پانی کا جائزہ لے گی کہ کس طریقے سے پانی استعمال ہو رہا ہے ، کیونکہ خواہ سندھ کی زمین ہو یا پنجاب کی ، جہاں بھی پانی جائے گا وہاں پانی کی سطح بلند ہوگی اور سیم اور تھور کے مسائل پیدا ہوں گے - اس سے پیداوار میں کمی واقع ہوگی اور ملکی معیشت پر اثر پڑے گا - اس لیے یہ مسئلہ کسی خاص مقام ، علاقے یا خاص صوبے کا نہیں ، پاکستان کا ہے - اس نقطہ نظر سے میں درخواست کرتا ہوں کہ اس پر غور کیجیے -

ضمنی سوالات

چودھری محمد صدیق سالار (ڈپٹی میئر ، میونسپل کارپوریشن ، فیصل آباد):

جناب والا ! میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں - ہم حکومت کے بے حد شکر گزار تھے کہ جس نے فیصل آباد میں خیر والا ڈرینیج اسکیم کے لیے (جس میں سرگودھا بھی آئے گا اور جھنگ بھی) تین کروڑ روپیہ ریلیز کیا لیکن آج تک ہمیں خبر نہیں ہوئی کہ وہ تین کروڑ روپیہ صرف ہو رہا ہے یا نہیں - اس سے کوئی ٹیوب ویل لگ رہے ہیں یا نہیں - میں چاہتا ہوں کہ جس طرح جناب گورنر پنجاب نے پہلے اپنے سیکرٹری صاحبان اور منسٹر صاحبان کو حکم دیا تھا - اسی طرح ہمارے ان منسٹر صاحبان کو بھی حکم دیا جائے کہ وہ موقع پر پہنچیں اور دیکھیں کہ وہ تین کروڑ روپیہ جو یہاں سے ملا تھا (باقی مرکزی حکومت سے ملنا تھا) ابھی تک اس پر خرچ ہوا ہے یا نہیں -

دوسری بات یہ ہے ، جس طرح آپ فرما رہے ہیں ، پانی کے زیادہ اور فالتو اخراج یا جمع ہونے سے سیم بڑھتی ہے - تو جناب ! آپ حال ہی میں فیصل آباد تشریف لے گئے تھے - مدو والہ ڈرین اور پہاڑی نالوں سے تباہی ہوئی تھی - محکمہ انہار کی طرف سے ابھی تک کوئی کام نہیں ہوا جب کہ برساتوں کے دوبارہ موسم میں تین چار ماہ باقی رہ گئے ہیں - ڈی سی فیصل آباد جب محکمہ انہار کے افسروں سے پوچھتے ہیں تو جواب یہ ملتا ہے کہ ہمارے پاس ایسی کوئی مشینری نہیں جو ایسا کام کر سکے - مشینری ان کے پاس نہیں ، لیبر انہیں ملتی نہیں اور برسات سر پر ہے - آپ وہاں جاتے ہیں ، ہم پر مہربانی فرماتے ہیں کہ ہماری مشکلات میں کچھ کمی کر آتے ہیں - لیکن جب تک عملی کام نہیں ہوگا ، اس کا کوئی حل نہیں نکلے گا - اگر فیصل آباد کو بچانا ہے تو از راہ کرم اس پہاڑی نالے کا کچھ کریں جو دوسرے اضلاع کی تباہی کا بھی باعث بنا ہوا ہے - ہمارے افسران کو فیلڈ میں جانا ہوگا - وہاں جا کر محنت سے دن رات کام کریں گے تو آپ کو وہاں کچھ ایسے لوکل ورکر بھی مل جائیں گے جو آپ کے شانہ بشانہ چلیں گے اور اس مصیبت سے ہمیں نجات دلا سکیں گے - سیم فیصل آباد کی اہم زمین کو برباد کر رہی ہے - اس پر آپ کا روپیہ تو ضرور خرچ ہوگا مگر جب وہ زمینیں آباد ہو جائیں گی تو اس سے ملکی معیشت کو فائدہ پہنچے گا - وہ زمینیں دوبارہ سونا اگلنے لگیں گی فصلیں بہتر ملیں گی اور ہماری معیشت مستحکم ہوگی -

وزیر آبپاشی و قوت برقی : میں اطلاعاً عرض کر دوں کہ دو ایک ہفتے ہوئے ، اس سلسلے میں گورنر صاحب سے بات ہوئی تھی - تو گورنر صاحب نے پنجاب کے ان علاقوں کے دورے کا ایک پروگرام بنایا ہے جہاں امید ہے کہ آپ کے تعاون سے ہزارہا لوگ آ کر مائنرز اور ڈرینز کی صفائی اور کھدائی میں حکومت کی مدد کریں گے - میں مختصراً یہ کہتا چلوں کہ فنڈز کی بے انتہا ضرورت ہے - پیسوں کی اتنی فراوانی نہیں - گورنر صاحب

نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ بذات خود بھی لوگوں سے آ کر اپیل کریں گے ۔ متعلقہ افسر بھی ساتھ ہوں گے اور غالباً آپ بھی اپنے اپنے علاقوں میں موجود ہوں گے ۔ ان تمام لوگوں سے مدد لی جائے گی ۔ ڈرینز کی صفائی اور کھدائی کے پروگرام کے لیے پیر اکیس تاریخ سے نہروں کی بندی کا پروگرام ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے تعاون کے ساتھ محکمہ انہار حالات کو بہتر بنائے گا ۔

شیخ محمد اقبال (چیئرمین ، میونسپل کمیٹی ، جھنگ) : جناب صدر ! میں ایک گذارش کرنا چاہتا ہوں ۔ فیصل آباد سے براستہ جھنگ دریائے چناب میں ڈالنے کے لیے ایک سیم نالہ لے جایا جا رہا ہے ۔ اس سلسلے میں ایک سروے کیا گیا ہے اس سے ہمیں اتفاق نہیں ۔ میونسپل کمیٹی جھنگ نے ایک قرارداد بھی بھیجی ہے کہ اس کا جو راستہ بنایا گیا ہے ، اس کے مطابق جھنگ کے گردو نواح میں سیلاب کو روکنے کے لیے جو حفاظتی بند بنایا گیا ہے ، اس کو کاٹ کر اس کو دریا میں ڈالا جا رہا ہے ۔ ہماری یہ گزارش ہے کہ وہ راستہ تبدیل کر دیا جائے ۔ سیم نالہ کو دریائے چناب میں تو ضرور ڈالا جائے ۔ لیکن اس نالے کا جو راستہ بنایا گیا ہے ، اس پر ہمیں اعتراض ہے ۔ اس سے دونوں شہروں کو سخت نقصان پہنچے گا ۔ تو میری یہ تجویز ہے کہ اس کے راستے کو تبدیل کیا جائے ۔ وہ سیم نالہ دریائے چناب میں ضرور ڈالا جائے ، کیونکہ اور کوئی طریقہ نہیں ۔ اس سلسلے میں وزیر آبپاشی سے میری گذارش ہے کہ رپورٹ کو منگوا کر دوبارہ دیکھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے ۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی : یہ نوٹ کر لیا گیا ہے ۔ اس کا جائزہ لے کر یقینی تدارک کیا جائے گا ۔

بیگم سیدہ عابدہ حسین (چیئرمین ، ضلع کونسل ، جھنگ) : ضمنی سوال ۔ میرا سوال سکارپ اسکیم سے متعلقہ ہے ۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ، جن علاقوں میں سکارپ اسکیم کا اجراء ہوا ، وہاں یہ اسکیم مفید ثابت ہوئی ۔

چونکہ یہ اچھا خاصا پرانا منصوبہ ہے ، علاقے کے کاشتکار دس بارہ سال سے اس پانی کو حاصل کرنے کے عادی ہیں ۔ اب جب کہ آپ یہ ٹیوب ویل abandon کر رہے ہیں تو اس طرح جہاں پر یہ لوگ اس پانی پر انحصار (rely) کرتے ہیں ، وہاں آپ ان کی life line turn off کر رہے ہیں ۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی : سیدہ عابدہ حسین صاحبہ کو غلط فہمی ہوئی ہے ۔ ہم کوئی ٹیوب ویلز (abandon) نہیں کر رہے ۔ لیکن جو ٹیوب ویل آج سے بیس سال پہلے لگے تھے ان کی زندگی تقریباً پندرہ بیس سال تھی ان میں سے بیس فی صد ٹیوب ویل ناکارہ ہو گئے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

بیگم سیدہ عابدہ حسین : میں یہ بات سمجھتی ہوں ۔ اگر اجازت ہو تو میں اپنی بات مکمل کر لوں ۔ میں یہ کہنے کی کوشش کر رہی تھی کہ بیس سال یا چودہ سال ، جو بھی ان کی میعاد ہے ، وہ اپنی میعاد پوری کر چکے ہیں ۔ اب آپ اس لحاظ سے ان کو abandon کر رہے ہیں کہ آپ نے ان کو مرمت کرنے کا کوئی پروگرام نہیں بنایا ۔ میری استدعا ہے کہ جن علاقوں میں اس اسکیم کا اجراء ہوا تھا اور ان علاقوں کے لوگ اس پانی کے استعمال کے عادی ہو گئے ہیں حکومت کو چاہیے کہ وہاں انھی ٹیوب ویلوں کو مرمت کرنے کی اسکیم معرض وجود میں لائے ۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی : آپ نے بالکل درست فرمایا ہے ۔ عادی لوگوں کو پانی دیا جائے گا ۔ حکومت کا بیس سالہ مرحلہ وار پروگرام ہے مرکزی حکومت کا accelerated پروگرام ہے جس میں کہ ان تمام ٹیوب ویلوں کی

Reboring and relocation in the same place and in the same vicinity has been undertaken.

لیکن اس میں بھی سوال پھر وسائل کا آ جاتا ہے ۔ سال میں جتنے ٹیوب ویلوں کی تبدیلی کی ضرورت ہے ، فنڈز کی کمی کی وجہ سے اتنی percentage replace نہیں ہو سکی ۔ مثلاً سکارپ ون کا مجھے یاد ہے کہ 43 فی صد ٹارگیٹ حاصل (achieve) ہو سکا ہے ۔ اس سلسلے میں مرکزی

حکومت کے سامنے presentation کی گئی تھی - ہمارے پانی اور بجلی کے مرکزی وزیر کے زیر صدارت ایک ہائی پاورڈ اجلاس ہونے والا ہے - ایک ہو چکا ہے - اس میں کچھ فیصلے کیے جائیں گے تاکہ اس پروگرام کو جو accelerated programme کہلاتا ہے اور جو اس وقت decelerated حالت میں ہے ، واقعی اس کو accelerate کیا جائے اور اس صورت حال پر قابو پایا جائے - کیونکہ یہ بڑا سنگین مسئلہ ہے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ، یہ کسی ایک علاقے کا نہیں ، پورے پنجاب کا ، پورے پاکستان کا مسئلہ ہے - اس کو حل (tackle) کرنے کا پروگرام بن گیا ہے اور اس کے لیے مرکزی حکومت فنڈز دے رہی ہے - ورلڈ بنک سے ایڈ آ رہی ہے - کچھ امریکی امداد سے بھی کام انجام ہوگا اور امید ہے کہ ہم آہستہ آہستہ اس پر قابو پا لیں گے - لیکن پانی کا استعمال بھی جائز کرنا پڑے گا -

بیگم سیدہ عابدہ حسین : جس طرح آپ کی on going water scheme ہے یا جس طرح کہ کینال سسٹم سے پکے کھالے بن رہے ہیں - اگر اسی طرح کا ایک منصوبہ سکارپ ٹیوب ویل کے ساتھ منسلک (attach) کر دیا جائے تو پانی کے ضیاع کا بھی تدارک ہو جاتا ہے اور اس اسکیم کو ایک نئی زندگی بھی مل جاتی ہے -

وزیر آب پاشی و قوت برقی : on going water management کے لیے اس سال پندرہ اضلاع کا انتخاب ہوا ہے اور کام شروع ہوگیا ہے - عملہ پہنچ گیا ہے - نہروں کی بندی کے ساتھ اس میں بھی کریش پروگرام پر عمل درآمد کر دیا جائے گا - اس میں پہلے پانچ اضلاع تھے ، اب کے پندرہ اضلاع لیے گئے ہیں - انشاء اللہ ، یہ پروگرام پورے پنجاب میں پھیلایا جاتا ہے ، کیونکہ اس سے بھی پانی کی تقریباً بیس سے تیس فی صد بچت ہو جاتی ہے اور کسان بھائیوں کے کھیتوں تک بہتر طریقے سے پانی پہنچ جاتا ہے - اس سال یہ کام پندرہ اضلاع میں جاری ہے اور انشاء اللہ ، اگلے سال اس کے فنڈز اور بڑھا دئے جائیں گے -

سیدہ ساجدہ نیر عابدی (لیڈی کونسلر ، ضلع کونسل ، سیالکوٹ) : جناب والا ! ایک ضمنی سوال ہے ۔ میرا تعلق جس ضلع سے ہے ، دریا اور نہریں اس ضلع سے گزرتے ہیں ۔ مطلب یہ ہے کہ دریا اور نہر کا پانی ہمیں نہیں لگتا لیکن ہمارے پاس سے وہ نکلتے ہیں جس کی وجہ سے سیم سے سب سے زیادہ متاثرہ علاقہ میرا ضلع ہے ۔ وہاں پر کئی قدرتی نالے ہیں جو اپنی رفتار سے خود بخود بہہ رہے ہیں ۔ پچھلی مرتبہ بھی اجلاس میں میں نے سوال کیا تھا ۔ اس مرتبہ بھی اس سوال سے متعلق کچھ باتیں تھیں ۔ میرا وہ سوال اس کارروائی میں نہیں آیا ۔ تو وہ نالے قدرتی طور پر بہہ رہے ہیں ۔ حکومت نے ان پر آج تک کوئی توجہ نہیں دی ۔ چند میل اس کو maintenance کی ہے ۔ باقی قدرتی حالت میں اپنے پھیلاؤ کے مطابق بہہ رہے ہیں ۔ جس کی وجہ سے گرد و نواح کے بیشتر دیہات زیر آب آ جاتے ہیں اور یہاں سیم کا مسئلہ بھی بدستور ہے ۔ اس کے علاوہ سیم کو دور کرنے کے لیے حکومت نے ہمارے علاقے میں بہت سے ٹیوب ویل بھی لگائے تھے ۔ اس وقت سیم پر بھی بہت زیادہ قابو پا لیا گیا تھا ۔ لیکن ان کی دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے رفتہ رفتہ وہ ٹیوب ویل ناکارہ ہوتے چلے گئے ، حالانکہ ٹیوب ویل کی عمر اتنی کم نہیں ہوتی ۔ ہم لوگوں نے اپنے پرائیویٹ ٹیوب ویل بھی لگائے ہوئے ہیں ۔ ان کی عمر اتنی کم نہیں کہ وہ اس قدر جلدی خراب ہو جائیں ۔ لیکن دیکھ بھال نہ ہونے اور آپریٹرز کے نہ ہونے کے باعث وہ ٹیوب ویل ناکارہ ہوگئے ہیں ، جس کی نشان دہی ہم لوگ بار بار کرتے رہتے ہیں ۔ ہم نے اس کی نشاندہی صوبائی سطح پر بھی کی ۔ کچھ کے بور بیٹھ گئے ہیں کچھ ٹیوب ویل ایسے ہیں ۔

جناب چیئرمین : آپ تو تقریر کر رہی ہیں ۔ آپ سوال کریں تقریر نہ کریں ۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی : میری گذارش یہ ہے کہ ان کے ڈیلوری پائپ بہت چھوٹے ہیں ۔ ڈیلوری پائپ کے سائز کم ہونے کی وجہ سے یہ ٹیوب ویل

چار سو ایکڑ یا زائد رقبہ کو سیراب نہیں کر سکتے ۔ اس سے بھی سیم اب باہر کم نکل رہا ہے ۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی : ٹیوب ویل لگانے کی پلاننگ ہوتی ہے یہ محکمہ آبپاشی واپڈا کے ماہرین اور فارن ایکسپرٹس اجتماعی طور پر کرتے ہیں ۔ جتنا زیر زمین پانی ہوتا ہے اس کے مطابق منصوبہ بناتے ہیں ۔ کوئی ٹیوب ویل دو کیوسک کا کوئی تین کیوسک کا اور کوئی پانچ کیوسک کا ہوتا ہے یہ حکمت عملی تھی جو واپڈا نے شروع میں اختیار کی تھی جس وقت یہ اسکیم بنی تھی اس وقت ایک ٹیوب ویل 75 ہزار روپیہ میں لگ جاتا تھا ابھی دو تین سال ہوئے ہیں ان کو بدلا گیا ہے ان کی قیمت تین لاکھ 75 ہزار روپیہ ہے اور 1984 یا 1985 میں جب یہ دوبارہ تبدیل ہوں گے تو ایک ٹیوب ویل کی قیمت چودہ پندرہ لاکھ روپے ہوگی ۔ اب واپڈا نے اپنا طریقہ کار تبدیل کر دیا ہے ۔ جن ٹیوب ویلوں کی آپ نشان دہی کر رہی ہیں ۔ جو میں اور آپ اپنی زمینوں پر لگاتے ہیں 6 انچ والے لگائے جاتے ہیں ۔ وہ زیادہ رقبہ پر لگائے جاتے ہیں ۔ پہلے واپڈا کو خطرہ تھا کہ انہیں بجلی کی لائنیں بچھانے سے خرچہ بڑھ جائے گا ۔ لیکن اب چونکہ حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت کا نظریہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دیہات میں بجلی پہنچائی جائے ۔ تو اس طریقے سے بالواسطہ (indirectly) اس پروگرام کو تقویت ملے گی اس سے واپڈا کے طریقہ کار میں آسانی ہوئی ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ اس سے خاطر خواہ نتیجہ نکلے گا ۔ جہاں تک عمر کا تعلق ہے جس طرح انسان کی عمر ہے کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے مر جاتا ہے ۔ کوئی جوانی میں مر جاتا ہے ۔ بڑھاپے میں مر جاتا ہے کوئی سسک سسک کر مر جاتا ہے کوئی اچانک مر جاتا ہے اسی طرح ٹیوب ویل مشین بھی ہے ۔ آپ 15/20 سال کی بات کر رہے ہیں ۔ خوشاب ایریا میں میں ابھی گیا تھا ۔ وہاں واپڈا نے ٹیوب ویل لگائے ہیں ۔ لیکن وہ سال ڈیڑھ سال چلنے کے بعد ناکارہ ہو گئے ہیں ۔ ان کے فلٹر بیکار ہو گئے ہیں ۔ میں نے چیئرمین واپڈا کی خدمت میں عرض کی تھی اور ان کے نوٹس

میں یہ بات لایا تھا کہ وہاں جو فلٹر استعمال کئے گئے تھے وہ لوہے کے تھے زمین کھاری تھی اس لیے گل سڑ کر خراب ہو گئے ہیں ۔ انھوں نے اس کا نوٹس لیا اور کہا کہ ہم اپنی غلطی مانتے ہیں آئندہ ہم ایسی غلطی نہیں ہونے دیں گے ۔ اس پر وہ ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں ۔ زمین کے اندر نمکیات ہیں اس میں کس قسم کا فلٹر استعمال ہوتا ہے اس سے بھی بڑا اثر پڑتا ہے ۔

آپ نے ٹیوب ویل آپریٹر کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ اس سے حکومت پوری طرح مطمئن ہے ۔ ہمیں معلومات حاصل ہیں اور مرکزی حکومت کے سامنے یہ مسئلہ پیش آیا تھا ۔ لیکن ابھی فیصلہ کے متعلق معلوم نہیں کیا ہوا ہے ۔ ہم نے تجویز دی تھی کہ ان کو سرکاری ملازم قرار دیا جائے ۔ تاکہ جب یہ غیر حاضر ہوں تو مناسب کارروائی کی جائے ۔ وگرنہ انڈسٹریل آرڈیننس کے تحت جب تک دس دن ان کی غیر حاضری نہ لگے ان کو ڈسچارج نہیں کیا جا سکتا اس قسم کے مسائل ہیں ۔ ہمیں پتہ ہے کہ وہ سرکاری ملازم نہیں ہیں ۔ لیکن اس کا علاج آہستہ آہستہ ہوگا ۔

جن نالوں کی طرف آپ نے اشارہ کیا تھا اس کا جواب دے دیا گیا ہے غالباً ڈیک وغیرہ کی طرف آپ نے اشارہ کیا تھا اور ایک دو نالے کی طرف اور تھا جس میں کہا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی : میں اس جواب سے مطمئن نہیں تھی کیونکہ وہ جواب ٹھیک نہیں تھا ۔ اب دوبارہ میں نے پھر سوال بھیجا تھا کیونکہ اس نالے کی سات میل کی امبائی کی پوری طرح حفاظت نہیں کی گئی تھی بلکہ تین میل نالہ بنایا ہوا ہے باقی 4 یا ساڑھے چار میل اسی طرح جم رہا ہے ۔

جناب چیئرمین : سیکرٹری صاحب آپ کو علم ہے کبھی آپ نے جا کر جگہ دیکھی ہے ۔

سیکرٹری آب پاشی (سعد ہارون محمود) : یہ جگہ دیکھی ہے یہ چند نالے ہیں ۔ جو سیالکوٹ اس کے beyond جموں سے آتے ہیں اوراوپر چناب کنیل کو کراس کر کے سائفن کے ذریعے دریا میں جاتے ہیں ۔ جہاں تک نہر کا تعلق ہے ان کو صاف رکھا جاتا ہے ۔ تاکہ سائفن میں سے پانی گذر کر آگے نکل جائے ۔ باقی گذر گاہ قدرتی نالوں کی اپنی گذر گاہ ہے اس پر کوئی کام نہیں کیا جاتا ہے یہ قدرتی نالے نہیں مصنوعی نالیاں ہیں ۔

بیگم نسیم عبدالماجد میاں (خاتون کونسلر ضلع کونسل بہاولنگر) : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب چیئرمین ! میں نے سابقہ اجلاس میں ہارون آباد کے لیے پینے کا پانی مانگا تھا ۔ آپ کی بہت مہربانی اور آپ کی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے فلٹر بیڈ اب تبدیل ہو رہے ہیں ۔ جس کھلے نالے میں سے ہمیں پانی آ رہا تھا وہ بھی بند ہونا شروع ہو گیا ہے لیکن اس میں جناب چیئرمین ہمارے افسران صاحبان نے اس کا بہت برا منایا ہے کہ میں نے آپ کے پاس کیوں شکایت کی ہے ۔

جناب چیئرمین : کوئی شکایت نہیں کی ہے ۔

بیگم نسیم عبدالماجد میاں : ہمارے بہاولپور کے کمشنر صاحب نے جب بہاولنگر کا دورہ کیا تو انہوں نے بہاولنگر اور ہارون آباد میں کھلی کچہری لگائی وہاں انہوں نے نہایت ہی غلط قسم کا طرز گفتگو اختیار کیا ۔

جناب چیئرمین : کمشنر صاحب نے ؟

بیگم نسیم عبدالماجد میاں : جی بالکل ۔

جناب چیئرمین : وہ جو چاہیں کہتے رہیں لیکن ہمیں اس کو ٹھیک ضرور کرنا ہے ۔

بیگم نسیم عبدالماجد میاں : لیکن جناب یہ بات نہیں ہے کہ کمشنر صاحب یا ڈپٹی کمشنر صاحب کھلی کچہریوں میں ہمارے اوپر کیچڑ

اچھالتے رہیں اور یہ کہیں کہ ایک خاتون نے جا کر وہاں ڈرامہ کر دیا وہ بوتل میں پانی بھر کر لے گئی - حالانکہ ہمارے ضلع کے ڈپٹی کمشنر صاحب جس کردار کے مالک ہیں وہ پورا ضلع جانتا ہے - ہمارے ضلع کی پوری تاریخ میں آج تک اتنا بد دیانت اور اتنا شرابی قسم کا افسر نہیں گیا -

جناب چیئرمین : کیا کمشنر ؟

بیگم نسیم عبدالماجد میاں : ڈی - سی بہاولنگر -

جناب چیئرمین : آپ نوٹ کر رہے ہیں - صدیق صاحب

چیف سیکرٹری : جی ہاں -

بیگم نسیم عبدالماجد میاں : ان کے لیے پورے ضلع کے تمام علمائے کرام نے آپ کو تاریں بھیجی تھیں - پتا نہیں آپ کو ملی ہیں یا نہیں - پورے ضلع میں محکمہ مال میں ان کے رویہ کے خلاف ہڑتال ہوئی - محکمہ مال کے پٹواریوں نے ایک ماہ پورا ہڑتال رکھی - چشتیاں میں جو ایک اچھا خاصا سنٹر ہے ایک ہفتہ تک بند رہا - صرف اور صرف ان کے رویے کے خلاف - وہ جس مجمع میں جاتے ہیں جہاں کہیں بھی جاتے ہیں وہ عوامی نمائندوں کو snub کرنے کی کوشش کرتے ہیں - وہ کسی نمائندے کی بات ہی نہیں مانتے - یہاں بہاول نگر کے چیئرمین صاحب بیٹھے ہیں اور میئر صاحب بھی بیٹھے ہیں - آپ ان سے پوچھ سکتے ہیں - آپ سے اس علاقے کے عوام کی طرف سے گزارش کروں گی کہ خدا کے لیے ہمیں ایسے افسران مت دیجیے جو وہاں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں - اگر ہم لوگ اپنا جائز حق بھی مانگتے ہیں تو وہ اس کو ایک بتنگڑ بنا کر میٹنگ میں بہت غلط اور ناشائستہ الفاظ استعمال کرتے ہیں جو میرے خیال میں صحیح نہیں -

جناب جاوید اقبال رانا (چیئرمین ، میونسپل کمیٹی ، بہاول نگر) : جناب چیئرمین ، میں اس بات کی تائید کروں گا - ان کی جو کھلی کچہری

میں بے حرمتی کی گئی ہے ، ہمیں کیا کیا کہا گیا ہے وہ بہت غلط طریقہ تھا ۔

آوازیں : نام بتاؤ ، نام بتاؤ ۔

جناب جاوید اقبال رانا : ڈی ۔ سی صفدر صاحب ہیں ۔ انہوں نے وہاں ہارون آباد میں کھلی کچہری میں بڑے غلط لفظ استعمال کیے ۔ میں چیئرمین ، میونسپل کمیٹی سے ملا ہوں ۔ انہوں نے کہا ہے ، واقعی ہمارا ایک ہیڈ خراب تھا ۔ ہم ڈائرکٹ پانی کھالے سے دے رہے تھے ۔ تمام ہاؤس اس بات سے متفق ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے ۔ یہ بہت زیادتی ہے ۔ کہ اگر یہاں سوال کریں ۔ اور جب ہم وہاں جائیں تو اس پر ہماری کھچائی ہو ۔

جناب چیئرمین : کمشنر صاحب ! یہ کیا ہے ؟ آپ comment کریں گے ؟

کمشنر بہاولپور (چوہدری محمد شریف) : جناب والا ! میں یہ عرض کروں کہ یہ جس کچہری کا ذکر کر رہے ہیں ۔ مجھے اس کا علم نہیں ہے ۔ ڈپٹی کمشنر صاحب وہاں گئے ہوں گے ۔ جہاں تک پانی کا تعلق ہے جناب ، آپ کو اچھی طرح علم ہے کہ ڈپٹی کمشنر نے خود جا کر موقع دیکھا کمیٹی کی طرف سے اور ساتھ پبلک ہیلتھ کے افسروں کو بھی لے گئے ۔ انہوں نے جب دیکھا کہ فلٹرز خراب ہیں ، تو اسکیم بنائی گئی ۔ وہ اسکیم آپ کے پاس بھیجی گئی ۔ اس وقت جناب چیف سیکرٹری صاحب نے مہربانی کی کہ اس اسکیم کو out of turn منظور کیا ۔ چنانچہ اس اسکیم کو ایک تہائی حصہ قرضہ اور ایک تہائی حصہ aid دی جائے گی ۔ تا کہ ان کو ٹھیک کیا جائے ۔ جہاں تک ان کا تعلق ہے ، میں نے پبلک ہیلتھ کے انجینیروں کو بھیجا تھا ۔ ان کے پاس وہ خود گئے انہوں نے فرمایا کہ وہ پانی واقعی خراب تھا وہ میری رپورٹ میں بھی

لکھا ہے کہ چونکہ اس وقت فلٹر خراب تھے لہذا پانی میونسپل کمیٹی ڈائرکٹ دے رہی تھی ۔ اور جس وقت تک فلٹر کو ٹھیک نہ کیا جائے اس وقت تک پانی ٹھیک نہیں ہو سکتا ۔ جہاں تک ان کے متعلق نازیبا الفاظ کہنے کا تعلق ہے مجھے اس کا کوئی علم نہیں ہے ۔ نہ یہ بات میرے نوٹس میں آئی ہے کہ ان کے بارے میں انہوں نے کچھ کہا ہے ۔

بیگم نسیم عبدالماجد میاں (بہاولنگر) : جناب ایک منٹ میں عرض کروں ۔ ہارون آباد کے مجمع میں ۔ (ایک کلب ہے وہاں پر مجمع تھا ۔) انہوں نے ایک بات کہہ دی کہ ایک خاتون گئی ۔ وہ بوتل میں پانی لے گئی اور اس نے ڈرامہ رچایا ۔ ان کے یہ الفاظ (words) تھے ۔ پھر ڈپٹی کمشنر نے اسے base بنا لیا ۔ انہوں نے ہر مجمع میں کہا ۔

کمشنر بہاولپور : یہ بالکل غلط بات ہے ۔ میں نے یہ الفاظ بالکل نہیں کہے ہیں ۔ بلکہ میں نے یہ ضرور کہا کہ ایک خاتون نے وہاں جا کر پانی دکھایا تھا اور وہ پانی واقعی خراب ہے ۔ اور اس کا انتظام گورنر صاحب نے اور چیف سیکرٹری نے کر دیا ہے ۔ اور اس کی منظوری دے دی ہے اور پانی ٹھیک ہو جائیگا ۔ یہ بات کہی گئی ہے ۔

میاں غلام محمد سمونکا (وائس چیئرمین ضلع کونسل بہاولنگر) : جناب والا ! میں اس سلسلہ میں گذارش کرتا ہوں ۔ میں بہ حیثیت وائس چیئرمین اس مجلس میں موجود تھا ۔ اس کھلی کچہری یعنی مجلس میں کمشنر صاحب اور ڈپٹی کمشنر صاحب بھی موجود تھے ۔ یہ درست ہے کہ جو کچھ کرایا ہے وہ ڈپٹی کمشنر صاحب نے ہی کمشنر صاحب سے کرایا ہے ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کمشنر صاحب کے اپنے الفاظ تھے کہ وہ پتہ نہیں وہ خاتون وہاں جا کر کیا تعارف کرانا چاہتی تھی یا شو وہ پانی کسی جوہڑ سے لے گئی ہے یا کسی اور جگہ سے لے گئی ۔ حالانکہ محکمہ ہیلتھ نے اس کو ثابت کر دیا ہے کہ واقعی وہ فلٹر ٹوٹے ہوئے

تھے اور وہ پانی براہ‌راست آ رہا تھا ۔ اور اس میں سے فلٹر نہیں ہو رہا تھا یہ ثابت ہو چکا ہے ۔ اس کے علاوہ جناب میں نے کل بھی گذارش کی تھی کہ اگر اجازت ہو تو میں اس معاملہ میں وضاحت کروں جناب نے فرمایا تھا کہ علیحدگی میں ۔

جناب چیئرمین : ہاں ، آپ سے علیحدگی میں میری بات ہوگی ۔ بس ٹھیک ہو گیا ۔ ویسے کمشنر صاحب ، اس ہاؤس میں یہ باتیں ہوتی رہیں گی ۔ اور کسی کو یہ باتیں بری نہیں منانی چاہیئیں اور خصوصاً Civil Servants کو ۔ ان کا کام ہے ۔ مقصد ان کا یہی ہے کہ آئیں ، بتائیں ، تجاویز دیں اور تکالیف بتائیں ۔ اس میں کوئی پرسنل بات نہیں ہوگی ۔ اب آپ میری بات سنیں اس میں کوئی تلخی کی ضرورت نہ ہے ۔ خصوصاً Civil Servants کو ۔ باقی وہاں پر بات کوئی ہوئی ضرور ہے یہ تو مانیں گے نا آپ ۔ ؟ ہوئی ہے نا ۔

کمشنر بہاولپور : جی ہاں ۔

جناب چیئرمین : بس وہی بات ہے ۔ بس اتنا ہی آپ سے کہنا تھا اور دیکھئے ۔ اس ہاؤس میں باتیں ضرور ہونی چاہئیں ۔ یہ کر رہے ہیں ۔ یہ آپ بھی باتیں کرتے ہیں ۔ منسٹر صاحبان بھی کرتے ہیں ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ ہم اس کو ذاتی طور پر نہیں لیں گے ۔ نہ جا کر یہ کہیں کہ جناب ، ڈھونگ رچا دیا ہے ۔ یہ کر دیا ہے ۔ وہ کر دیا ہے ۔ انہوں نے آپ کو دکھایا ۔ آپ کے انجینئرز کی رپورٹ ہے کہ پانی واقعی خراب ہے ۔ لہذا اس کو درست کرنا ہے ۔ اس پر باتیں کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ ڈپٹی کمشنر صاحب سے بھی میری طرف سے یہ کہئے گا کہ جناب ، ذرا آرام سے ۔ آخر یہ لوگ elected representatives ہیں اور وہ شیکسپیئر کی آپ نے پڑھی ہے نہ citizen والی بات ۔ یہ وہ citizen ہیں ۔ They are elected in their own right and we are their servants قصہ ختم ہو گیا ۔ اس پر بات ختم ۔ اب آپ نیا پوائنٹ لے لیں ۔

جناب خورشید احمد کانجو (وائس چیئرمین پنجاب کسان بورڈ ملتان) : جناب والا ! اس دفعہ نہروں میں پانی نہیں چھوڑا گیا ۔ کیا وجہ ہے ۔ آیا وہ سیم اور تھور کو کنٹرول کرنے کے لیے نہیں چھوڑا گیا یا گندم کی ضرورت نہیں ہے ۔ ؟

وزیر آبپاشی و قوت برق : جناب والا ! اس دفعہ دریائے سندھ میں پانی کی کمی ہے ۔ منگلا چینل کینال Mangla Channel Canals میں بھی پانی کی کمی ہے سندھ میں اوسطاً 22 فیصدی پانی کی کمی ہے اور منگلا میں کمی کی امید نہ تھی ۔ لیکن وہاں جہلم میں پانی زیادہ کم ہونے کی توقع تھی وہ توقع سے بھی کم ہو گیا ۔ اس لیے وہاں بھی پانی کی کمی محسوس کی گئی لیکن منگلا میں جو واپڈا کے پاور جنریٹرز چلتے ہیں ، اس کی وجہ سے ہمیں involuntry طور پر پانی ملتا رہتا ہے ۔ لہذا منگلا کمانڈ کی کینال جو تھیں ۔ غیر دوامی نہریں ، انکو وقتاً فوقتاً جتنا پانی ملتا رہا ، چلتی رہیں ۔ جہاں تک پنجاب کی وہ کینال جن کا دارومدار تربیلا اور دریائے سندھ پر ہے ، اس میں حالت بہت خراب تھی اور جو دوامی نہریں تھیں ان میں بھی تقریباً 11 فیصد سے 16 فیصد تک کمی واقع ہوئی ہے ۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے مرکزی حکومت سے اجازت لینا پڑتی ہے لیکن وہ اجازت ابھی تک نہیں ملی ہے ۔ لیکن اس بات کے پیش نظر یہ نہ ہو کہ پنجاب کا علاقہ بغیر گندم کی بجائی کے رہ جائے ، ہم نے زیادہ نہروں سے پانی لینا شروع کر دیا ہے اور گذشتہ چار پانچ روز سے غیر دوامی نہریں کھول دی گئی ہیں ۔ تاکہ لیٹ بجائی ہو جائے ۔ بہ حیثیت پنجاب کے کاشتکار کے مجھے پتہ ہے کہ پنجاب میں زیادہ تر رقبہ لیٹ کاشت ہوتا ہے ۔ جلدی کاشت کم ہوتا ہے درمیانی اور لیٹ کاشت زیادہ ہے ۔ کپاس کے علاقوں میں خاص طور پر کپاس کے بعد اس وقت بجائی ہوتی ہے یا ہو چکی ہے یا ہو رہی ہے یہ 31 دسمبر تک ہوتی رہے گی ۔ کچھ لوگ جنوری کے پہلے ہفتہ تک بھی کاشت کرتے رہتے ہیں اس لیے اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے مرکزی حکومت کو

باقاعدہ بتا کر غیر دوامی نہروں میں دس دن کے لیے پانی دیا گیا ہے۔ تاکہ آبپاشی کر لیں۔ امید ہے کہ اس سے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوں گے۔ اس کے بعد ہمیں امید ہے اور خدا وند تعالیٰ کے فضل و کرم سے توقع ہے کہ کچھ بارشیں ہوں گی۔ دریاؤں میں پانی بڑھے گا۔ فصل پکنے کے لیے پانی مل جائے گا۔ گورنر صاحب اور میں خود بھی برابر اس بات کے لیے کوشاں ہیں کہ پانی کم از کم اتنا مل جائے جتنا کہ پچھلے سال تھا یا اس سے تھوڑا کم۔ کیوں کہ کمی جو ہے۔ وہ سب کو share کرنا ہوگی حصہ بہ حصہ یہ سیم اور تھور کو کم کرنے کے لیے نہیں کی گئی تھی یہ اللہ میاں نے جو اپنا نظام قائم کیا ہوا ہے۔ balance کا اور cause & effect کا۔ یہ اس کے ماتحت کمی ہوئی ہے۔ لہذا نہروں کو بند کرنا پڑا ، غیر دوامی نہروں کو۔ غیر دوامی نہریں کسی زمانے میں کھولی نہیں جاتی تھیں۔ جب پانی فالتو ہوتا تھا تو کھل جاتی تھیں اور جب پانی فالتو نہیں ہوتا تھا تو نہیں کھلتی تھیں۔ لیکن دوامی نہروں کے کاشتکاروں کا یہ حق ہے کہ یہ پانی ان کو دیا جائے اور ان کو پانی دیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین : ویسے یہ حقیقت ہے کہ اس دفعہ بارشیں کم ہوئی ہیں۔ آپ لوگ دعا کیجئے پھر سارے کام درست ہو جائیں گے۔ پانی کم ہے اس لیے نہروں میں بھی پانی کم مل رہا ہے۔

جناب خورشید احمد کانجو : جناب والا ! تحصیل لودھران اور تحصیل شجاع آباد میں جہاں زیر زمین پانی کڑوا ہے۔ پینے کے پانی کی بھی قلت ہے۔ اس لیے میں یہ گذارش کروں گا کہ 10 دن کی بجائے کم از کم 21 دن پانی ملنا چاہے۔

جناب چیئرمین : پانی نہیں ہے تو کہاں سے دیں۔ جب پانی ہوگا تو ضرور دیں گے۔ میں تو کہہ رہا ہوں کہ آپ ذرا ہاتھ اوپر اٹھائیں دعا مانگیں۔ جب ڈیم میں ہی پانی نہیں ہے تو کہاں سے پانی دیں۔ پانی کا ہمیں راشن کرنا پڑے گا۔ اور اسی مقدار میں دینا ہوگا۔

اناؤنسر : سوال نمبر 100 ۔ ڈاکٹر ثریا سلطانہ ۔

میانوالی میں نہر تھل پراجیکٹ پر حفاظتی جنگلے بنانا

سوال 100 ۔ ڈاکٹر ثریا سلطانہ (خاتون کونسلر ضلع کونسل میانوالی):
کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :—

(الف) کیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ نہر تھل پراجیکٹ میانوالی شہر کے درمیان سے گزرتی ہے اور نہر کے دونوں کناروں پر حفاظتی جنگلے نہ ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ جانی نقصان ہوتا رہتا ہے ۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت قیمتی جانوں کو بچانے کے لیے مذکورہ نہر کے کناروں پر حفاظتی جنگلے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی (جناب غضنفر محمد خان) : (الف) یہ درست ہے کہ تھل کینال برجی 127 سے 133 تک میانوالی شہر کے درمیان سے گزرتی ہے ۔ یہ درست نہیں کہ نہر کے دونوں کناروں پر حفاظتی جنگلے نہ ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ جانی نقصان ہوتا رہتا ہے ۔ پچھلے پانچ سال میں صرف ایک دفعہ مارچ 1981ء میں ایک عورت بااقدام خود کشی نہر میں ڈوب گئی ۔ اس کے علاوہ کبھی کوئی حادثہ رونما نہیں ہوا ۔

(ب) حکومت نہر کے کناروں پر حفاظتی جنگلے لگانے کا ارادہ نہیں رکھتی ۔ کیونکہ اس قسم کی مثال اور کہیں نہیں پائی جاتی ۔ تاہم پلوں کے ساتھ حفاظتی دیواریں بنا دی گئی ہیں اور اس کے علاوہ نہانے اور مویشیوں کو پانی پلانے کے لیے موزوں جگہوں پر پکے گھاٹ تعمیر کر دیئے گئے ہیں ۔

ضمنی سوالات

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ : جناب والا ! ہماری نہر پکی اور ڈھلوان (Slope) ہے ۔ اس کا مسئلہ دوسری نہروں سے مختلف ہے ۔ جو کوئی بد قسمتی سے اس میں چلا جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا ۔ جناب والا ! اس نہر میں سینکڑوں جانیں ضائع ہوئی ہیں مگر انہوں نے صرف ایک عورت کی رپورٹ دی ہے ۔ ایک دو سال کی بات ہے کہ ایک بارات جو بذریعہ بیل گاڑی آ رہی تھی پوری کی پوری اس میں غرق ہو گئی ۔ یہ پکا کراڑ والا کی بات ہے ۔ لیکن انہوں نے کہہ دیا ہے کہ صرف ایک عورت ڈوبی ہے ۔

جناب چیئرمین : نہیں ایک بارات ڈوبی ہے ۔ (قہقہہ) ۔

ایک عورت ڈوبی ہے یا ایک بارات ڈوبی ہے ۔ ؟

سیکرٹری آب پاشی (جناب سعد ہارون محمود) : جناب والا ! ایک خود کشی کا واقعہ ہوا ہے ۔ یہ میانوالی شہر کی بات ہو رہی ہے ۔ اس سے باہر کی میں بات نہیں کہہ سکتا ۔

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ : جناب والا ! میں پکا کراڑ والا کی بات کر رہی ہوں جو شہر سے صرف دو میل پر واقع ہے ۔ یہاں پوری کی پوری بارات غرق ہو گئی تھی ۔ جناب والا ! وہاں کوئی حفاظتی اقدامات نہیں کئے گئے ۔ کم از کم کوئی سنگل (زنجیر) وغیرہ ہی لگا دیں تاکہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہی مل جائے ۔ جناب والا ! اس نہر میں اگر کوئی تیرنے والا بھی گیا ہے تو واپس نہیں آیا ۔

وزیر آب پاشی و قوت برق : جناب چیئرمین نے فیصلہ کیا ہے کہ موقع دیکھا جائے اور اگر ضرورت محسوس ہو تو اس کو مکمل کر دیا جائے ۔

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ : دوسرا جناب والا ! انہوں نے یہ جو

لکھا ہے کہ گھاٹ پر جنگلے اگے ہوئے ہیں تو وہ ٹوٹ چکے ہیں ۔ یہاں تک کہ اگر کوئی گائے بھینس بھی اس نہر میں جاتی ہے تو واپس نہیں آتی ۔

جناب چیئرمین : یہ جواب کس نے لکھا ہے ۔ ؟

سیکرٹری آب پاشی و قوت برقی : جناب والا ! محکمہ نے لکھا ہے ۔

جناب چیئرمین : کونسا محکمہ ہے ۔ کونسے آدمی ہیں ۔ ہمیں بڑا محتاط ہونا چاہیے آپ جو جواب بھیجیں وہ صحیح ہونا چاہیے ۔ ایوان میں جواب بالکل درست دینا چاہیے ۔ یہ لوگ جو بیٹھے ہیں ان کا تعلق وہیں سے ہیں ۔

سیکرٹری آب پاشی : جناب والا ! وہاں سے پوچھ کر ، اطلاع لیکر جواب بھیجا ہے ۔

جناب چیئرمین : یہ آپ کے سامنے معزز رکن خاتون کھڑی ہیں ۔ ایسے تو انہوں نے نہیں لکھ دیا ۔

سیکرٹری آب پاشی : جناب والا ! سوال میانوالی شہر کے متعلق ہے ۔ اور شہر سے باہر کئی نہریں ہیں جو تقریباً 24 ہزار میل لمبی ہیں ۔ اگر وہاں کوئی واقعہ ہوا ہے تو اس سے میانوالی شہر کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ : جناب والا ! یہ واقعہ شہر کے بالکل نزدیک ہوا ہے ۔

سیکرٹری آب پاشی : جناب والا ! 6 میل کے فاصلے پر ایک واقعہ ہوا ہے ۔

جناب چیئرمین : دیکھ لیں پھر اگر کوئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ : جناب والا ! کوئی حفاظتی اقدامات ضرور ہونے چاہئیں ۔ ایک آفیسر بھی اسی نہر میں ڈوب گیا ہے حالانکہ وہ کہتا تھا کہ میں تیرنا جانتا ہوں ۔

اناؤنسر : سوال نمبر 92 (چودھری اختر علی)

ضلع کونسلوں کی اسکیموں اور پراجیکٹوں کی ترجیحات میں تبدیلی

سوال نمبر 92 چوھدری اختر علی : کیا چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع کونسلوں نے اپنی اسکیمیں ، پراجیکٹوں کے سلسلے میں جو ترجیحات دی ہوئی ہوتی ہیں وہ پلاننگ ڈویژن میں تبدیل کر دی جاتی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو یہ تبدیلی کن وجوہات کی بنا پر کی جاتی ہے ؟

چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ (جناب خالد جاوید) : یہ حقیقت نہیں ہے کہ ضلع کونسلیں اپنی اسکیموں کے متعلق جو ترجیحات بھیجتی ہیں ان کو صوبائی محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں تبدیل کر دیا جاتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ضلعی کونسلیں دیہی آب رسانی ، تعلیم (ثانوی درجہ تک) اور دیہی صحت سے متعلق پندرہ لاکھ روپے تک کی لاگت کی اسکیموں اور دیہی ترقیاتی پروگرام کی تمام اسکیموں کی منظوری دیتی ہیں ۔ اور ان کی ترجیحات مقرر کرتی ہیں ۔ جب کہ ڈویژنل کونسلیں دیہی آب رسانی دیہی صحت ، تعلیم ، شہری آب رسانی اور سرکاری عمارات سے متعلق 16 لاکھ روپے سے 25 لاکھ روپے تک کی اسکیموں کی منظوری دیتی ہیں اور ترجیحات مقرر کرتی ہیں ۔ ضلعی اور ڈویژنل کونسلیں اپنی طے شدہ ترجیحات متعلقہ محکموں کو بھیجتی ہیں جو مختص شدہ مالی وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے ضلعی کونسلوں کو ڈویژنل رابطہ کمیٹیوں کی ترجیحات کو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کے مجاز ہیں ۔ محکمہ منصوبہ بندی ، ترقیات از خود متعلقہ محکموں کی ارسال کردہ ترجیحات میں کوئی رد و بدل نہیں کرتا ۔

صرف دیہات میں بجلی کی فراہمی کا شعبہ ایسا ہے جس کے بارے میں ترجیحات کی تفاصیل محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات مرتب کرتا ہے ۔ لیکن

یہ ترجیحات بھی اب مقامی نمائندوں کے مشورے سے پایہ تکمیل کو پہنچتی ہیں ۔ اس مقصد کے لیے محکمہ کے افسران ہر ضلع کا دورہ کر رہے ہیں ۔ اور ترجیحات کو مکمل کر رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین : کس کا سوال تھا ۔

چودھری اختر علی (چیئرمین ضلع کونسل ، سیالکوٹ) **:** جناب میرا سوال تھا ۔

جناب چیئرمین : پھر آپ ہی اگر کوئی وضاحت کرنا چاہتے ہیں تو کریں ۔

چودھری اختر علی : جناب والا ! اس ضمن میں ، میں عرض کروں گا کہ ہم جو اسکیمیں بنا کر بھیجتے ہیں اس کے بارے میں ہم بہتر سمجھتے ہیں کہ یہ اسکیم کتنی مالیت کی ہونی چاہیئے ۔ مثال کے طور پر ہمیں واٹر سپلائی اسکیم کے لئے رقم دی گئی تھی ۔ مگر ہم نے سوچا کہ واٹر سپلائی اسکیم گاؤں میں کامیاب نہیں ہے اور نہ ہی کامیاب ہو سکتی ہے ۔ مثال کے طور پر دو سال کے لئے تو محکمہ ان کی دیکھ بھال کرے گا اور اس کے بعد گاؤں والے خود یہ کام نہیں کر سکتے ۔ تو اس طرح سارا سرمایہ ضائع ہو جائے گا ۔ میں نے سوچا کہ ہم اپنے ضلع میں گلیوں کی نالیوں کی فرش بندی کر لیں ۔ تا کہ ڈرینیج کا کام مکمل ہو جائے ۔ ڈسٹرکٹ کونسل کے 43 ممبروں نے اپنے اپنے حلقہ سے دو تین چھوٹی چھوٹی اسکیمیں بنا کر بھیجی تھیں اور یہ چھوٹی چھوٹی اسکیمیں ہم نے لاکھ ، ڈیڑھ لاکھ روپے تک بنا کر بھیجی تھیں اور اس طرح گاؤں کی گلیوں ، نالیوں اور ڈرینیج کا کام آسانی سے ہو سکتا تھا مگر محکمہ والوں نے اسے نہ کیا اور یہ کہا کہ ہم کنوئیں نکالیں گے اور اس میں پانی ڈالیں گے ۔

جناب والا ! ایک گاؤں میں اگر سو ڈیڑھ سو گھر ہیں تو اس کے لیے میرے خیال میں چھ سات لاکھ روپیہ کی اسکیم دے دینا ٹھیک نہیں ہے ۔

بلکہ پیسے کا ضیاع ہے - جناب والا ! ہم نے انہیں جو اسکیم بنا کی دی تھی اگر اس میں کوئی تبدیلی کرنا مقصود تھا تو انہیں چاہیے تھا کہ ہمیں بلا کر مشورہ کر لیتے - آپ کی یہ اسکیم لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپے میں نہیں چل سکتی - مگر ہمارے ساتھ کوئی مشورہ نہیں کیا گیا -

جناب چیئرمین : اس میں میری رائے وہی تقریباً یہی ہے جو آپ کی ہے - اس لیے ہم 19 تاریخ کو اس سلسلہ میں ایک میٹنگ کر رہے ہیں - گاؤں میں ہم نے پانی کی اتنی بڑی بڑی اسکیمیں بنا دی ہیں کہ وہاں پر دلدل ہو گئی ہے - ہمیں وہاں پر کوئی چھوٹی اسکیم بنانی چاہیے جس سے لوگ فائدہ حاصل کر سکیں اور نقصان بھی نہ ہو - لہذا اس پر ہم میٹنگ کر رہے ہیں - انشاء اللہ جلد یہ کام مکمل کر لیں گے -

سردار فضل احمد خان لنگاہ (چیئرمین ضلع کونسل بہاولپور) : جناب والا ! میر ایک اہم سوال ہے -

جناب چیئرمین : بہت اہم ہے - چلیں پہلے اہم سوال کر لیں -

سردار فضل احمد خان لنگاہ : جناب والا ! 15 لاکھ روپے تک کی اسکیمیں ضلع کونسلیں منظور کرتی ہیں - ہم نے بہاولپور میں ہیلتھ یونٹ کے لیے جگہیں منتخب کر کے بھیجیں - دو تین دفعہ واپس آتی رہیں - پھر ہم نے منظور کر کے بھیج دیں - مگر محکمہ والوں نے اسے کسی اور جگہ میں شامل کر دیا میں چیلے واہن کا ذکر کر رہا ہوں یہ میرے اپوزیشن ممبر کا علاقہ ہے - لیکن یہ اسکیم میرے علاقہ میں منتقل کر دی گئی - اس سے بہت زیادہ شور ہوا کہ چیئرمین صاحب نے ہاؤس سے منظور شدہ اسکیم کو اپنے علاقہ میں شامل کر لیا ہے - حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا - جو چیز ہمارے دائرہ اختیار میں ہے اس میں مداخلت نہیں ہونی چاہیے - اس سے اچھی خاصی پریشانی پیدا ہو جاتی ہے - اس کے علاوہ جناب والا ! ہم نے جتنی جگہیں منتخب کی ہیں آج تک ان پر عمل درآمد نہیں ہوا - خاص طور

ہر بیسک ہیلتھ یونٹ کے سلسلہ میں ۔ یہ وضاحت ہونی چاہیے کہ پہلے والی اسکیم کو دوسرے علاقہ میں کیوں تبدیل کر دیا گیا ہے ۔

جناب چیئرمین : کیا یہ ہاؤس میں پاس ہوئی تھی ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ : ہاؤس نے پاس کر کے بھیجی تھی ۔

کمشنر بہاول پور : یہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے کیا ہوگا ۔

جناب چیئرمین : ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کیسے کرتا ہے ۔

چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ : جناب والا ! اس مخصوص جگہ اور سوال کے بارے میں تو میں نہیں جانتا ۔ لیکن محکمہ صحت ان ترجیحات کو مدنظر رکھتا ہے جو ضلع کونسل مقرر کرتی ہیں ۔ لیکن اگر اس میں کوئی انحراف ہوا ہے تو سیکرٹری صحت صاحب بہتر بتا سکتے ہیں ۔ کہ یہ تبدیلی کس وجہ سے کی گئی ہے ۔ لیکن ہدایات یہی ہیں کہ ان ترجیحات کو مدنظر رکھا جائے ۔ فرض کیجئے ایک ضلع میں دو بیسک ہیلتھ یونٹ بنتے ہیں جو پہلے دو ترجیحات مقرر کی گئی ہیں وہ ہم سلیکٹ کر لیں گے ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ : جناب والا ! میری عرض ہے کہ جو ہمیں کوٹہ چار کا دیا گیا وہی ہم نے چار بھیجے ہیں یہ نہیں ہے کہ کوئی زیادہ بھیجے ہیں ۔ اور باقی پر بھی عمل نہیں ہو رہا ہے ۔

چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ : میں پہلے اصول بیان کر دوں ۔ اصول یہی ہے کہ اگر مالی وسائل ہوں اور کسی اسکیم میں بی ۔ ایچ ۔ یو کا فائل ہونا ہے تو جو آپ کی ترجیحات ہیں اگر آپ کے ضلع میں چار بننے ہیں اور آپ نے اگر چار ترجیحات دی ہیں ۔ تو وہ مدنظر رکھی جائیں گی ۔ اگر اس سلسلہ میں کوئی ایسا واقعہ ہوا ہے جس میں یہ کوئی تبدیلی ہوئی ہے اور کسی ٹیکنیکل بنیاد پر نہیں ہوئی ہے تو اس کو ہم دیکھ سکتے

ہیں اور میں اگلے اجلاس میں صحت کے محکمہ سے اس کی تفصیل پتا کر کے آپ کو عرض کر سکتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : جانے سے پہلے آپ ذرا چیئرمین پی ۔ اینڈ ڈی کے پاس چلے جائیے گا یہ آپ کو اس کی کوئی وجہ بتائیں گے یا پھر اس کو درست کر دیا جائے گا ۔

اناؤنسر : سوال نمبر 95 ۔

لوناریاں چوک تا نیو شالیمار کالونی سڑک کی مرمت

سوال نمبر 95 ۔ جناب خاقان بابر (صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ سوسائٹی لاہور) : کیا وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ نیو شالیمار لنک روڈ نزد سمن آباد موڑ پر لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے سیوریج کے بڑے بڑے پائپ ڈالے ہیں جس کی وجہ سے لوناریاں چوک سے لے کر نیو شالیمار کالونی تحتی کالونی نالے کے ساتھ تک مذکورہ سڑک نا قابل استعمال ہو گئی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے اس علاقے کی مختلف کالونیوں کے مکینوں کو جن کی آبادی تقریباً 20 ہزار کے قریب ہے ، سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے اس پر آمد و رفت بند ہو چکی ہے اور بارش ہونے پر ملتان روڈ سے اس کا رابطہ ٹوٹ گیا ہے اور عوام کو شہر جانے کے لیے کوئی راستہ نہیں ملتا ۔

(د) اگر جزو ہائے (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فوری طور پر اس سڑک کی مرمت کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (بریگیڈئر احمد فواد) :

(الف) جی نہیں سیور کا کام مکمل ہو چکا ہے سیور نا قابل استعمال نہیں ہے سڑک کی دوبارہ مرمت لاہور میونسپل کارپوریشن کی ذمہ داری ہے جس کے لیے مبلغ 4،68،144 روپے کا چیک نمبر 970163 بذریعہ چٹھی نمبری FA/5073-76 مورخہ 24-4-80 لاہور میونسپل کارپوریشن کو بھیجا جا چکا ہے -

(ب) جی نہیں - مختلف کالونیوں کے مکین ان سڑکوں پر بغیر تکلیف کے آ جا رہے ہیں -

(ج) جی نہیں - مگر بارش کے دنوں میں اس علاقے کے مکینوں کو دقت ضرور ہے کیونکہ -

(1) پختہ سڑکوں کی مرمت ابھی تک نہیں ہوئی حالانکہ سڑکوں کی مرمت کے لیے رقم لاہور میونسپل کارپوریشن کو مہیا کی جا چکی ہے -

(2) نوناریاں پل سے متعلق کالونی وغیرہ کے علاقے میں سڑک کچی ہے اور بارش کے دنوں میں گلیوں سے بہتا ہوا بارش کا پانی اس سڑک کو نقصان پہنچاتا ہے اور اس سڑک میں گہرے کٹاؤ پیدا ہو جاتے ہیں سڑک کی دیکھ بھال لاہور میونسپل کارپوریشن کی ذمہ داری ہے ان کٹاؤ کا تعلق سیور کی تکمیل کے ساتھ ہرگز نہیں -

(د) جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے اس بات کا جواب لاہور میونسپل کارپوریشن ہی بہتر طور پر دے سکتی ہے ۔

سیکرٹری بلدیات و دیہی ترقی (حاجی محمد اکرم) : لاہور کارپوریشن کا جواب میں پیش کرتا ہوں :

(الف) یہ درست ہے کہ نیو شالیمار روڈ نزد سمن آباد موڑ پر محکمہ واسا نے سیوریج کے پائپ ڈالے ہیں جس کی وجہ سے آمد و رفت میں دقت ہے تاہم آمد و رفت جاری ہے ۔

(ب) اس کا جواب مفصل اوپر دیا جا چکا ہے ۔

(ج) یہ درست نہیں کیونکہ مذکورہ سڑک پر آمد و رفت جاری ہے ۔ البتہ بارش کے دوران آمد و رفت میں دقت پیش آتی ہے ۔ لیکن ملتان روڈ سے رابطہ منقطع نہیں ہے ۔

(د) سڑک مذکورہ کی مرمت بذریعہ اسفالٹ پلانٹ کروانے کا پروگرام ہے اسفالٹ پلانٹ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے واپس آ چکا ہے اس کی مرمت و تنصیب کا کام جاری ہے امید ہے کہ ایک ماہ کے اندر پلانٹ چالو ہونے کے بعد سڑک کی مرمت کا کام کروا دیا جائے گا ۔

سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ : یہ سوال زیادہ تر سڑک کی مرمت اور اس کے بنانے کے متعلق ۔ ہے میں پہلے ہی آپ کو بتا دوں کہ اس سڑک کی ذمہ داری میونسپل کارپوریشن کی ہے اور جیسا کہ ہم نے آپ کو جواب دیا ہوا ہے کہ سڑک کو فی الحال لوگ استعمال کر رہے ہیں یہ ابھی تک metalled نہیں ہوئی ہے اور ہم نے میئر صاحب سے پوچھا ہے انہوں نے بھی جواب دیا ہے کہ یہ سڑک ایک ماہ کے اندر اندر بن جائے گی اس کی انہوں نے carpetting کرنی ہے اور اس کے لیے مشینری ایم ۔ ڈی ۔ اے سے آ گئی ہے اور وہ اس کو درست کر رہے ہیں ۔

ضمنی سوالات

جناب چیئرمین : میاں صاحب - یہ کب سے شروع ہو رہا ہے -

میاں شجاع الرحمن (میئر لاہور کارپوریشن) : جی ایک مہینے کے اندر اندر -

جناب چیئرمین : جناب - یہ ایک مہینے کا وعدہ کر رہے ہیں -

جناب خاقان بابر : جناب والا ! یہ خوشخبری اچھی ہے میں آپ کو ایک اور خوشخبری دینا چاہتا ہوں - پچھلے اجلاس میں میں نے یہ کہا تھا کہ میرے صحن میں سے ایک نالہ گزرتا ہے اب جب یہ اجلاس شروع ہوا تو اس دن وہاں پر کھدائی شروع ہوگئی ہے تو جناب والا ! پورے چار مہینے کے بعد یہ بھی خوشخبری ہے -

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے وہ تو ہو گئی ہے یہ تو اچھا کام ہو رہا ہے - میاں صاحب مبارک ہو -

سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ : جناب والا ! سوال بھی مکمل ہو گیا ہے -

جناب چیئرمین : بس - یہ تو انہوں نے سب جواب دے دیا -

اناؤنسر : سوال نمبر 96 -

نیو شالیمار کالونی اور نیو شالیمار ٹاؤن سے بند روڈ تک نالے کی پختگی

سوال نمبر 96 - ظہیر احمد تاج (صدر پنجاب فیڈریشن آف ٹریڈ یونینز): کیا وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ میاں میر ڈرین جو کہ نیو شالیمار

کالونی اور نیو شالیمار ٹاؤن (ملتان روڈ) کے درمیان سے گزرتا ہوا بند روڈ تک پہنچ جاتا ہے اس کے کنارے پختہ نہیں ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ نالہ دن بدن کٹاؤ کے عمل کی وجہ سے چوڑا ہوتا جا رہا ہے اور اس کے کنارے کے ساتھ جو سڑک اور کچا راستہ ہے وہ دونوں ٹوٹتے جا رہے ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے مذکورہ سڑک اور راستے کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے اس علاقے کی مختلف کالونیوں جن کی آبادی بیس ہزار سے زیادہ ہے ، کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ نالہ کے کناروں کو گلبرگ اور سمن آباد کے علاقوں میں پختہ کر دیا گیا ہے ۔

(ہ) اگر جزو ہائے (الف) تا (د) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نیو شالیمار کالونی اور نیو شالیمار ٹاؤن سے بند روڈ تک نالے کے کناروں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں ؟

سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (بریگیڈیر احمد فواد) : (الف) جی یہ درست ہے ۔

(ب) جی یہ درست ہے ۔

(ج) جی یہ درست ہے ۔

(د) گلبرگ اور سمن آباد کے علاقوں میں کنارے پختہ نہیں کئے گئے جو پکی دیواریں نظر آ رہی ہیں وہ سڑک کا حصہ ہیں اور سڑک کے لیے ٹو وال (TOE WALL) بنائی گئی ہے سوال

کے حصہ اول میں دیئے گئے علاقوں میں سڑک کے تحفظ کے لیے
کارپوریشن کو چاہیئے کہ ٹو وال بنا کر سڑک کا تحفظ کریں -
کیوں کہ یہ سڑکیں کارپوریشن کی ملکیت ہیں ۔

(ہ) جی ہاں ۔ ایل ۔ ڈی ۔ اے اس نالے کی دیواروں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ اس میں پانی کو بہاؤ میں آسانی اور زیادہ گنجائش پیدا ہو سکے یہ بہت قیمتی منصوبہ ہے اور پیسے کی فراہمی کے مطابق عمل درآمد ہو سکے گا ۔

اس سوال کا تعلق بھی ایل ۔ ڈی ۔ اے واسا سے ہے ۔ انھوں نے تشویش ظاہر کی ہے اور پوچھا ہے کہ میاں میر ڈرین کو پختہ کیا جا رہا ہے ۔ یا نہیں ۔اس کی ٹو وال (Toe well) بن رہی ہیں یا نہیں کیونکہ ان لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے ۔ اس کا جواب یہی ہے کہ اس منصوبہ میں گورنر صاحب نے بڑی دلچسپی لی ہے آپ کو پتا ہے کہ بارشوں میں کافی تکلیف ہوتی ہے اس پر واسا نے کافی کام کیا ہے اور محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے کچھ پمپ مہیا کرنے کی منظوری دی اور جس پر 90 لاکھ روپے خرچ ہوئے اور دوسرے ستو کتلہ ڈرین کے بارے میں کہا گیا ہے تو میں عرض کرتا ہوں کہ مرحلے وار پروگرام کے مطابق ساری ڈرین پر عملدرآمد ہوگا اس لیے میاں میر ڈرین کا اس میں ذکر نہیں کیا گیا تھا لیکن ہم نے ابھی حکم دے دیا ہے کہ میاں میر ڈرین کو بھی پختہ کر دیا جائے جیسے کہ ان کی ضرورت ہے اور وہ حکم واسا کو جاری ہو چکا ہے ۔

ضمنی سوالات

جناب خاقان بابر ۔ (لاہور) : جناب والا ! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ڈرین کا کٹاؤ ہوتا چلا جا رہا ہے سڑک رکتی چلی جا رہی ہے اور راستہ بھی بند ہوتا جا رہا ہے اور اس کا menacing effect ہے تو جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ یہ جو لفظ ''غور'' ہے اس کا بھی

تعین ہو جانا چاہیئے اور یہ اتنا فرما دیں کہ کب تک یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچے گا کیونکہ اس طرح سے مزید نقصان کا اندیشہ ہے اور اس پر مزید روپیہ خرچ کرنا پڑے گا لوگوں کو بھی تکلیف ہو گی کیونکہ اس ڈرین کی وجہ سے سڑکیں ٹوٹتی چلی جا رہی ہیں اور راستہ خراب ہوتا چلا جا رہا ہے۔

سیکرٹری، ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ: اس سال میں انشاء اللہ کام ہو جائے گا کیونکہ ہم نے ابھی کچھ پیسہ وہاں کے لیے مختص کیا ہے۔ جیسا کہ آپ کہتے ہیں کہ اس سے سڑک متاثر ہوتی ہے تو اس سال ہم انشاء اللہ کام شروع کر دیں گے۔

چوہدری ظہیر احمد تاج: جناب والا! یہ سوال میرا تھا اور میں آپ کی وساطت سے کچھ تشریح چاہوں گا کیونکہ جواب بڑا ہی مضحکہ خیز ہے اور وہ یہ ہے کہ۔ الف۔ ب۔ ج۔ تک تسلیم کیا گیا ہے اور اس کے بعد بڑے سہانے طریقے سے جواب دیا گیا ہے کہ جناب یہ سڑک کارپوریشن کی ملکیت ہے اور نالہ ایل۔ ڈی۔ اے کا ہے۔ ایل ڈی۔ اے کو اگر ہم لیٹ ڈویلپمنٹ اتھارٹی تصور کریں تو اس کا بڑا اچھا جواب ہے اور وہ یہ ہے کہ جی ہاں حکومت اس نالے کی دیواروں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ اس کے پانی کے بہاؤ کے لیے آسانی اور زیادہ گنجائش پیدا ہو سکے لیکن یہ بہت قیمتی منصوبہ ہے اور پیسے کی فراہمی کے بعد عملدرآمد ہو سکے گا اس میں جناب والا! کوئی حد نہیں کہ کب ہوگا اور کیسے ہوگا۔ یہاں کوئی بیس ہزار یا تیس ہزار خاندان رہتے ہیں اور اس سے پچاس ہزار افراد متاثر ہوں گے تو جناب والا! میری گزارش کرنے کا مطلب یہ یہ تھا کہ ذرا اس سے بھی ہٹ کر جائیں تو یہاں بڑے اچھے انداز سے camouflage پردہ پوشی کردی گئی ہے کہ گلبرگ اور سمن آباد کے علاقوں میں کنارے پختہ کیے گئے ہیں اور جو پکی دیواریں نظر آ رہی ہیں وہ سڑک کا حصہ ہیں۔ اب جناب یہ آدھا تیتر اور آدھا بٹیر۔ اس میں غریب مزدور رہتے ہیں اس کا جناب والا! کیسے فیصلہ ہوگا۔

جناب چیئرمین ! ان سے میں پہلے بھی کہہ رہا تھا کہ یہ camouflage لگتا ہے - ہم کب چل کر دیکھ سکتے ہیں -

چودھری ظہیر احمد تاج : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کی موجودگی میں اس بات کی وضاحت ہو جانی چاہیے -

جناب چیئرمین : میں وہی تو عرض کر رہا ہوں - میں ان ہی کے ساتھ جا رہا ہوں آپ بھی ہمارے ساتھ کل پرسوں چلیے گا -

چودھری ظہیر احمد تاج : جناب والا ! وہاں پر غریب مزدور اور محنت کش افراد رہتے ہیں اگر وہاں پر ٹھیک ٹھاک لوگ رہتے تو ضرور ہائر اتھارٹی تک رسائی حاصل کر لیتے - اب آپ ان کی بے سرو سامانی کا عالم خود ہی دیکھ لیں -

جناب چیئرمین : نہیں - اکٹھے جا کر وہاں فیصلہ دے کر کام ختم کرواتے ہیں -

چودھری ظہیر احمد تاج : آپ کی بڑی مہربانی -

سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے سوال کیا تھا کہ آپ میاں میر ڈرین کو پختہ کر رہے ہیں یا نہیں ؟ ہم نے کہا ہے کہ ابھی نہیں کر رہے ہیں - دوسرا انہوں نے سوال کیا ہے کہ کیا گلبرگ کے ایریا میں Retaining وال بنائی ہیں ؟ اس کے جواب میں ہم نے کہا ہے کہ یہ دیوار جو نظر آ رہی ہیں دراصل یہ سڑک کے کنارے ہیں - ان کو ہم پختہ نہیں کر رہے ہیں کیونکہ اس کے ڈیزائن کی ضرورت ہے لیکن اب میں یہ جواب جو اس میں شامل نہیں ہے ذاتی طور پر عرض کر رہا ہوں کہ انصاری صاحب جانے سے پہلے یہ حکم دے گئے ہیں اور اس کے لیے ہم نے پیسہ مختص کر دیا ہے - ابھی گورنر صاحب نے بھی کہہ دیا ہے کہ جا کر دیکھ لیں گے سڑک بنانا ایل - ایم - سی کا کام ہے وہ بھی وہاں موقع پر (on the spot) ہوں گے کیونکہ ڈیزائن کا کام ہے - اس لیے تھوڑی تاخیر سے ہوگا -

جناب خاقان بابر : پوزیشن یہ ہے کہ ان کے محکمے نے بڑی مہربانی کی تھی کہ میں نے دو سوال بھیجے اور انہوں نے تسلی کروائی کہ خاقان صاحب اتنے اتنے آدمیوں کو کوارٹر الاٹ ہوئے ہیں ۔ جناب والا! دو ہزار سے اوپر کوارٹرز بنائے گئے ۔ موقع پر میں جناب گورنر صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ خود انکوائری کروا لیں ۔ کلرکوں سے لے کر ، پتہ نہیں کن کن پردہ نشینوں کے نام آئیں گے ۔ وہ کوارٹر بوگس طریقے سے بوگس لوگوں کو الاٹ کر دیے گئے ہیں جو بیچ کر چلے گئے ہیں اور پیسے وہاں سے کما لیے گئے ہیں ۔ ضرورت مند لوگوں کو وہ کوارٹر نہیں ملے ۔ اس کے بارے میں کسی سطح پر آپ انکوائری کروا لیجئے آپ دیکھیں گے کہ کتنی بڑی دھاندلی ہوئی ہے ۔ حکومت پیسہ خرچ کرتی ہے ان لوگوں کو آباد کرنے کے لیے جن کے پاس مکان نہیں ہیں ۔ جن کے پاس وسائل نہیں ہیں ۔ جن کی آمدن قلیل ہے لیکن ان کے کارندے یہ کارروائی کرتے ہیں کہ بوگس الاٹ منٹ کر کے اپنے غلط آدمیوں کو کوارٹر دیتے ہیں وہ آگے بیچ دیتے ہیں موقع پر جاکر تحقیقات کروا لیجیے جو مقصد حکومت کا پیسہ خرچ کرنے کا تھا محنت کرنے کا تھا وہ پورا نہیں کیا گیا ۔ غلط لوگ وہاں پر آباد ہیں ۔ جن لوگوں کو وہ الاٹ کیے گئے ان کا وہاں نام و نشان نہیں ۔ یہ آپ تحقیقات فرما لیں ۔

جناب چیئرمین : ابھی کتنے سوال باقی ہیں ۔

الاولسر : سوال نمبر 133 میجر حاجی ملک محمد اکبر خان کی طرف سے ہے ۔

سیکرٹری ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا ! خاقان بابر صاحب نے پچھلے اجلاس میں بھی یہ سوال اٹھایا تھا ۔ موجودہ سوال اس سوال سے تعلق نہیں رکھتا ۔ جیسا کہ انہوں نے خود کہا ہے کہ ہمارے محکمے کے آدمیوں نے جا کر ان کی تسلی بھی کرائی کہ یہ اس طرح الاٹمنٹ ہوئی ہے ۔ پچھلی

دفعہ مجھے یاد ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ لوئر گریڈ اسٹاف کو یعنی کلاس چہارم وغیرہ کو 1973.74ء میں لاہور ٹاؤن شپ میں کوارٹرز نہیں دیے گئے - ہماری لسٹ اور ہمارے ریکارڈ کے مطابق جو میں نے ان کو فراہم کی تھی کوئی دو ڈیڑھ سو کے قریب ایسے ملازمین تھے جو سول سیکرٹریٹ کے کم آمدنی والے تھے وہ انہیں الاٹمنٹ ہوئی - پھر انہوں نے فرمایا ہے کہ شاید ان لوگوں کو وہ نہیں ملے ہیں یا انہوں نے آگے بیچ دیے ہیں یا کچھ اور کردیا ہو یا وہ مقیم نہ ہوں یہ اگر آپ کہیں تو مزید دیکھ لیں گے -

جناب خاقان بابر : آپ کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ چپڑاسیوں نے نہیں بیچے - تقریباً 500 کے قریب پنجاب گورنمنٹ کے چپڑاسی ہیں - میں نے تو یہ سوال پوچھا ہے کہ کیا آپ ان کو غریب سمجھتے ہیں یا نہیں سمجھتے - اگر ان کو غریب سمجھتے ہیں تو جس طرح خیرات گھر سے شروع ہوتی ہے (Charity begins at home) اسی طرح اس کو گھر سے شروع کریں - ان غریبوں کو کوارٹر دیں جن کا حق ہے - ہمارے پاس تو ڈرائیور پڑے ہوئے ہیں - ہمارے پاس دوسرے لوگ پڑے ہوئے ہیں - ہمارے پاس کلرک بھی پڑے ہوئے ہیں جن کو ہم نے ابھی تک کچھ نہیں دیا ہے - مجھے صدمہ تو ہے کہ کوارٹر بک گئے ہیں - ان کی الاٹمنٹ کو منسوخ کیا جائے اور وہ ان لوگوں کو دیجئے جو چپڑاسی ہیں جو کلرک ہیں - جو یہاں پر خدمت بھی کرتے ہیں - ان کو ہم تنخواہ بھی کم دیتے ہیں - اس لیے گذارش یہ ہے کہ یہ سہولیات غریبوں کے لیے ہیں یہ سہولیات کاروباری حضرات کے لیے نہیں ہیں - میں افسر شاہی کا نام لینا پسند نہیں کرتا یہاں پر بد مزگی پیدا ہو جائے گی - خود ان کو پتہ لگ جائے گا - میں نے صرف اتنا کہہ دیا ہے کہ یہ صرف چھوٹے لوگوں کی بات نہیں ہے اس میں اور پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں - آپ انکوائری کریں گے - آپ کو پتہ چل جائے گا -

سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : یہ پہلے بنے ہوئے تھے - ہماری جو پالیسی ہے وہ میں آپ کو بتاتا ہوں -

جناب چیئرمین : وہ گورنمنٹ کی پالیسی کی بات نہیں کر رہے وہ اصل بات کر رہے ہیں - - - -

(قہقہہ)

سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : ریکارڈ کے مطابق جو الاٹمنٹ ہوئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ سیکرٹریٹ کے کم آمدنی والے اسٹاف کو دو سو کوارٹرز ملے ہیں -

جناب چیئرمین : آپ دیکھ لیں -

سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : اگر یہ کہتے ہیں کہ سارے ہم اپنے سیکرٹریٹ یا اسمبلی کے کم آمدنی والے اسٹاف کو دے دیں اس پر بھی میں آپ کو کہتا ہوں کہ غور کے ساتھ ہم الاٹمنٹ کرتے ہیں - کوارٹر نہیں ہیں مگر پلاٹ ہیں جو کمیٹی ، گورنر کے کوٹے سے الاٹ کرتی ہے - مجھے یاد ہے کہ ابھی پچھلی دفعہ جب ہم الاٹمنٹ کر رہے تھے تو ہماری اسمبلی کا جو اسٹاف ہے کلرک یا کوئی اور ان کے نام بھی آئے تھے - ہم نے ان کو مسترد (reject) کردیا - ہم نے ان لوگوں کو زیادہ اہمیت دی ہے جو عوام میں غریب ہیں - بیوائیں ہیں اور جو دیگر مستحق لوگ ہیں ہم نے ان کو ترجیح (priority) دی ہے بجائے اپنے سٹاف کے اور اپنے لوگوں کے - مجھے اپنے ڈیپارٹمنٹ کے کتنے لوگوں نے کہا کہ ہمارا بھی اپنا کوٹا ہونا چاہیے جس طرح واپڈا میں کوٹا رکھتے ہیں - ہم نے ان کو بھی اہمیت نہیں دی ہے - ہم عوام کو زیادہ اہمیت دے رہے ہیں -

جناب خاقان بابر : آپ کے جذبہ کی قدر کی جاتی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ غریب کا تعین تو یہاں ہوگیا کہ جس کی 500 روپے تنخواہ ہے ساڑھے پانچ سو روپے تنخواہ ہے جس کی ساڑھے چار سو روپیہ تنخواہ ہے - تو پہلے غریب کا تعین کیا جائے کہ کون غریب ہے - دوسرے یہ کہ غریب وہاں

ہو نہیں رہ رہے ہیں ۔ جن غریبوں کو آپ نے کوارٹر دیے ہیں میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ غریب وہاں نہیں رہ رہے ہیں ۔ وہاں کوئی اور لوگ رہ رہے ہیں ۔ یہ مسئلہ حل کردیا جائے ۔ میں تو آپ کو اطلاع دے رہا ہوں ۔

سیکرٹری ہاؤسنگ و اربکل پلاننگ : چیک کر لیں گے ۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال کون سا ہے ۔

اناؤنسر : سوال نمبر133 :

ضلع اٹک کے لیے پانی کی اسکیمیں

سوال نمبر 133 ۔ میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان (چیئرمین ضلع کونسل اٹک) : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ضلع اٹک کے لیے ضلع کونسل اٹک نے 82-1981ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں پینے کے پانی کی بارہ اسکیموں کی سفارش کی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ضلع اٹک ایک بارانی ضلع ہے اور 82-1981ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اس ضلع کے لیے صرف دو اسکیمیں برائے آب نوشی منظور کی گئی ہیں ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے ۔ تو کیا حکومت مذکورہ ضلع کی خصوصی حالت کے پیش نظر پینے کے پانی کی مزید اسکیمیں منظور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

سیکرٹری ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ : (الف) یہ درست ہے کہ ضلع کونسل اٹک نے 82-1981ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لیے بارہ

اسکیموں کی سفارش کی تھی جن میں دس اسکیمیں پینے کے پانی کے لیے اور دو نکاسی آب کی تھیں ۔

اگر آپ over all دیکھیں تو اس میں چھ اسکیمیں وہ ہیں جو پچھلے سال کی on going ہیں ۔ اس کو ہم نے اس سال 20 لاکھ روپے دئیے ہیں ۔ ایک رورل ڈرینیج کی اسکیم ہے جس کے لیے ایک لاکھ روپے اس سال ہم نے مختص کیے ہیں ۔ دو نئی رورل واٹر سپلائی اسکیمیں ہیں جن کے لیے 11 لاکھ روپے دیے گئے ہیں ۔ اس طرح 32 لاکھ آپ کو دیے گئے ہیں ۔ مزید ابھی ہم نے حال ہی میں ایک رورل واٹر سپلائی اسکیم کے لیے 10 لاکھ روپے مختص کیے ہیں ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ ضلع اٹک کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے 82-1981ء میں صرف دو اسکیمیں برائے آب نوشی رکھی گئی ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ چھ زیر تکمیل آب رسانی کی اسکیمیں اور ایک نکاسی آب کی اسکیم کے لیے رقوم فراہم کی گئی ہیں ۔ جب کہ دو آب رسانی کی اسکیمیں بھی اس پروگرام میں شامل کی گئی ہیں ۔

(ج) چونکہ ترقیاتی پروگرام برائے 82-1981ء فائنل ہوئے عرصہ گزر چکا ہے اس لیے اس موقع پر ترقیاتی پروگرام میں مزید اسکیموں کی شمولیت ممکن نہیں ۔ تاہم مذکورہ ضلع کی خصوصی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے باقیماندہ اسکیموں کو اگلے مالی سال 83-1982ء کے پروگرام میں شامل کرنے پر غور کیا جائے گا ۔

ضمنی سوالات

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان : یہ کس نے کہہ دیا ہے یہ کس شہر کے لیے ہیں ؟

سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : یہ اٹک کے لیے ہے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان : میں جناب دیہاتی علاقے کے متعلق درخواست کر رہا ہوں ۔ دیہاتی علاقوں کے لیے ہر جگہ پانچ پانچ چھ چھ اور آٹھ آٹھ اسکیمیں دی گئی ہیں اور ہم نے آٹھ اسکیموں کے لیے درخواست کی تھی ۔ ہمارا ایریا بہت وسیع ہے ۔ وہاں پینے کا پانی بالکل نہیں ہے ۔

سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : چھ اسکیمیں on going ہیں ۔ دو نئی ہیں ایک اور مزید ابھی آپ کو حال ہی میں آپ کی سفارشات پر جناب گورنر صاحب نے کہا تھا وہ ہم نے اٹک کے لیے دی ہے ۔ اگلے سال اور انشا اللہ کوشش کریں گے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان : جناب والا! یہ خیال رکھیں کہ وہاں پانی کی بہت کمی ہے ۔ وہاں صاف پانی بھی نہیں ہے جوہڑوں میں سے پانی پیا جاتا ہے ۔

جناب چیئرمین : اکبر صاحب ۔ میں تحصیل تلہ گنگ اور چکوال میں گیا تھا تو میں نے ہدایت پہلے ہی دے دی ہیں کہ ۔ ان لوگوں کو ہم نے بہت ترجیح (priority) دینی ہوگی ۔ 19 تاریخ کو جتنی چیزیں ہم نے دیکھیں اور سنیں اس پر بحث کر کے اس کے فیصلے کر کے ہم ترجیح (priority) دے رہے ہیں اور خاص ترجیح (priority) میں دونگا ۔

شیخ غلام حسین (میئر میونسپل کارپوریشن ۔ راولپنڈی) **:** جناب صدر اگر اجازت ہو تو میں بھی اسی ضمن میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں وہ صرف پانی کی سپلائی کے بارے میں ہے۔ کل جناب کی غیر موجودگی میں راولپنڈی کے پانی کی سپلائی کا معاملہ زیر بحث آیا تھا ۔

جناب چیئرمین : راولپنڈی شہر کی بات ہے ۔

شیخ غلام حسین : جی ہاں ۔ وزیر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ راولپنڈی کے لئے ابھی ہم نے 11 ٹیوب ویل لگانے کی اسکیم بنا کر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو بھجوا دی ہے ۔ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے چیئرمین نے بتایا ہے کہ ہمارے پاس اسکیم نہیں پہنچی ۔ بہر حال کل اس بحث و تمحیص کے بعد آج صبح مجھے بتایا گیا کہ وہ اسکیم پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے پاس پہنچا دی گئی ہے ۔ اس سلسلے میں صرف اتنی گذارش ہے کہ راولپنڈی میں پانی کی قلت کے پیش نظر اگر ساری اسکیمیں بن گئی ہیں تو اسی سال ان کو جلد از جلد منظور کر کے راولپنڈی کو دی جائیں ۔ وہاں ایک کروڑ گیلن پانی روزانہ کی کمی ہے ۔ میں اس لئے یہ درخواست کر رہا ہوں کہ ایجنڈا پر میں نے دیکھا ہے سیکرٹری صاحب کا کوئی اور سوال نہیں ہے اور ان کو ساری کارروائی میں کہیں بھی نہیں بلایا جا رہا ہے ۔ اس لئے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کی وساطت سے میں یہ درخواست کر رہا ہوں کہ جو اسکیمیں اب تک بن گئی ہیں اور پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے پاس پہنچ چکی ہیں ان پر جلد از جلد اسی سال عمل کرایا جائے ۔

چودھری محمد صدیق سالار (ڈپٹی میئر ، میونسپل کارپوریشن ، فیصل آباد) **:** جناب والا ! میں کچھ نہیں مانگوں گا صرف اتنا کہوں گا کہ جن دیہی آبادیوں کو واٹر سپلائی اسکیم دی جا رہی ہے ان آبادیوں سے پانی کے اخراج کا بھی انتظام کیا جائے ۔ یہ نہ ہو کہ ان دیہی آبادیوں میں پینے کے لیے پانی تو ملے ۔ لیکن جو پانی ضائع ہو اس کے جوہڑ بنیں ۔ جب جوہڑ بنے گا تو بیم بڑھے گی لہذا پانی کا اخراج بھی ضروری ہے ۔

جناب چیئرمین : یہی تو میں کہہ رہا تھا ۔

چودھری محمد صدیق سالار : سیوریج اسکیم ضروری ہے تا کہ پانی کا اخراج ہو جائے ۔ اس پانی کو کہیں نہ کہیں تو جمع ہونا ہوگا ۔ اس بات کا خیال رکھیں ۔

جناب چیئرمین : وہ بات تو ہو چکی ہے۔ آپ اس کو دہرا رہے ہیں۔ میں تو کہہ چکا ہوں کہ ہم ایسی چیزیں بنا رہے ہیں کہ اپنے لیے مصیبت کھڑی کر لیں گے۔ ہمیں چھوٹے چھوٹے کام کرنے چاہیں جس سے گزارا کر لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان (چیئرمین ، ضلع کونسل ، اٹک) میری ایک درخواست ہے کہ ہمارے بارانی علاقے ڈھلوان پر ہیں۔ وہاں اس کی اتنی اہمیت نہیں۔ علاقوں کا خیال رکھا جائے۔ کیونکہ سالار صاحب کا علاقہ لیصل آباد تو ہموار ہے۔ جیسے آپ نے فرمایا ، وہاں واقعی پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور گندگی ہو جاتی ہے۔

جناب چیئرمین : انھوں نے آپ کے علاقے دیکھے نہیں ہوں گے۔ انھیں لے کے جائیں ناں۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان : لے کے جائیں گے جی۔

جناب چیئرمین : ہاں۔ اگلا سوال۔

حافظ محمد یونس (ممبر ، میونسپل کارپوریشن ، سرگودھا) : اس سلسلے میں میرا ایک مختصر سا سوال ہے۔ سرگودھا میں 1978ء میں کمپری ہینسو واٹر سپلائی اسکیم بنائی گئی تھی جس کا کام پہلے مرحلے میں تقریباً مکمل ہو گیا ہے۔ نئے ٹیوب ویل لگ گئے ، نئی لائنیں بچھا دی گئیں ، پانی ٹینکیوں تک پہنچا دیا گیا۔ اب اس اسکیم کا اس وقت تک لوگوں کو فائدہ نہیں پہنچ سکتا جب تک واٹر ٹینکی سے آگے مزید لائنیں تبدیل نہیں کی جاتیں۔ جب بھی کوئی اسکیم بنائی جائے۔ خاص طور پر واٹر سپلائی اسکیم ، اس میں یہ ضروری ہے کہ اس اسکیم سے شہریوں کو خاطر خواہ فائدہ پہنچے۔ روپیہ لگنے کے باوجود اگر شہریوں کو اسکیم کا فائدہ نہ پہنچے تو وہ اسکیم بے کار ہے۔

جناب چیئرمین : وہ بھی تو شہری ہیں ۔

حافظ محمد یونس : جناب میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ پانی ٹینکیوں تک پہنچ گیا ۔ لیکن آگے شہریوں کو نہیں مل رہا ۔ میں جناب سے درخواست کروں گا کہ اس اسکیم کا دوسرا مرحلہ جلد از جلد شروع کیا جائے۔ تا کہ کروڑوں روپیہ جو اس اسکیم پر خرچ ہوا ہے ، اس کا شہریوں کو خاطر خواہ فائدہ پہنچ سکے ۔

اناؤنسر : سوال نمبر 99 ۔

میانوالی تلہ گنگ روڈ کی کشادگی

سوال نمبر 99 ۔ ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ (خاتون کونسلر ، ضلع کونسل ، میانوالی) : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ میانوالی تا تلہ گنگ روڈ کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے ۔ اور سڑک کی چوڑائی اتنی کم ہے کہ بڑی گاڑیاں بمشکل کراس کر سکتی ہیں ۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کو چوڑا کرنے کے سلسلے میں کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات (سید سبط الحسن شاہ) :

(الف) حکومت اس سڑک کی موجودہ حالات سے پوری طرح آگاہ ہے ۔ لیکن اس سڑک کی موجودہ چورائی 9 فٹ سے 12 فٹ ہونے کے باوجود اس کو باقاعدہ دیکھ بھال کے ذریعہ سے ممکنہ تسلی بخش حالت میں رکھا جا رہا ہے ۔

(ب) اس وقت اس سڑک پر 800 کے لگ بھگ موٹر گاڑیاں روزانہ آتی جاتی ہیں ۔ لیکن مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے اس کو

ابھی تک چوڑا نہیں کیا جا سکا ۔ تاہم یہ منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے ۔

ضمنی سوالات

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ : انھوں نے اطمینان بخش جواب نہیں دیا ۔ سڑک کی حالت خاصی خراب ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ بالکل صحیح ہے ۔ آپ ایک ٹیم بھیجیں جو انسپکشن کرے ۔

جناب چیئرمین : میں ان سے صبح پوچھ رہا تھا ۔ میں نے کہا کہ آپ بتائیں ، آپ کی صحت طبیعت کیسی ہے ؟

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ : وہ سڑک بڑی خطرناک ہے ۔ ایک طرف پہاڑ ہیں اور دوسری طرف کھڈے ۔

جناب چیئرمین : شاید یہ کچھ عرصے سے وہاں جا نہیں سکے ۔

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ : مجھے اکثر وہاں جانے کا اتفاق ہوا ہے ۔ دو دو گھنٹے وہاں ٹریفک رکی رہتی ہے ۔

جناب چیئرمین : اکبر صاحب ، آپ بیٹھیں ۔ میں آپ کو بولنے کے لئے پورے ایک گھنٹہ کا وقت دوں گا ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان : یہ میرے ضلع میں بھی آتی ہے ۔

جناب چیئرمین : نہیں ، آپ انھیں بولنے دیں ۔ انھیں موقع دیں ۔

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ : پوری سڑک زگ زیگ کی طرح ہے ۔ اتنی خطرناک سڑک ہے اور یہ کہتے ہیں کہ قابل مرمت ہے اور مرمت ہو چکی ہے یہ دفتر میں بیٹھ کر ہمارے خطوط کا جواب دے دیتے ہیں ۔

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات : دیکھیے بیگم صاحبہ ۔ ہمارے پاس اس وقت چھ ہزار آٹھ سو میل کے لگ بھگ سڑکیں ہیں ۔ اس میں چار ہزار پانچ سو میل سڑکیں سنگل لائن ہیں اور وہاں چوڑائی 9 سے 12 فٹ ہے ۔ اس میں آپ کی سڑک بھی شامل ہے ۔ اس وقت جتنا ہمارا سالانہ ترقیاتی پروگرام ہے ۔

جناب چیئرمین : نہیں ، آپ اس سڑک کی بات کریں ۔

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات : جناب ، اس سڑک کی حالت اتنی خراب نہیں جتنی انہوں نے بتائی ہے ۔

جناب چیئرمین : آپ نے آخری بار کب دیکھی ؟

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات : میں ابھی تک اس پر نہیں جا سکا ۔

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ : آپ ایک انسپکشن ٹیم بھیجیں ۔ وہ جا کر دیکھے کہ اس سڑک کی حالت کیسی ہے ۔

جناب چیئرمین : نہیں جی یہ خود جا کر دیکھیں گے ۔

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات : اس علاقے میں ایک اور سڑک ہے ، فتح جنگ تا خوشال گڑھ ۔ اس پر چوڑائی کا کام ہو رہا ہے ۔ آپ تلہ گنگ تشریف لے گئے تو آپ نے ڈھلیاں ۔ تلہ گنگ روڈ کو بھی چوڑا کرنے کے لیے کہا ہے اور کہا کہ حضرو ہٹیاں روڈ کو بھی چوڑا کیا جائے ۔ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ یہ سڑک تنگ ہے ، اس کو چوڑا کیا جائے ۔ ڈبل لائن بنائی جائے ۔

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ : سڑکوں کو وہاں چوڑا کیا جائے جہاں پہاڑی علاقہ زیادہ ہے ۔ موسیٰ خیل سے تین چار میل آگے جا کر دیکھیں کہ وہ جگہ کتنی خطرناک ہے اور وہاں سڑک کی حالت کیا ہے ۔ وہاں اکثر حادثات ہوتے رہتے ہیں ۔ بسیں کھڈوں میں گرتی رہتی ہیں ۔

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات : اس سڑک کو چوڑا کرنے کے لیے این - ایل - سی سے بھی ہم نے رجوع کیا ہوا ہے ، کیونکہ اس پر ان کی بھاری گاڑیاں چلتی ہیں - ہم اپنی حکومت کے منصوبے میں بھی کوشش کریں گے کہ اگلے سال اس کام کو ترجیحی بنیادوں پر شروع کیا جائے -

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ : کب تک ؟

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات : میں نے آپ سے عرض کیا ہے کہ ہمارے پاس چار ہزار پانچ سو میل لمبی سنگل لائن سڑکیں ہیں - ہم نے دو ہزار سات سو میل کا ایک ماسٹر پلان بنایا ہے - ہمارا معیار یہ ہے کہ آٹھ سو کے لگ بھگ جہاں سے گاڑیاں گزریں ، ان کو ترجیح دی جائے - آپ کی سڑک بالکل کنارے پر آتی ہے آٹھ سو سے دس پندرہ گاڑیاں اوپر ہیں -

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ : آپ کے پاس اعداد و شمار کیسے پہنچ جاتے ہیں ؟

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات : ہمارا کم سے کم معیار آٹھ سو گاڑیوں کا ہے اس لیے کہ ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں -

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ : وہاں اگر گاڑیاں نہیں جاتیں تو ٹریفک کیسے رکی رہتی ہے ؟

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات : کیسے رکتی ہے ٹریفک ؟

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ : آپ تو کہتے ہیں کہ وہاں گاڑیاں جاتی ہی نہیں - اپنے کسی ذمہ دار افسر کو بھیج کر دیکھیں -

جناب چیئرمین : وہ کہہ رہے ہیں کہ سڑک ٹھیک کریں گے تو گاڑیاں جائیں گی ناں - پھر یہ آٹھ سو سے اوپر ہوں گی - شاہ جی ، وہاں خود گھوم آئیں گے - شاہ جی ! آپ بس پر جائیے گا -

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات : بہتر جناب ۔

جناب خاقان بابر (صدر ، آل پاکستان فری لیگل ایڈ سوسائٹی) **:** میری مؤدبانہ تجویز ہے کہ گورنر صاحب وہاں کا دورہ رکھ لیں ۔ راتوں رات سڑک بن جائے گی ۔

جناب چیئرمین : میں اس کو دیکھ کر آپ کو کروا دوں گا ۔ شاہ جی وہاں جائیں گے ۔

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات : میں خود وہاں جاؤں گا ۔

جناب چیئرمین : اور کم از کم اس کی مرمت کروا دیں ۔

ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ : شکریہ ۔

ملک امان اللہ (چیئرمین ، ضلع کونسل ، میانوالی) **:** جناب والا ! سڑک اتنی ڈیمیج ہو چکی ہے اور گڑھے پڑ چکے ہیں کہ ٹریفک کا وہاں سے گزرنا مشکل ہو گیا ہے ۔ مزید برآں اس پر جو berms ہیں ان کی حالت اتنی ناگفتہ بہ ہے کہ وہاں کوئی بیلدار وغیرہ نظر نہیں آتا ۔ جب تک اس کو کشادہ نہیں کیا جاتا ، کم از کم ان کی berms کی اور patches کی حالت کو درست کیا جائے ۔

جناب چیئرمین : یہ میں بڑے عرصہ سے کہہ رہا ہوں جب تک ان کو ریپیئر (Repairs) کرنے کے لیے Tosk forces نہیں ہوں گے ان کی حالت خراب ہوتی جائے گی ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : آپ پنڈی تشریف لے گئے تھے ۔ آپ وزیرآباد بھی گئے تھے ۔

جناب چیئرمین : وہ تو بڑی بڑی سڑکیں ہیں نا ۔ وہ آپ کی سڑک تو نہیں ہے ۔

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات : سینئیں تو ہم کرتے ہیں ۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس سڑک کو خود دیکھ لوں گا ۔

جناب چیئرمین : وہ کہہ رہے ہیں میں خود آؤں گا ۔

اناؤنسر : سوال نمبر 103 ۔

محکمہ اوقاف کے نامکمل منصوبہ جات کی تکمیل

سوال نمبر 103 ۔ **بیگم زبیدہ جعفری** (خاتون کونسلر ۔ میونسپل کارپوریشن ملتان) : کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ محکمہ اوقاف نے متعدد منصوبوں پر لاکھوں روپیہ خرچ کرکے انہیں نامکمل چھوڑ دیا ہے لاہور میں شاہ چراغ مسجد کی تعمیر اور ملتان میں مسجد گل شاہ نواں شہر کے تعمیراتی منصوبے کئی سالوں سے تعطل کا شکار ہیں ۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ ان ادھورے اور نامکمل تعمیراتی منصوبوں کی تکمیل کے لیے کوئی اقدام کر رہا ہے ؟

وزیر اوقاف (میاں محمد ذاکر قریشی) : محکمہ اوقاف اپنے تمام منصوبہ جات اپنے محدود وسائل اور آمدن سے پورا کرتا ہے اور محدود وسائل کے باعث بڑے منصوبوں کو مرحلہ وار مکمل کرتا ہے ۔

یہ درست نہیں ہے کہ شاہ چراغ مسجد لاہور کا تعمیراتی منصوبہ تعطل کا شکار ہے ۔ دراصل مسجد شاہ چراغ لاہور مکمل ہے اور اس کا کوئی تعمیراتی منصوبہ برائے توسیع مسجد زیر غور نہیں ہے ۔ جب کہ مسجد گل شاہ نواں شہر ملتان کا منصوبہ فاضل فنڈز نہ ہونے کی بنا پر ابھی شروع

ہی نہیں کیا گیا ہے ۔ فاضل وسائل مہیا ہونے پر منصوبہ کی تعمیر پر اگلے مالی سال میں غور کیا جائے گا ۔

ضمنی سوالات

بیگم زبیدہ جعفری : حضور والا ! مجھے ان سے شکوہ ہے جو کام کیا جائے اسے منصوبہ بندی کے تحت کیا جائے ۔ چند برس پہلے اس منصوبے کے تحت بنیادیں کھودی گئی تھیں پھر ان کو بھر دیا گیا ۔ اس وقت سیمنٹ کی بوری 20 روپے کی تھی ۔ اب جب اس کو دوبارہ منہدم کریں گے یا بنائیں گے تو میرا خیال ہے غالباً سیمنٹ کی بوری، 100 روپے تک پہنچ جائے گی ۔ جبکہ آج سیمنٹ کی فی بوری کی قیمت 70 روپے تا 75 روپے ہے ۔

وزیر اوقاف : ہم اس کو گرائیں گے نہیں ۔ ان کو اچھے طریقے سے بنائیں گے ۔ جو بنے ہوئے ہیں ان کو ضائع نہیں ہونے دیں گے ۔

بیگم زبیدہ جعفری : مہربانی ۔ شکریہ ۔ ضائع نہ کیجئے گا ۔ لیکن جب منصوبہ بنایا جائے اس کو اسی وقت پایہء تکمیل تک پہنچا دیجئے گا تا کہ زائد خرچہ آپ کو برداشت نہ کرنا پڑے ۔ دوسری بات آپ نے یہ فرمائی ہے کہ اوقاف کے وسائل بہت کم ہیں ۔ میں اس بات کو کبھی نہیں مانونگی ۔ اوقاف کے وسائل ''ھـذا مـن فـضـل ربـی'' ہیں اور اس کے علاوہ بھی آپ کو غالباً انکم ٹیکس سے تھوڑای بہت آمدنی ہوتی ہے ۔ جو ہمارے خیال میں کافی کثیر رقم ہے ۔

وزیر اوقاف : وہ نہیں دیتے ۔

بیگم زبیدہ جعفری : ہم سے جو ھاؤسنگ ٹیکس لیا جاتا ہے اس میں سے دو پیسے فی روپیہ ٹیکس نکلتا ہے ۔ مساجد اور ایسی ہی چیزوں کی دیکھ بھال کے لیے یہ رقم رکھی جاتی ہے ۔

وزیر اوقاف : وہ اب نہیں ہے ۔

بیگم زبیدہ جعفری : اگر وہ اب نہیں تو میں معذرت چاہتی ہوں ۔ اگر ہے تو وہ بھی آپ کے پاس ایک وسیلہ ہے ۔

وزیر اوقاف : ہمیں منٹر سے ایک پیسہ بھی نہیں ملتا ۔ دیگر آپ نے فرمایا ہے مسجد گل شاہ کے بارے میں ، میں موقع پر گیا تھا یہ 1978ء میں اسکیم بنی تھی اس وقت لوگوں نے کہا تھا کہ ہم مسجد کے لیے دکانیں خالی کردیں گے ۔

آج تک صرف چار دکانیں خالی ہوئی ہیں ۔ ان لوگوں نے دوبارہ ان پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے اب وہ لوگ خالی نہیں کرتے ۔ اس مسجد کی توسیع کے سلسلے میں جو تجاوزات ہیں ان کے ہٹانے کے لیے میں حکم دے آیا ہوں ۔ انشاء اللہ وہ جلدی ختم ہو جائیں گی ۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے ہماری مدد کرنے کا وعدہ فرمایا ہے ۔ وہاں نئی دکانیں بنا دیں گے ۔

بیگم زبیدہ جعفری : میں توقع کرتی ہوں کہ ایسا ہوگا ۔ لیکن عرض یہ ہے کہ جب یہ خالی کرنے کے لیے کہا گیا تھا تو یہ عمارات گرا دی گئی تھیں اور یہ خالی ہوگئی تھیں ۔

وزیر اوقاف : چار ہوئی ہیں ۔

بیگم زبیدہ جعفری : عمارتیں کافی خالی ہوگئی تھیں ۔ لیکن پھر ناجائز طریقے سے اوقاف کی ملی بھگت سے انہی لوگوں نے ناجائز قبضہ کر لیا ہے ۔ وہ آج کل آپ کو ایک پیسہ کرائے کا بھی نہیں دے رہے ہیں اور آپ اس سابقہ کرائے سے بھی محروم ہوگئے ہیں ۔ ہماری اوقاف کو وہ کرائے کی زد بھی پڑی ۔ جو ان کو پہلے ملتا تھا ۔ ان کو جلد از جلد تعمیر فرمائیں تاکہ آپ کا جو مالی نقصان ہو رہا ہے وہ پورا ہو جائے ۔

وزیر اوقاف : اس سال جو چار دکانیں خالی ہوتی ہیں وہ بن جائیں گی ۔

بیگم زبیدہ جعفری : انشاء اللہ ۔ میں امید کرتی ہوں کہ ایسا ہوگا ۔

انا‎ؤنسر : سوال نمبر104 ۔

محکمہ اوقاف کے تحت فروغ تعلیم کے اداروں کا قیام

سوال نمبر 104 ۔ بیگم زبیدہ جعفری (خاتون کونسلر ۔ میونسپل کارپوریشن ملتان) : کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

کیا محکمہ اوقاف اپنی کثیر آمدنی میں سے صوبہ میں فروغ تعلیم کے لیے تعلیمی اداروں کے قیام کے منصوبے بنانے کا ارادہ رکھتا ہے ؟

وزیر اوقاف (میاں محمد ذاکر قریشی) : محکمہ اوقف پنجاب املاک سے حاصل شدہ آمدن کا بیشتر حصہ وقف املاک کی دیکھ بھال ، مرمت و توسیع ، تبلیغ دین ، دینی علوم کی ترویج اور اولیائے کرام و صوفیائے عظام کی خدمات و تعلیمات کے فروغ پر خرچ کرتا ہے ۔ اس وقت محکمہ کے تحت صوبہ بھر میں اکیس دینی مدارس و مکاتب قائم ہیں جہاں حفظ و ناظرہ ، تجوید و قرأت اور نصاب دینی کی تعلیم دی جاتی ہے ۔ درس نظامی کی مختلف درجات کی مفت تعلیم کا انتظام ہے ۔ ان مدارس میں مستحق طلباء کو مفت اقامتی سہولتوں کے علاوہ نقد وظائف النگر کے اخراجات بھی محکمہ ادا کرتا ہے ۔

محکمہ اوقاف کے تحت علماء اکیڈیمی ایک بڑا تعلیمی ، تربیتی اور تحقیقاتی ادارہ ہے ۔ جس میں آئمہ خطباء اور موذنین کو تربیت دی جاتی ہے ۔ ایک دو سالہ کورس ”درس تخصص فی العلوم اسلامیہ والعربیہ“ رائج ہے ۔ جس کا ایم ، اے علوم اسلامیہ کے ساتھ معادلہ کا معاملہ اس وقت زیر غور ہے ۔ علاوہ ازیں محکمہ غیر اوقاف دینی مدارس کو بھی ہر سال گرانٹ دیتا ہے ۔ عام تعلیم کا صرف ایک اسکول ”عباس پبلک اسکول“ ڈیرہ نواب صاحب میں چل رہا ہے جس کو محکمہ تعلیم پنجاب کی تحویل میں دینے کے بارہ میں تحریک کی ہوئی ہے محکمہ اوقاف اپنی پالیسی کے تحت عام تعلیم کے فروغ

کے لیے اسکول نہیں کھولتا کیونکہ یہ محکمہ تعلیم کا کام ہے اور محکمہ اوقاف کے فرائض میں شامل نہیں ہے -

جناب چیئرمین : بیگم صاحبہ ! کیا آپ اس جواب سے مطمئن ہیں ؟

بیگم زبیدہ جعفری : نہیں - میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں - یہ بہن بھائی کا جھگڑا ہے -

وزیر اوقاف : آپ کو علم ہے کہ ہم محکمہ تعلیم نہیں ہیں - ہم تو مساجد مزار - قبرستان وغیرہ پر خرچ کرتے ہیں - اس کے علاوہ 30 دینی مدارس بھی کھولے ہوئے ہیں - ان پر ہم خرچ کرتے ہیں - لیکن اگر آپ کا یہ خیال ہو کہ سارے صوبے کی تعلیم کا ہم بندوبست کریں تو ہماری آمدنی اتنی نہیں کہ ہم یہ بندوبست کر سکیں -

ضمنی سوالات

بیگم زبیدہ جعفری : حضور والا ! میں یہ نہیں کہتی کہ آپ تمام صوبے کی تعلیم کا ذمہ لے لیں - یہ تو بہت بڑا مسئلہ ہے - جو حکومت ہی حل کر سکتی ہے - لیکن میری یہ عرض ہے کہ جہاں تک آپ کے محکمہ کا تعلق ہے وہ دینی مدارس پر خرچہ کرتے ہیں اس میں سے تھوڑا بہت دوسری تعلیم پر بھی خرچ کریں - چونکہ یہ جن بزرگان دین کے مزارات ہیں ان کے مزارات پر صرف دینی تعلیم نہیں دی جاتی تھی - اس وقت کے لحاظ سے جو زبان اور تعلیم بھی رائج ہوا کرتی تھی - یہ ایک طرح کی یونیورسٹی ہوتی تھی - یہاں لوگ علم حاصل کرتے تھے - تمام ہندوستان میں جایا کرتے تھے - یہ مذہبی تعلیم ، دینی تعلیم اور سائنسی تعلیم پھیلایا کرتے تھے - حضور والا ! میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ اس صوبے میں جو کچھ تھوڑا بہت دوسری تعلیم کے لیے کر سکتے ہیں کیجیئے - مثلاً بہاوالدین زکریا ؒ کے مزار سے آپ کو کس قدر آمدنی ہوتی ہے - وہاں ملتان میں زکریا یونیورسٹی زیر تعمیر ہے - یہ منصوبہ پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ رہا ہے - ان کے پاس پیسہ نہیں ہے -

آپ ان مزارات کی صرف دو مہینے کی صندوقچی کا پیسہ انہیں دے دیں تو میرا خیال ہے یہ منصوبہ بن جائے گا۔

دوسری میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ ملتان میں ایک گرلز کالج کی اشد ضرورت ہے کہ اتنے بڑے شہر میں یعنی 10 لاکھ سے زائد آبادی کے شہر میں جس طرح موجودہ منصوبہ سے پتہ چلتا ہے 50 فیصد خواتین کی آبادی ہے۔ اتنی بڑی آبادی کے لیے گورنر صاحب کی مہربانی سے ایک کالج مل گیا ہے۔ لیکن وہ بھی مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے التوا میں پڑا ہوا ہے۔ اگر آپ تھوڑا بہت پیسہ مرحمت فرمادیں تو ہم از حد مشکور ہوں گے۔ جس میں تمام شکعہ جات کے لیے یہ بات رہے گی کہ یہ مہربانی محکمہ اوقاف نے کی ہے۔

وزیر اوقاف : میں معذرت خواہ ہوں۔ میں وعدہ نہیں کر سکتا کہ گرلز کالج کھولا جائے گا یا نہیں۔ باقی بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی کو دو لاکھ روپے دینے کا سوال تو ہم نے چالیس لاکھ روپیہ لگا کر دونوں مزاروں کو بنا دیا ہے۔ وہاں کل آمدنی چار لاکھ روپے سالانہ کی ہے۔ آپ شاہ رکن عالم کا مزار دیکھ لیجیے اور بہاوالحقؒ کا بھی مزار دیکھ لیجیے۔ وہ اب کتنی اچھی حالت میں ہوگئے ہیں لیکن ہم تعلیم کے لیے کالج کھولنے سے معذور ہیں۔

بیگم زبیدہ جعفری : کیا ہمیں آمدنی کا پتہ چلے گا کہ کتنی ہوتی ہے۔ لاکھوں زائرین آتے ہیں۔ اگر وہ ایک روپیہ بھی صندوقچی میں ڈالیں تو ایک لاکھ روپیہ بن جاتا ہے۔

وزیر اوقاف : شاہ رکن عالمؒ اور بہاؤالدین زکریاؒ دونوں مزاروں سے چار لاکھ روپے سالانہ کے قریب آمدنی ہوتی ہے۔

بیگم زبیدہ جعفری : دونوں مزاروں کی ایک ماہ کی آمدنی کیا ہے؟

وزیر اوقاف : یہ ایک سال کی آمدنی ہے۔

بیگم زبیدہ جعفری : وہاں آپ ذرا توجہ فرمائیے ۔ وہاں خرد برد (leakage) ہو رہی ہے ۔ اس خرد برد کو بند کرنے کے لیے کوئی اقدام کیجئے ۔ میں ملتان کی رہنے والی ہوں ۔ وہاں جانے کا اکثر اتفاق ہوتا رہتا ہے اور میں مزارات کی معتقد بھی ہوں ۔ میں جب حاضری پر جاتی ہوں تو کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جب کہ وہاں ہزاروں زائرین نہ ہوں ۔ خصوصاً بہاوالحق صاحب کے مزار پر اور شاہ رکن عالم صاحب کے مزار پر سندھ کے لوگ جو بہت ہی معتقد ہیں ۔ بہت کافی تعداد میں جاتے ہیں اور کافی آمدنی ہوتی ہے ۔

وزیر اوقاف : وہ آتے ہیں ۔ لیکن وہ اپنے پیر صاحبان کو دے جاتے ہیں ۔ وہاں صندوقچیوں میں بہت کم پیسہ ڈالتے ہیں ۔

بیگم زبیدہ جعفری : یہ بات ہو سکتی ہے ۔

وزیر اوقاف : یہ تمام روپیہ انہی کو دے جاتے ہیں اور ہماری صندوقچی میں بہت کم روپیہ آتا ہے ۔

بیگم زبیدہ جعفری : میں یہ بات تسلیم کرتی ہوں لیکن جب صندوقچی کھلے اس وقت آپ نے نہیں دیکھا ہوگا ۔ میں تو حیران ہوگئی تھی اٹھنیوں کے ، چونیوں کے اور نوٹوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے ۔

وزیر اوقاف : لیکن آمدنی صرف چار لاکھ روپے سالانہ ہوتی ہے ۔

بیگم زبیدہ جعفری : آپ نے تو یہ ایک سال کی آمدنی بتائی ہے ۔

جناب چیئرمین : بیگم صاحبہ ! اس کا لب لباب یہ ہوا کہ انہوں نے آپ کو پیسہ نہیں دینا ۔

بیگم زبیدہ جعفری : جناب والا ! آپ ہی ان سے کچھ سفارش فرما دیں ۔ یہ تعلیم کا مسئلہ ہے ۔

جناب چیئرمین : یہ کہیں اور سے آپ کو دلوا دیں گے ۔

بیگم زبیدہ جعفری : مہربانی - شکریہ -

ایک ضمنی سوال اور کرتی چلوں کہ ان کی علماء اکیڈمی نے کہا ہے کہ وہ دینی لائبریریاں بنائیں گے یہ تمام مزارات پر بنائی جائیں گی - یہ بہت اچھی اور قابل تحسین بات ہے - اسلامک لائبریری کا بن جانا نیک فال ہے -

جناب چیئرمین : ہم نے ان سے کہا ہے کہ ان جگہوں پر ریسرچ کی سہولتیں ہونی چاہیے -

بیگم زبیدہ جعفری : کیا لائبریری کا قیام نہیں ہونا چاہیے ؟

جناب چیئرمین : ریسرچ کی سہولتیں ہونی چاہئیں اور اس خاص چیز کے لیے ریسرچ کی سہولتیں ضرور ہونی چاہییں -

بیگم زبیدہ جعفری : بہت اچھی اور قابل تحسین بات ہے - اگر ان لائبریریوں کا ایک ایک شعبہ کالجوں میں بنا دیا جائے تو میرے خیال میں زیادہ موزوں رہے گا - کیونکہ زیادہ پڑھنے لکھنے والے بچے کالج ہی میں ملیں گے - وھیں سے کتب لیں گے اور وھیں پڑھیں گے - مہربانی فرما کر اس کام کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچائیں - یہ جس طرح فائل اور کاغذ پر ہے اسی طرح نہ پڑی رہے - میرے آنے سے قبل مجھے بتایا گیا تھا کہ ایک شخص کا تقرر ہوگیا ہے لیکن نہ تو میز ہے اور نہ کوئی کرسی - مہربانی فرما کر اس طرف توجہ فرمائیں - کاغذوں سے نکال کر اس کو عملی جامہ پہنانے کی طرف توجہ فرمائیں -

چوھدری ظہیر احمد تاج (صدر کالونی ٹیکسٹائل ملز یونین ملتان) : جناب چیئرمین ! زبیدہ جعفری صاحبہ نے جو چونیوں ، اٹھنیوں کی بات کی ہے اس کے علاوہ آپ کو معلوم ہے کہ ان مزارات کی زمین بھی ہوتی ہے - اور ہندو اوقاف کی بھی میرے خیال میں بیش بہا زمینیں ہیں - کئی کئی

مربعے ہیں ان کا استعمال کہاں ہوتا ہے یہ صرف maintain کرنے والا ڈیپارٹمنٹ نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اس میں ڈویلپمنٹ بھی چاہیئے ۔ جو بیگم صاحبہ کی غرض و غائت تھی وہ یہ تھی کہ اس پیسے کا مصرف صحیح ہو ۔ مزارات کی مختصر آمدن کا ذکر کیا ہے لیکن زمین کا ذکر اور اس کے ساتھ دوسری جائیدادوں کا ذکر نہیں فرمایا ۔ اس زمین کی آمدن کا استعمال حقیقی معنوں میں نہیں ہو رہا ۔ اس کو سامنے رکھ کر آپ کوئی پراجیکٹ تیار کریں ورنہ آثار قدیمہ والے ہی کافی ہیں پھر محکمہ اوقاف کی کیا ضرورت ہے ۔

وزیر اوقاف : ساری آمدنی چار کروڑ روپے سے زائد ہے ۔ جس میں زمین کی آمدنی بھی شامل ہے ۔ اس آمدن کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے بجٹ بنایا ہے ۔

چوہدری ظہیر احمد تاج : ہندو کی زمین کا بھی ؟

جناب چیئرمین : آپ اس سوال پر آئیے گا ۔ اگر آپ چاہیں گے تو اگلی دفعہ پوری تفصیل دے دیں گے ۔ یہ کروڑوں روپوں میں ہے ہم نے ان کو ہدایات دے دی ہیں کہ کس طرح سے آپ نے ان کے منصوبے بنانے ہیں ۔ بجائے اس کے کہ چونیاں ۔ اٹھنیاں خرچ کرتے پھریں ہم نے کہا ہے کہ دو ، دو ، چار ، چار منصوبے بیک وقت لیجیئے گا اور ان کو مکمل کرکے پھر آگے جائیں ۔ ان کو درست کریں ان کے ساتھ ریسرچ کی سہولیات بھی ہوں ۔ ہم نے تمام مدات کے بارے میں ان کو کہہ دیا ہے وہ آپ کو پیش کر دیں گے ۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا (خاتون کونسلر میونسپل کمیٹی جہلم) : جناب والا ! میری گذارش ہے کہ نان گورنمنٹ آرگنائزیشنز کی طرف سے جو پراجیکٹ شروع کئے گئے ہیں ۔ ان میں دینی تعلیم کے پراجیکٹ بھی ہیں یہ باقاعدہ اسکول نہیں ہیں ۔ کیا اس سلسلہ میں ہمیں ایسے اداروں کے لئے کسی گرانٹ کی توقع ہو سکتی ہے ؟

وزیر اوقاف : ہم نے خود صوبے میں دینی مدارس کھولے ہوئے ہیں۔ جن کی تعداد 30 کے قریب ہے۔ ہم زکواۃ فنڈ سے ان کو دے سکتے ہیں۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا : جو ٹیچر ہم رکھیں گے۔ ان کو آپ زکواۃ سے کیسے ادائیگی (pay) کر سکتے ہیں۔

وزیر اوقاف : ہمارے پاس اتنا پیسہ نہیں ہے۔ اوقاف سے ہم نہیں دے سکتے ہیں۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا : اگر ہم لائبریری کھولیں جس میں کچھ مذہبی کتب بھی ہوں گی تو اس کے لئے کچھ عطیہ دے دیں گے۔ یہ ایک اچھی تجویز ہے جیسا کہ انہوں نے کہا ہے۔

وزیر اوقاف : پہلے آپ لائبریری کھولیں۔ پھر ہم اس کے لیے اکیڈیمی سے کچھ دلا دیں گے۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا : تو پھر اس کے لئے آپ سے رجوع کریں۔ Thank you very much.

جناب چیئرمین : اگلا سوال۔

اناؤنسر : سوال نمبر 110

بیگم سیدہ عابدہ حسین : میری گذارش ہے کہ سال 1972ء میں مارشل لاء کے ضابطے کے تحت اوقاف کے کچھ ایسے وقف تھے جن کی انتظامیہ Donors کے ہاتھ میں تھی۔ ایک مارشل لاء ریگولیشن نمبر 114 کے تحت یہ وقف لے لئے گئے تھے۔ اور محکمہ نے انتظامیہ اپنے ہاتھ میں لے لی تھی۔ اب اس میں شاید کچھ تو وقف ایسے تھے جو کہ mis-managed تھے۔ لیکن کچھ وقف ایسے بھی تھے جو کہ mis-managed نہیں تھے۔ جو صرف خدمات ادا کرتے تھے۔ وہ تمام ایک ہی لپیٹ

میں لے لئے گئے ۔ محکمہ کے حوالے ہوگئے ۔ اور 197zء سے 1981ء تک 9 سال گزر گئے ہیں محکمہ کی طرف سے کوئی performance کی پیش کش نہیں ہوئی ہے ۔ اکثر وہ اوقاف جو کہ اچھے خاصے چلتے تھے محکمہ اوقاف کے حوالے ہونے سے بجائے ان کی انتظامیہ بہتر ہوتی مزید بد تر ہو گئی ہے ۔ تو میری استدعا ہے کہ اس مسئلہ کو ذرا سا دیکھ لیا جائے کہ جو وقف ایسے ہیں جن کے Donors کچھ لگن سے کام کر رہے تھے اور جن سے وقف لے لئے گئے تھے ۔ اس کے مقابلہ میں اب محکمہ کی کارکردگی کیسی ہے ؟

جناب چیئرمین : ہم اس کا جائزہ لیں گے ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ : جناب چیئرمین ۔ پچھلے اجلاس میں اٹھائے گئے نکات پر وزراء صاحبان نے جب اپنے جوابات پیش کئے تھے ۔ تو اس وقت یہ کہا گیا تھا ۔ کہ اس پر باقاعدہ بحث کی اجازت ملے گی ۔ اب شاید وقت کی کمی کے باعث وہ موقع ہمیں نہ ملے ۔ تو میں یہ گذارش کروں گا کہ بہاولپور کی اوقاف کی جائیداد کے متعلق میں نے کچھ سوالات کئے تھے ۔ تو فاضل وزیر صاحب نے ایک گوشوارہ مجھے بھی ارسال فرمایا تھا ۔ اور وہ اس ہاؤس میں بھی پیش ہوا تھا ۔ اس گوشوارہ میں سب سے بڑی جائیداد سر صادق محمد ٹرسٹ ہے ۔ جس کا تقریباً 90 مربع وقف شدہ ہے لیکن وزیر صاحب نے جتنا گوشوارہ دیا ہے ۔ اس میں زمین کی تعداد نہیں دی گئی ۔ اس میں صرف اتنا لکھا ہے کہ آمدنی اتنی ہے اور خرچ اتنا ہے ۔ خرچہ کن مدات میں ہوا ہے ۔ آپ نے اس کی وضاحت نہیں فرمائی ہے ۔ اور خاص کر آئٹم نمبر 19 تا 25 اور 30 تا 31 کے خرچ صفر (Nil) دکھائے گئے ہیں ۔ ایک تو میں یہ وضاحت چاہوں گا کہ آئندہ اجلاس میں اس کی اراضی اور اس کی آمدنی اور اس کے بعد کن مدات میں خرچ ہو رہا ہے اس کی پوری تفصیل مہیا کی جائے ۔

اس کے علاوہ ڈیرہ نواب صاحب میں صادق پبلک اسکول کی طرز (pattern) پر ایک اسکول عباس پبلک اسکول ہے ۔ جہاں چھاؤنی بھی ہے ۔ وہاں غریبوں کے بچے اور ملٹری کے آفیسرز کے بچے بھی تعلیم کے لیے جاتے ہیں ۔ وہ اوقاف کا ہے ۔ جس کی تقریباً 500 کی strength ہے ۔ اس کی اتنی زبوں حالی ہے کہ نہ وہاں اساتذہ کو تنخواہیں ملتی ہیں اور نہ ان کے پاس بس کا انتظام ہے ۔ اس کے لئے آپ یا تو یہ انتظام کریں کہ وہ (Institution) ادارہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو ٹرانسفر کر دیں یا کم از کم اس پر دھیان دیں ۔ اور یہ بھی دیکھیں کہ وہ کب سے شروع ہوا ہے ۔ اس کی کارکردگی کیا ہے ۔ اس کا خرچہ کیا ہے ۔ مناسب سمجھیں تو آئیندہ اجلاس تک اس کی (Details) تفصیل دے دیں ۔

وزیر اوقاف : آپ کو اس کی (details) تفصیل بھیج دی جائے گی ۔

اناؤنسر : سوال نمبر 110 ۔

لاہور میں ایکسپورٹ پراسسنگ زون کا قیام

سوال نمبر 110 ۔ میاں تجمل حسین (صدر لاہور اسٹاک ایکسچینج) : کیا وزیر صنعت 24 اگست 1981ء کے اجلاس میں سوال نمبر 52 کے جواب کے حوالے سے از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ لاہور میں ایکسپورٹ پراسسنگ زون قائم کرنے کے بارے میں متعلقہ محکمہ کی طرف سے اب تک کیا پیش رفت ہوئی ہے ؟

وزیر صنعت (ملک اللہ یار خان) : جیسا کہ سوال نمبر 52 (ب) کے جواب میں پہلے عرض کیا جا چکا ہے وفاقی حکومت نے فی الحال صرف کراچی میں آزاد صنعتی علاقہ برائے برآمد (EPZ) قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور وہاں بھی ذرائع میں کمی کی وجہ سے علاقہ میں کمی کر دی

گئی ہے اگر صنعتی علاقہ برائے برآمد کراچی کی تکمیل کے بعد کامیاب نتائج سامنے آئے تو اس صورت میں لاہور میں ایسا علاقہ قائم کیا جا سکے گا ۔ صوبائی حکومت اس مسئلہ سے کماحقہ آگاہ ہے اور مناسب وقت پر اس سلسلے میں مزید کارروائی میں کوئی تاخیر نہیں کی جائے گی ۔

ضمنی سوالات

میاں تجمل حسین : جناب میں اس سلسلہ میں گزارش کروں گا کہ وفاقی حکومت نے یہ کہا تھا کہ دو سال کے عرصہ کے بعد پہلے وہ کراچی میں یہ منصوبہ قائم کریں گے ۔ اس کے بعد لاہور میں یہ منصوبہ بنایا جائے گا ۔ اب تقریباً دو سال ہو چکے ہیں ۔ یہ منصوبہ ہم پنجاب میں لاہور میں قائم کرکے دکھا سکتے ہیں ۔ وہ زمانہ گیا جس وقت صرف یہ سوچا جاتا تھا کہ سمندر کے نزدیک اس قسم کے فری زون بنائے جا سکتے ہیں ۔ مگر آج کل وہ رواج نہیں رہا کہ سمندر کے جہاز سے آتار کر لوگوں کو سامان دے دیا جاتا تھا ۔ وہاں سے بھی جہاز سے اتار کر ریلوے کی بوگیوں میں ڈال کر سامان گودیوں میں لایا جاتا ہے اور وہاں سے پھر تقسیم کیا جاتا ہے ۔ ہم نے اس سلسلہ میں ڈرائی پورٹ یہاں پر بنا دی ہوئی ہے اور بھی بے شمار اس قسم کے infra structures تیار کر دئے ہیں ۔ یہاں کے لوگوں کو انٹرنیشنل مارکیٹ میں اور فری زون کی سہولیات دی جانی چاہئیں تاکہ یہ علاقہ بھی ترقی کر سکے ۔ اس علاقہ میں بے حد ہنر مند (skilled) اور نیم ہنر مند (semi skilled) قسم کے لوگ دستیاب ہیں ۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ حکومت پنجاب ان اقدامات کے لیے جس سے علاقہ میں ترقی جلد از جلد ممکن ہو سکتی ہے ۔ وفاقی حکومت سے جلدی منظوری لے اور یہ علاقہ بنے ۔ ہم وہاں پر نئی ایئر پورٹ بنائیں گے ۔ وہاں پر ڈرائی پورٹ کی بھی توسیع کی جائے گی اور پھر ہم انشاء اللہ اس کو کراچی سے قبل کامیاب کرکے دکھائیں گے ۔

وزیر صنعت : میں نے عرض کیا ہے کہ جس وقت اس منصوبہ کی جو کراچی میں شروع کر دیا گیا ہے تکمیل ہو جائے گی اور اس کے نتائج سامنے آ جائیں گے کہ وہ منصوبہ کہاں تک کامیاب ہوا ہے ۔ ہم بھی مناسب اقدامات کریں گے فی الحال جو کچھ میرے علم میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ چند ایک صنعتی اداروں کی منظوری دے دی گئی ہے اور ان کو لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ لیکن معزز رکن کو شاید یہ بھی علم ہوگا کہ ابتدائی طور پر اس منصوبے کے لیے 400 ایکڑ رقبہ مختص کیا گیا تھا ۔ لیکن اس کو کم کرکے 200 ایکڑ کر دیا گیا ہے ۔ بہر نوع ہماری بھی اتنی ہی شدید خواہش ہے جتنا کہ معزز رکن کر رہے ہیں ۔ ہمیں اس بات کا شدید احساس ہے ۔ ہماری انتہائی کوشش ہے کہ ہم جلد سے جلد اس منصوبہ کو شروع کریں ۔ ہم اپنے طور پر اس بات کا جائزہ ضرور لے رہے ہیں کہ ہم کس حد تک اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنا سکتے ہیں لیکن اس کی منظوری ہمیں مرکزی حکومت سے لینا ہوگی ۔ ہم جونہی اور جس وقت اس بات سے مطمئن ہوگئے کہ یہ منصوبہ کراچی میں پایہ تکمیل تک پہنچ چکا ہے اور پھر یہ بات بھی بہت ضروری ہے کہ ہمیں مرکزی حکومت کو بھی اس بات پر قائل کرنا ہوگا کہ وہ اس بات پر اتفاق فرمائیں ۔ اس کے بعد ہی ایسا ممکن ہو سکے گا ۔ بہر حال جہاں تک حکومت پنجاب کا تعلق ہے میں معزز رکن کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہماری طرف سے قطعی طور پر کبھی بھی کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہوگی ۔

جناب چیئرمین : ہم نے اس پر کافی دباؤ ڈالا ہوا ہے اور اس بات کا آپ کو علم بھی ہے ۔ انشاء اللہ ہم اس کے لیے پوری کوشش جاری رکھیں گے اور جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہماری یہ خواہش ہے کہ اس کو جلدی مکمل ہونا چاہیے ۔ اب سوال ہوگا پیسے کا ، ذرائع کا ، وہ یہ چاہتے ہیں پہلے کراچی کا منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچ جائے پھر یہ منصوبہ شروع ہوگا ۔

میاں تجمل حسین : جناب والا ! ہماری یہ دعا ہے کہ کاش ہماری صوبائی حکومت کا اثر مرکزی حکومت پر ہو ۔

جناب چیئرمین : نہیں اثر کی بات نہیں ہے ۔ یہ تو پیسے کی بات ہے ۔

میاں تجمل حسین : جناب والا ! پیسہ تو اس کے لیے خود ہی پیدا ہو سکتا تھا اور پیدا ہو بھی جائے گا ۔

جناب چیئرمین : وہ بھی جائے گا لیکن یہ سب کچھ step by step ہوگا ۔

شیخ محمد اقبال سدوتا (صدر لاہور چیمبر آف کامرس و انڈسٹریز) : جناب والا ! پیسے کی اتنی پرابلم نہیں ہے جتنی کہ منظوری کی ہے ۔ اگر آپ منظوری لے دیں تو پیسہ تو ہم خود مہیا کر دیں گے ۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے ۔ مگر اسکیم یہ ہے ۔ کہ پہلے جو بن رہا ہے اس کو مکمل کرکے اس کے بعد دوسرا منصوبہ شروع کریں گے ۔

جناب خورشید احمد (سیکرٹری جنرل آل پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونین) : جناب والا آپ نے جو یقین دہانی کروائی ہے اور دباؤ کا ذکر کیا ہے ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں لیکن اس سلسلہ میں ، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کراچی کے معاملے میں ہم کوئی حسد نہیں رکھتے وہ بھی پاکستان کا شہر ہے ۔ لیکن پنجاب میں ملک کی سب سے زیادہ آبادی ہے اور یہاں اگر لوگوں کو روزگار مہیا ہوگا تو لوگ بجائے پنجاب کے کراچی کی طرف جائیں اور وہاں ۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : وہاں سے ادھر آنا شروع ہو جائیں (قہقہہ) ۔

جناب خورشید احمد : نہیں جناب والا ! آپ دیکھیں کراچی میں بہت زیادہ صنعتیں ہیں اور وہاں پر زیادہ لیبر پنجاب کی ہے اور صوبہ سرحد سے ہے ۔ اگر یہاں انڈسٹری لگے تو لوگوں کی نقل مکانی کی مشکلات دور

ہو جائیں گی اور اس سلسلہ میں ، میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں ۔ پنجاب کا بھی روزگار کے معاملے میں حق ہے ۔ لیبر ہمارے پاس ہے ، خام مال ہمارے پاس ہے ۔ ہم ملک کے دوسرے حصوں کو یہ چیزیں مہیا کر رہے ہیں ۔ یہاں پر اگر انڈسٹری لگے تو لوگوں کو مشکلات پیش نہیں آئیں گی اور ہم خود ایکسپورٹ بھی کر سکیں گے ۔

اناؤنسر : سوال نمبر 111 ۔

صوبہ پنجاب میں روزگار کی فراہمی

سوال نمبر 111۔ میاں تجمل حسین (صدر ، لاہور اسٹاک ایکسچینج) **:** کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب میں روزگار کے کس قدر مواقع پیدا کیے جا رہے ہیں اور پلاننگ کمیشن کا صوبہ پنجاب کے لیے کیا ہدف مقرر ہے اور ان مقاصد کے حصول کے لیے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں ؟

وزیر محنت (ملک اللہ یار خان) **:** پنجاب میں سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت تقریباً گیارہ ہزار افراد کو روزگار کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں ۔ اس کے علاوہ تقریباً نو ہزار افراد کو غیر ترقیاتی پروگرام کے تحت ملازمت کے مواقع فراہم ہوتے ہیں ۔

ضمنی سوالات

میاں تجمل حسین : جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے وزیر محنت سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ یہ جو 20 ہزار آسامیاں پیدا کی گئی ہیں ۔ یہ کن کن شعبوں میں کی گئی ہیں ؟ کیا ان شعبوں میں تربیت کے بھی انتظامات کئے گئے ہیں اور میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ ان پر کتنی لاگت آئے گی تاکہ ہم اندازہ لگا سکیں کہ ایک آسامی پر کیا خرچ ہو رہا ہے ۔

وزیر محنت : جناب والا ! یہ بات تو معزز رکن کے علم میں ہوگی کہ محکمہ محنت کے تحت پنجاب کے کن اضلاع میں محکمہ روزگار کے دفاتر قائم ہیں اور یہی ایک ذریعہ ہے جس کی وساطت سے ہم لوگوں کو روزگار مہیا کر سکتے ہیں ۔ ان کی اطلاع کے لیے میں 1980-81ء کے چند اعداد و شمار عرض کئے دیتا ہوں 1980-81ء میں مجموعی طور پر 1,97,746 افراد کا اندراج کیا گیا جن میں سابقہ فوجی بھی شامل تھے ، متفرق افراد اور خواتین کی تعداد بھی شامل ہے ۔ ان کی تفصیل بھی میں عرض کئے دیتا ہوں ۔ سابقہ فوجیوں کی تعداد 11 ہزار 8 سو 94 اور متفرق افراد 1 لاکھ 54 ہزار 587 اور خواتین کی تعداد 13 ہزار 7 سو 46 تھی ۔ ان میں سے مجموعی طور پر 46 ہزار 193 افراد کو روزگار فراہم کیا گیا ہے ۔ علاوہ اس کے محکمہ محنت کے تحت چند ایک ٹریننگ سنٹر ، ٹیکنیکل اسکول ، اپرنٹس شپ اسکول بھی کھولے گئے ہیں ۔ جہاں ان افراد کو فنی تعلیم دی جاتی ہے اور وہاں سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد ان کو روزگار کے مواقع زیادہ آسانی سے فراہم ہو سکتے ہیں ۔ جناب والا ! اس وقت ہمارے پاس 5 ٹریننگ سنٹر ہیں ۔ جو کہ مغلپورہ لاہور ، گلبرگ لاہور ، ملتان ، رحیم یار خان اور گوجر خان میں ہیں ۔ مغلپورہ سنٹر میں کل استعداد 386 ہے اس وقت تک فارغ التحصیل افراد 193 ہیں ۔ گلبرگ سے 326 افراد نے تعلیم حاصل کی ہے ۔ ملتان سے 150 افراد ۔ رحیم یار خان سے 100 افراد اور گوجر خان سے 472 افراد ۔ 13 ہمارے پاس ووکیشنل انسٹیٹوٹ بھی ہیں اور 3 اپرنٹس شپ ٹریننگ سنٹر کام کر رہے ہیں ۔

جناب خورشید احمد : جناب والا ! اس وقت پنجاب میں ٹریننگ سنٹر موجود ہیں کچھ تو حکومت پنجاب چلا رہی ہے اور کچھ ورلڈ بنک کی اسکیم کے تحت چل رہے ہیں ۔ ہماری یہ درخواست ہے کہ ورلڈ بنک کے تحت جو ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹوٹ اور پروفیشنل ٹریننگ کے لیے انسٹیٹوٹ ہیں ۔ اس میں پنجاب کا زیادہ حصہ رکھا جائے کیونکہ یہاں لیبر زیادہ ہے

تاکہ اسکلڈ لیبر کی کمی دور کی جا سکے ۔ مثلاً ، میسن ہے ، کارپینٹر ہے ، ملک کے اندر ان کی جتنی مانگ ہے وہ پوری نہیں ہو رہی ۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کے لیے زیادہ ٹریننگ سنٹر مخصوص کئے جائیں ۔

وزیر محنت : جناب والا ! معزز ممبر کو اس بات کا علم ہے کہ جہاں تک ان سنٹرز کی تعداد اور مختلف جگہوں کے بارے میں انتخاب کا تعلق ہے یہ مرکزی حکومت کے فرائض میں ہے اور ان ہی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ یہ مراکز ہوں گے اور ان کی تعداد کیا ہوگی ؟ بہر حال ان تمام امور کا جائزہ لینے کے بعد ہی مرکزی حکومت اس بات کا فیصلہ کرتی ہے اور مرکزی حکومت کو پنجاب سے بھی اتنی ہی ہمدردی ہے جتنی کہ دوسرے صوبہ جات سے ہے ۔

اناؤنسر : سوال نمبر 116 ۔

ضلع سرگودھا میں اراضی کی الاٹمنٹ کی بحالی

سوال نمبر 116 ۔ چودھری انور علی چیمہ (وائس چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا) : کیا وزیر مال و نو آبادیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ 1952ء میں حکومت نے صوبہ پنجاب میں خاص طور پر ضلع سرگودھا میں مزارعین اور دو ایکڑ سے کم مالکان اراضی کو 8 ایکڑ اور 1956ء میں "زیادہ غلہ اگاؤ" اسکیم کے تحت ساڑھے بارہ ایکڑ رقبہ الاٹ کیا تھا اور بعد ازاں 1960ء میں انہیں مالکانہ حقوق بھی دیے جانے کی ہدایات جاری کی تھیں ۔

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ متذکرہ الاٹیوں نے اپنے الاٹ شدہ رقبہ کی کچھ اقساط بھی جمع کرائی تھیں ۔

(ج) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ الاٹمنٹ کے احکامات صادر ہونے کے بعد صوبہ میں بعض کارپوریشنوں ، میونسپل کمیٹیوں ، کنٹونمنٹ بورڈوں ، ٹاؤن کمیٹیوں اور ریلوے اسٹیشنوں کی حدود میں توسیع کی وجہ سے متذکرہ الاٹ شدہ رقبہ جات ممنوعہ حدود میں آگئے ہیں۔

(د) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ جزو (ج) بالا کی وجہ سے متذکرہ الاٹیوں کو مالکانہ حقوق نہیں دیے جا رہے ہیں۔ بلکہ ان کی الاٹمنٹ منسوخ کرنے کے نوٹس دیے جا رہے ہیں۔

(ہ) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ جزو (د) بالا کی روشنی میں متذکرہ الاٹیوں کی عرضداشت کے پیش نظر گورنر صاحب نے ممبر نو آبادیات محکمہ مال سے رپورٹ طلب فرمائی تھی۔ اگر ایسا ہے تو کیا وہ رپورٹ گورنر صاحب کی خدمت میں پیش کر دی گئی ہے اور اس سلسلے میں مزید کیا احکام صادر ہوئے ہیں۔

(و) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ دیہات میں حکومت کی طرف سے رہائشی اسکیمیں نہ ہونے کے باعث اور رہائشی احاطہ جات کے ممنوعہ حدود میں شامل کرنے کے باعث تجاوزات تعمیر ہو رہی ہیں یا ایسے اقدام کی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ممنوعہ حدود کو رہائشی احاطہ جات سے مستثنیٰ قرار دینے پر غور کرنے کے لیے تیار ہے۔

(ز) آیا یہ بھی درست ہے کہ بعض ایسے الاٹی بھی ہیں جنہیں کلیمز کے عوض متروکہ رقبہ جات بھی الاٹ ہوئے ہیں اور ان کو بیدخل شدہ مزارعین کا رقبہ بھی الاٹ کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ محکمہ مال کی واضح ہدایات ہیں کہ صرف ایک اسکیم

کے تحت ہی رقبہ الاٹ کرایا جا سکتا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت متذکرہ الاٹیوں کا کوئی ایک رقبہ واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(ح) کیا حکومت سرکاری زمین کسی کو الاٹ کرنے کے بعد جو بیعنامہ تیار کرتی ہے اور جس کی بعد ازاں رجسٹری کرانا بھی لازمی ہے ، اس کے بجائے صرف کلکٹر کی طرف سے روبکار جاری کرنے اور محکمہ مال کی طرف سے انتقال کرنے کا طریقہ رائج کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر نو آبادیات (میاں محمد ذاکر قریشی) : (الف) جی ہاں یہ درست ہے ۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے ۔

(ج) جی ہاں یہ درست ہے ۔

(د) جی نہیں صرف حدود ممنوعہ میں آنے والے الاٹیان کو حقوق ملکیت نہیں دیے جا سکتے ۔ اب الاٹیان کو کوئی نوٹس نہیں دیے جا رہے ہیں ۔ کیونکہ مطابق ہدایات گورنمنٹ جب تک ان کو متبادل الاٹمنٹ نہ کی جائے ان کو بیدخل نہیں کیا جائے گا ۔

(ھ) جی ہاں گورنر صاحب کو رپورٹ فراہم کر دی گئی تھی ۔ جس پر انہوں نے فرمایا کہ حدود ممنوعہ میں آنے والے الاٹیان کو حقوق ملکیت نہ دیے جائیں ۔ ضلعی حکام کو اس امر کی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔

(و) یہ درست نہیں ہے مورخہ 2 نومبر 1981ء کو ضلعی حکام کو احاطہ جات کی الاٹمنٹ کے بارے میں مفصل ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔

(ز) مطابق ہدایات گورنمنٹ مجریہ بذریعہ چٹھی نمبر 650 مورخہ 17 جولائی 1952ء اگر وہ دو ایکڑ رقبہ الاٹ شدہ ہو تو بیدخل شدہ مزارعین اسکیم کے تحت رقبہ الاٹ کیا جا سکتا تھا ۔ اس لیے چند الاٹیان کو جن کو متروکہ اراضی دو ایکڑ تک الاٹ ہوئی تھی رقبہ جات الاٹ کیے گئے حقوق ملکیت تفویض کرتے وقت اس ضمن میں رپورٹ لی جاتی ہے کہ اگر ان کی کوئی متروکہ اراضی ہو تو پہلے اس کو واگزار کریں تب حقوق ملکیت تفویض کئے جا سکتے ہیں ورنہ نہیں ۔

(ح) جی نہیں ۔ مجوزہ قواعد کے مطابق بیعنامہ کا اختیار صرف متعلقہ ضلع کلکٹر کو ہی ہوتا ہے ۔

ضمنی سوالات

چوہدری محمد صدیق سالار : جناب ہم آپ کے جواب سے ویسے ہی مطمئن ہیں ۔

چوہدری انور علی چیمہ (سرگودھا) : میں آپ کے تقریباً تمام جواب سے مطمئن ہوں لیکن میں نے ایک ہی عرض کرنی ہے اگر چیئرمین صاحب مجھے اجازت دیں ۔ جناب والا ۔ اس میں عرض یہ ہے کہ 1952ء اور 1956ء میں یہ الاٹمنٹس غریب کسانوں کو ہوئی تھیں اور جس وقت وہ الاٹمنٹس ہوئی تھیں وہ ممنوع حدود سے باہر تھیں ان لوگوں نے اپنی اپنی الاٹمنٹ کی کاپیاں جمع کرا دی تھیں ۔ پھر 1960ء میں ان لوگوں کو مالکانہ حقوق بھی دینے کے احکامات جاری ہو چکے تھے ۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن یا چھاؤنی ایریا کی حدود بڑھتی گئیں اور وہ رقبہ جات ان حدود کے اندر آگئے ۔ اب ان غریب کسانوں کا کوئی تصور نہیں تھا کہ دوبارہ ان کو وہاں سے بے دخل کر دیا جائے اور آگے جگہ دی جائے ۔ پھر بھی کوئی ضمانت نہیں ہے کہ جب وہ

دوسری جگہ رقبہ جات لیں گے پھر بھی یہ ہو سکتا ہے کہ میونسپل کمیٹی کی حدود یا چھاؤنی کی حدود بڑھ جائے۔ تو جناب والا ! میری یہ گذارش ہے کہ یہ صرف سرگودھا کا ہی مسئلہ نہیں ہے یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے اس پر ہمدردانہ غور کیا جائے اور اگر وہ بیچارے غریب کسان بچ سکیں تو ان کو بچایا جائے۔

وزیر نو آبادیات : چوہدری صاحب ۔ جب ہم ان کو الاٹمنٹ دیں گے تو ہم تب ہی ان کو بے دخل کریں گے ۔ ہم ان کو بے دخل نہیں کر رہے ہیں جب ان کو ہم متبادل جگہ دیں گے تب ہی یہ لوگ وہاں جائیں گے اور وہ جب، حقوق مالکانہ و ملکیت مانگیں گے تو ہم انشاء اللہ اس پر غور کریں گے ۔

چوہدری انور علی چیمہ : جناب والا ! میری گذارش ہے کہ ان کو اس رقبے کے حقوق ملکیت ملنے چاہئیں جو ان کو ملے ہوئے ہیں ۔ جس وقت وہ رقبہ ان لوگوں کو ملا تھا وہ غیر آباد تھا اب ان لوگوں نے اس پر کافی سرمایہ خرچ کیا ہوا ہے ۔ اگر آپ کو کسی اسکیم کے تحت اس رقبے کی ضرورت پڑے تو آپ کے پاس ویسے بھی Land Acquisition ایکٹ ہے آپ اس کو حاصل کر سکتے ہیں ۔ جس طرح شہر کے نزدیک بہت سارے رقبے آپ acquire کرتے ہیں ۔ تو جناب والا ! میری صرف یہ گذارش ہے کہ آپ اس پر ہمدردانہ غور کریں ۔ کیونکہ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے ۔

وزیر نو آبادیات : وہی تو میں عرض کر رہا ہوں اور انشاء اللہ اس پر ہمدردانہ غور کیا جائے گا ۔

چوہدری محمد صدیق سالار : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ جن کی زمینیں شہروں کے نزدیک تھیں وہ لوگ تو متبادل زمینیں لے چکے ہیں اور اپنے یونٹوں پر بھی باہر زمینیں لے چکے ہیں اب ان کا پیٹ نہیں

بھرتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ یہ بھی ہمارے ہی پاس رہے - سوال صرف اتنا ہے کہ گورنمنٹ کی زمین کو اپنی زمین نہیں سمجھتے جس طرح ہم اپنی زمین پر قبضہ کرکے اس پر محنت کرتے ہیں اسی طرح اگر گورنمنٹ کو بھی شہر کے نزدیک کسی زمین کی ضرورت ہے تو ہمیں گورنمنٹ کی حمایت کرنی چاہیئے - کیونکہ وہ ان کی پالیسیوں میں کام آتی ہے -

چوہدری انور علی چیمہ : جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ چوہدری صدیق سالار صاحب شہر سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں - یہ ہمارا دیہاتیوں کا مسئلہ ہے میں اس کے بارے میں آپ سے دوبارہ درخواست کروں گا -

جناب چیئرمین : نہیں وہ تو پیٹ کی بات کر رہے تھے -

وزیر نو آبادیات : چوہدری صاحب - وہ تو میں نے کہہ دیا ہے کہ ہم ہمدردانہ غور کریں گے -

اناؤنسر : اب وقفہ برائے چائے ہوگا اور اجلاس کی کارروائی 11.45 بجے شروع ہوگی -

(ایوان کی کارروائی برائے وقفہ چائے ملتوی کر دی گئی)

(سوالات و جوابات جو ایوان کی میز پر رکھ دئے گئے)

محکمہ تعلیم کے ملازمین کو رہائشی سہولتیں

سوال نمبر 118 - حافظ اختر علی خان وانا : کیا وزیر متعلقہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) محکمہ خدمات و انتظام عمومی کی طرف سے گریڈ 17 کے افسران مثلاً مجسٹریٹ ، اسسٹنٹ کمشنر وغیرہ کو ان کی جائے ملازمت پر کس قدر رہائشی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں -

(ب) محکمہ تعلیم کے گریڈ 17 کے ملازمین کو ان کی جائے ملازمت پر کس قدر رہائشی سہولتیں مہیا کی گئی ہیں ؟

چیف سیکرٹری (جناب محمد صدیق چوہدری) : (الف) مطلوبہ گوشوارہ حسب ذیل ہے :-

ڈویژن	ضلع	منظور شدہ آسامیاں	افسران کی تعداد جنہیں سرکاری رہائش مہیا کی گئی ہے ۔	تصریحات
1	2	3	4	5
		اے ڈی سی ۔ اے سی اے ۔ ڈی ۔ سی ۔ ای اے سی	اے ۔ سی ۔ ای اے ۔ سی	
لاہور	لاہور	42	11	—
	گوجرانوالہ	14	10	—
	شیخوپورہ	11	8	—
	سیالکوٹ	15	8	—
	قصور	13	6	—
راولپنڈی	راولپنڈی	29	16	—
	گجرات	17	6	—
	جہلم	9	6	—
	اٹک	10	8	—
ملتان	ملتان	29	15	—
	وہاڑی	11	6	—
	ڈیرہ غازی خان	13	9	—
	مظفر گڑھ	11	7	—

	ساہیوال	21	16	—
سرگودھا	سرگودھا	20	15	—
	فیصل آباد	29	18	—
	جھنگ	14	10	—
	میانوالی	11	6	—
بہاولپور	بہاولپور	11	7	—
	بہاول نگر	15	8	—
	رحیم یار خان	14	12	—
کل تعداد		359	208	

(ب) فنی تعلیم کے تحت تین قسم کے ادارے چل رہے ہیں اور اس وقت صرف پولی ٹیکنیک اداروں میں گریڈ 17 کے ملازموں کے لیے رہائشی سہولتیں موجود ہیں ۔ جن کی تفصیل نیچے درج کی گئی ہے ۔ اس کے علاوہ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ اور ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین میں کسی جگہ بھی گریڈ 17 کے ملازموں کے لیے رہائشی سہولتیں نہیں ۔

ادارے کا نام	گریڈ 17 کے ملازموں کی تعداد	رہائشی سہولتوں کی فراہمی برائے گریڈ
کالج آف ٹیکنالوجی		
لاہور	61	1
راولپنڈی	69	19
ملتان	39	15
رسول	28	20

پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ		
سیالکوٹ	21	9
فیصل آباد	18	5
سرگودھا	13	6
ساہیوال	18	4
لیہ	10	7
بہاولپور	18	5
برائے خواتین لاہور	16	—
برائے پرنٹنگ و گرافک آرٹس لاہور	10	—
سویڈش پاکستانی انسٹی ٹیوٹ گجرات	36	22
ٹیچرز ٹریننگ کالج فیصل آباد	16	4

عمومی تعلیم کے تحت چلنے والے اداروں میں تمام صوبے میں ماسوائے دو چار ایسی رہائشی سہولتوں کے محکمہ تعلیم میں گریڈ نمبر17 کے ملازمین کو ان کی جائے ملازمت پر کسی قسم کی سرکاری رہائش کی سہولت موجود نہیں ہے اس قسم کی رہائش مہیا کرنے کے لیے بھی کوئی اسکیم سردست تیار نہیں کی گئی ہے ۔ کیونکہ مالیات میں ایسی سہولتیں مہیا کرنے کی گنجائش نہیں ۔

کم سن بچوں کے فیکٹریوں میں کام کرنے پر پابندی

سوال نمبر 130 بیگم نصرت مقبول الٰہی (خاتون کونسلر میونسپل کارپوریشن ۔ فیصل آباد) : کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ لیبر پالیسی کے تحت فیکٹریوں میں کم سن بچوں کے کام کرنے پر پابندی عائد ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ (الف) بالا میں عائد پابندی سے انحراف کرتے ہوئے ہزاروں کم سن بچے قالین باف کی صنعت میں کام کر رہے ہیں۔ جہاں حفظان صحت کا کوئی انتظام نہیں ہے اور نتیجتاً بہت سے بچے کم سنی میں ہی مہلک امراض از قسم ٹی بی اور دمہ وغیرہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کم سن بچوں کے فیکٹریوں میں کام کرنے پر پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر محنت (ملک اللہ یار خان) :

(الف) جی ہاں۔ فیکٹریز ایکٹ کے تحت 14 سال سے کم عمر بچوں پر فیکٹریوں میں کام کرنے پر پابندی عائد ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ کم سن بچے قالین باف کی صنعت میں کام کر رہے ہیں لیکن یہ بچے کام سیکھنے کی غرض سے ان فیکٹریوں میں ملازمت اختیار کرتے ہیں ان کا طبی معائنہ وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ، 14 سال سے کم عمر کے بچوں کے فیکٹریوں میں کام کرنے پر پہلے ہی پابندی عائد ہے۔

محکمہ جات کا لوکل کونسلز کے ساتھ تعاون

سوال نمبر 113 جناب لیاقت علی خان : کیا وزیر صنعت از رہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ بلدیات کے گشتی مراسلہ 18/79 (ایل) ایس او مجریہ 16 جنوری 1980ء کے تحت محکمہ معدنیات نے اپنے ٹھیکہ جات کی نصف آمدنی متعلقہ ضلع کونسلوں کو دینی تھی۔ اگر ایسا ہے تو اس پر کس حد تک درآمد کیا گیا اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر صنعت (ملک اللہ یار خان) : گورنر پنجاب نے اس تجویز کو نامنظور کیا ہے کیونکہ اگر ایسا کیا جائے تو بہت سی دوسری اسی طرح کی تجویزات کو بھی منظور کرنا پڑے گا۔

اناؤنسر : (چائے کے وقفہ کے بعد اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع ہوتی ہے۔)

خواتین و حضرات اب ضلع کونسل سیالکوٹ کی کارکردگی کی رپورٹ پیش کی جائے گی۔

جناب چیئرمین : کیا آپ تیار ہیں۔

چوہدری اختر علی (چیئرمین، ضلع کونسل سیالکوٹ) **:** جی ہاں۔ بالکل تیار ہوں۔

جناب چیئرمین : کل دو تین سوال پوچھے گئے تھے۔ میں نے آئی جی صاحب سے کہا تھا کہ اس کا پتہ کرکے آپ کی اطلاع کے لئے رپورٹ پیش کریں۔ آپ ان کو سن لیں اور اس کے بعد تیاری کر لیں۔

انسپکٹر جنرل پولیس (جناب لیئق احمد خاں) **:** جناب والا ! کل دو تین سوال لاء اینڈ آرڈر کے متعلق پوچھے گئے تھے۔ ایک نارنگ منڈی کیس کے متعلق تھا۔ وہاں ایک مولوی صاحب ہیں ان کی دختر کو اغوا کر لیا گیا ہے اور اس کو بیس ہزار روپے میں بیچ دیا گیا اور بعد میں ہندوستان بھیج دیا گیا۔ جس کے متعلق اخبارات میں خبریں شائع ہوئیں اور ضمیمے بھی چھپے اسپیشل ایڈیشن بھی چھپے بڑے لمبے چوڑے طریقے سے

اس کی تشہیر کی گئی ۔ اس کے متعلق انکوائری کرائی گئی ہے اصل واقعات یوں ہیں کہ مئی کے مہینے میں اسی سال مولوی عارف حسین صاحب کی دختر کو اغوا کر لیا گیا ۔ چنانچہ اس کا پرچہ درج ہوا اس میں تحقیقات ہوئیں اور تحقیقات کے نتیجے میں تین ملزمان گرفتار کر لئے گئے ۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کی دختر کہاں پر ہے اس کی تلاش جاری رہی ۔ کل لڑکی کی لاش بر آمد ہو گئی ہے ۔ اور اس کا پوسٹ مارٹم کروایا جا رہا ہے ۔ مارنے کے جو محرکات ہیں ان کی تفصیل میں فی الحال میں جانا نہیں چاہتا لیکن اتنا بتا دینا چاہتا ہوں کہ اصل ملزمان گرفتار کر لئے گئے ہیں ۔ انہوں نے اس قتل کا اقرار بھی کر لیا ہے ۔

بیگم عارفہ طوسی (خاتون کونسلر میونسپل کارپوریشن لاہور) : جناب چیئرمین ! نو دس مہینوں میں کچھ نہیں ہوا اب دو چار دن میں بہت واویلا مچا تو پرچہ درج کیا گیا ۔ ملزمان پکڑے گئے اور وہ بھی شور مچانے پر اور جس بچی کو قتل کر دیا گیا ہے اس قتل میں اس علاقے کے بااثر لوگوں کا ہاتھ ہے ۔ اس کو اس لیے قتل کیا گیا ہے تا کہ ان لوگوں کو بے نقاب نہ کر سکے یہ بیٹی ہماری سب کی بیٹی ہے ۔ میں اس ضمن میں حکومت سے استدعا کروں گی کہ عورتوں اور بچوں کے اغوا کے سلسلے میں حکومت سختی سے نوٹس لے ۔

انسپکٹر جنرل پولیس : اس سلسلہ میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ جس دن سے پرچہ درج ہوا تھا اس دن سے کوششیں شروع ہو گئی تھیں ۔ لیکن کچھ عوامل ایسے تھے جن کی وجہ سے پولیس کی تفتیش کو غلط راستہ پر لگا دیا گیا تھا اور آخر کار ہم اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ اصل مجرم کون ہیں ۔ اور ان کو گرفتار کر لیا گیا ہے ۔

جناب خورشید احمد کانجو : جناب والا ! یہ بچی پورے ایران کی بچی تھی اور حقیقت حال یہ ہے کہ وہ ایک پاکستان کی خاتون تھی ۔ یہ بہت

زیادتی ہوئی کہ مئی میں اس کا اغوا ہوا اور اب جیسا کہ خاتون نے بتایا ہے چار پانچ روز ہوئے اس کا پرچہ درج ہوا ۔ ذرا خود تصور کریں کہ اگر کوئی ہماری بچی کے ساتھ اس طرح سے سلوک کرے تو کیا ہم اس طرح برداشت کریں گے ؟ اس لئے میں یہ گذارش کروں گا کہ اس کا پورا نوٹس لیا جائے اور جو بھی سرکردہ لوگ ہوں ان کا سختی سے محاسبہ کیا جائے ۔

انسپکٹر جنرل پولیس : جناب والا ! چار پانچ روز سے یہ پرچہ درج نہیں ہوا بلکہ مئی میں جب یہ واردات ہوئی اسی وقت پرچہ درج کر لیا گیا تھا ۔

دوسرا سوال سرگودھا سے متعلق ہے ۔ اس میں یہ بتایا گیا تھا کہ ایک صاحب محمد رشید موتی کی بیوی کو اغواء کر لیا گیا ہے اور ملزمان نے اس کی بیوی کی تمام جائداد اپنے نام لکھوا لی ۔ بیوی ذہنی طور پر مریضہ تھی اور دھوکہ سے یہ کام کیا گیا ہے ۔ یہ واقعہ 6.8.81 کو ہوا ہے لیکن اکتوبر کے مہینہ میں اس کی رپورٹ درج ہوئی ۔ اسی وقت سے تفتیش ہو رہی ہے ۔ چار ملزمان کا نام لیا گیا تھا ۔ جن میں سے تین ملزمان کو شامل تفتیش کیا گیا ۔ واقعات یوں ہیں کہ رشید موتی صاحب کے محمد نواز گوندل جو گجرات کے رہنے والے ہیں ان کے خاندان سے اچھے تعلقات تھے ۔ محمد نواز گوندل نے اپنے بھائیوں سے مل کر رشید موتی کی بیگم کے ذہنی توازن سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی بیس لاکھ روپے کی جائداد اپنے نام منتقل کروا لی ۔ اور اس کے عوض میں صرف دو لاکھ روپے دینے کا وعدہ کیا ۔ جو ابھی تک پورا نہیں کیا گیا ۔ رشید موتی صاحب کی بیوی اغواء نہیں ہوئی بلکہ ان کو ورغلایا گیا ہے ۔ وہ اب بھی اپنے خاوند اور بچے کے ساتھ رہ رہی ہے ۔ مجرمان کی نشاندہی ہو چکی ہے اور یہ کیس سرگودھا میں کرائمز برانچ کے حوالے کیا گیا ہے اور جلد ہی پایہ تکمیل تک پہنچا دیا جائے گا ۔

حافظ محمد یونس : جناب والا ! اس کیس کی وجہ سے پورے شہر کے اندر ایک اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی ہے ۔ جناب والا ! رشید موتی کی بیوی کو ورغلا گیا اور نہ صرف یہ کہ اس کی بیوی کو ورغلایا گیا بلکہ اس کے بیٹے کو بھی انہوں نے اغواء کر لیا اور اس کے بیٹے کو اغواء کرنے کے بعد اس پر اتنا تشدد کیا گیا کہ وہ ذہنی طور پر مفلوج ہو چکا ہے ۔ آج وہ شخص انتہائی درجہ کا مظلوم ہے ۔ اس کی داد رسی حکومت کی ذمہ داری ہے ۔ میں جناب گورنر صاحب کی وساطت سے انسپکٹر جنرل پولیس صاحب سے گذارش کروں گا کہ اس کیس میں ذاتی طور پر دلچسپی لیں اور پوری طرح تحقیقات کر کے مجرموں کو سخت سزا دی جائے ۔

ملک خدا بخش ٹوانہ : جناب والا ! اس کیس میں جو مجرم سامنے آئے ہیں ان کی اب ضمانتیں ہو چکی ہیں ۔ ان سے کوئی تفتیش نہیں کی گئی ملزمان ضمانتیں کروا کر باہر پھر رہے ہیں ۔ بلکہ وہ اب دوبارہ خوفزدہ بھی کر رہے ہیں اور لوگوں کو تنگ بھی کر رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین : آئی ۔ جی صاحب ۔ تازہ صورت حال ؟

انسپکٹر جنرل پولیس : جناب والا ! بچے کے اغواء کے سلسلہ میں بھی رپورٹ ہوئی اور پرچہ درج ہو چکا ہے ۔ اس کی تفتیش بھی کی جا رہی ہے ۔ بچہ واپس آ گیا ہے ۔ یہ کیس بھی کرائمز برانچ کے حوالہ کر دیا گیا ہے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس واقعہ سے ہیجان ضرور پیدا ہوا ہے ۔ لیکن جہاں تک پولیس کا تعلق ہے پولیس اس سلسلہ میں پوری کوشش کر رہی ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجرمان کو کیفر کردار تک پہنچانے میں ہم کوئی کسر اٹھا نہیں رکھیں گے ۔

جناب اشفاق شاہد : جناب والا ! اس کیس کو مارشل لاء کے تحت کریں ۔

جناب چیئرمین : آپ پہلے تحقیقات تو ہونے دیں ۔ میں ہر ہفتہ ان سے رپورٹ لوں گا کہ کہاں تک آپ پہنچے ہیں ۔ اور دونوں کیسوں میں پوچھوں گا ۔ آپ اس بات کی فکر نہ کریں ۔

حافظ محمد یونس : جناب والا ! ملزمان ضمانت پر رہا ہو چکے ہیں اور وہ رشید سوتی کو ہر صورت میں خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

انسپکٹر جنرل پولیس ۔ جناب والا ! یہ بات ٹھیک ہے کہ ملزمان ضمانت پر رہا ہو چکے ہیں لیکن ہم اس بات کی پوری کوشش کر رہے ہیں کہ ان کی ضمانت منسوخ ہو ۔ اس سلسلے میں ڈی ۔ آئی ۔ جی اور ایس ۔ پی صاحبان کو میں نے رات ہی احکامات جاری کر دیے ہیں ۔

تیسرا پوائنٹ جناب والا ! یہ تھا کہ عبدالصبور صاحب محکمہ اعداد و شمار نظامت زراعت میں ملازم تھے جو 10.5.81 سے لا پتہ ہیں ۔ کے بھائی کی رپورٹ پر پرچہ درج ہوا تفتیش ہوتی رہی ۔ اب تک جو واقعات سامنے آئے ہیں وہ یہ ہیں ، کہ کوئی ایک مہینہ پہلے عبدالصبور صاحب کی شادی فیصل آباد میں ہوئی ۔ ان کی بیگم محکمہ تعلیم میں ملازم ہیں ۔ عبدالصبور صاحب اور ان بیگم صاحبہ چھٹی پر تھے ۔ جب ان کی چھٹی ختم ہوئی تو انہوں نے محکمہ میں آ کر دوبارہ چارج لیا اور دو دن صرف دفتر میں آئے اور پھر ایک دن اچانک وہ غائب ہوگئے ۔ اس سلسلہ میں تفتیش فیصل آباد میں اور لاہور میں بھی ہوئی ۔ جو متعلقہ لوگ تھے ان سے پوچھ گچھ ہوتی رہی ۔ محرک کا ابھی تک کسی طرف سے پتہ نہیں چلا ہے ۔ ایک دو تفتیش کے لئے لائنز پکڑی ہیں ۔ ان کے متعلق تحقیقات ہو رہی ہے ۔ عبدالصبور صاحب کو تلاش کرنے میں انتہائی کوششیں کی گئی ہیں ۔ اپنے ریکارڈ سے چیک کیا گیا ہے ۔ لا وارث لاشیں جو برآمد ہوئی ہیں ان سے پتہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ اشتہارات پر تھانہ

میں بھیج دے گئے ہیں ۔ ان کی بازیابی کے لئے انعامی اشتہارات بھی جاری کئے ہیں جو مختلف شہروں میں بھیج دے گئے ہیں ۔ لیکن ابھی تک ان کا پتہ نہیں چل سکا ۔ کوشش جاری ہے اور یہ کیس سی ۔ آئی ۔ اے لاہور کے سپرد کر دیا گیا ہے ۔

میاں مجید اکبر فاروقی : اگر آپ اجازت دیں تو پولیس کے واقعات کے متعلق میں کچھ عرض کروں ۔

جناب چیئرمین : ہاں ۔ دو منٹ ۔

میاں مجید اکبر فاروقی : آئی ۔ جی ۔ صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے اور جو واقعات اس ایوان کے سامنے آئے ہیں ۔ مجھے تو کم از کم پسینے آگئے ہیں اور آئی ۔ جی صاحب کی پتہ نہیں کیا کیفیت رہی ۔ انتہائی تکلیف دہ اور افسوس ناک واقعات سامنے آئے ہیں ۔ یہ واقعات سناتے ہوئے آئی ۔ جی ۔ صاحب کے ہاتھ بھی کانپ رہے تھے ۔ کیونکہ کاغذوں سے یہ ظاہر ہو رہا تھا ۔

جناب چیئرمین : یہ آپ دو منٹ میں ختم کریں اور ان کے ہاتھ کی آپ فکر نہ کریں ۔ !

میاں مجید اکبر فاروقی (چیئرمین ، میونسپل کمیٹی گجرات) : جناب والا ! اس کے متعلق میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ آئی ۔ جی ۔ صاحب کی زیادہ شرافت کا نتیجہ ہے ۔ یا ان کی کمزوری کا نتیجہ ہے ۔ کہ اس قسم کے واقعات ہو رہے ہیں ۔ اور کم نہیں بلکہ ان میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے ۔ یہ ایک ایسی کیفیت ہے جس کی طرف فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے ۔ میرے خیال میں ہماری سب سے زیادہ ضرورت یہی ہے کہ امن عامہ کی صورت حال بہتر ہو ۔ لوگوں کو تحفظ حاصل ہو ، جب تک تحفظ ہمارے عوام کو حاصل نہیں ہوگا ۔ یہاں پر کسی مادی ترقی کا قطعاً کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ انفرادی تحفظ ہر شہری

کو مہیا کرنا حکومت کا فرض ہے - پولیس سروس کا فرض ہے - کیونکہ پولیس سروس کے ساتھ deal کرتے ہوئے لوگ physically involve ہوتے ہیں - اور جب تک انہیں physical security نہ ملے گی اور EGO کو قائم رکھنے کے مواقع میسر نہ ہوں گے - تب تک میرے خیال میں کوئی بھی ترقی بالکل بے سود اور بالکل بے معنی ہوگی -

اناؤنسر : اب ضلع کونسل سیالکوٹ کے چیئرمین اپنی کونسل کی کارکردگی کی رپورٹ پیش کریں گے -

ضلع کونسل سیالکوٹ کی کارکردگی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

چودھری اختر علی (چیئرمین ، ضلع کونسل ، سیالکوٹ) : ضلع کونسل سیالکوٹ جو پہلے ڈسٹرکٹ بورڈ کے نام سے موسوم تھی ، 1882ء میں معرض وجود میں آئی - پاکستان بننے کے بعد سے لے کر آج تک اس ضلع کونسل کا یہ حقیر دوسرا منتخب چیئرمین ہے - یہ موجودہ حکومت کا عوام سے براہ راست تعلق پیدا کرنے کا جذبہ تھا - جس نے کئی سال بعد عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے ضلع کونسل کو مورخہ 17-1-80 سے فعال بنایا -

ضلع کونسل کے کل 44 ممبران ہیں - جن کی تحصیل وار تفصیل حسب ذیل ہے - ان میں اسپیشل انٹرسٹ کی 7 سیٹیں بھی شامل ہیں -

تحصیل سیالکوٹ	12	تحصیل ڈسکہ	8
تحصیل پسرور	8	تحصیل نارووال	6
تحصیل شکر گڑھ	10		

یہ ممبران جو سات سب کمیٹیوں کے ذریعے ان مختلف امور پر سفارشات پیش کرتے ہیں - جو کہ ضلع کونسل کے ذمہ ہیں - پلاننگ اور فنانس سب

کمیٹی ضلع کونسل کے ترقیاتی منصوبہ جات اور مالی وسائل کا خیال رکھتی ہے ۔ ورکس سب کمیٹی تعمیری منصوبہ جات کی نگرانی کے لیے بنائی گئی ہے ۔ ایجوکیشن سب کمیٹی تعلیم سے متعلقہ محکموں کی کارکردگی پر نظر رکھتی ہے اور مستحق طلباء اور طالبات میں وظائف کی تقسیم کرتی ہے ۔ ایگریکلچر ڈویلپمنٹ ۔ لائیوسٹاک ۔ کوآپریٹو اور اری گیشن سب کمیٹی کا دائرہ انہیں محکموں کی کارکردگی پر نظر رکھتا ہے ۔ درختان ۔ جنگلات سب کمیٹی محکمہ جنگلات کے تعاون سے ضلع کونسل کی سڑکوں اور زمینوں پر درخت لگانے کے کام کی نگہداشت کرتی ہے ۔ سلیکشن کمیٹی اہلکاروں کی ترقی ۔ تقرری اور انتظامیہ کے قوانین کے نفاذ پر فیصلہ کرتی ہے اور نیلام سب کمیٹی ضلع کونسل کے تحت ہونے والے تمام نیلاموں کی نگہداشت کرتی ہے ۔ یہ تمام سب کمیٹیاں اپنے اپنے محکمہ جات سے متعلق امور کو بالتفصیل غور کرنے کے بعد ضلع کونسل میں پیش کرتی ہیں ۔ جہاں پر ضلع کونسل ان تجاویز کو منظور یا مسترد کرتی ہے ۔ ان سب کمیٹیوں کی وجہ سے ضلع کونسل کے اراکین کو معاملہ کے پیچ و خم کو سمجھنے اور ان پر فیصلہ دینے کی آسانی ہو جاتی ہے ۔ ضلع کونسل کا انتظام ان کمیٹیوں کی وجہ سے نہایت احسن طریقے سے چل رہا ہے ۔ ضلع کونسل سیالکوٹ وہ تمام فرائض سر انجام دے رہی ہے ۔ جو کہ اس کے ذمہ ہیں ۔ جن کو مختصراً یہاں پیش کرنا بے جا نہ ہوگا ۔

1 ۔ ترقیاتی پروگرام :

کسی بھی ضلع کونسل کے پاس جب تک خاصی مقدار میں فنڈز نہ ہوں ۔ وہ تمام دیہاتوں کے ذرائع آمدورفت درست کرنے کے قابل نہیں ہو سکتی ۔ کیونکہ ہمارے دیہات کے پیچیدہ مسائل جن کو آبادی میں روز افزوں اضافہ نے مزید پیچیدہ بنا دیا ہے ، کے حل کے لیے وسائل میں کئی گنا اضافہ درکار ہے ۔ بہرحال باوجود محدود وسائل کے ضلع کونسل نے ذرائع آمدورفت کو بہتر بنانے کے لیے پروگرام بنایا اور کچی سڑکوں پر

بذریعہ بلڈوزرز مٹی ڈلوائی ۔ اس مقصد کے لیے دوران سال 1980-81ء سات لاکھ روپے بلڈوزروں کے کرایہ پر خرچ کیے۔ سڑکوں کی اس بہتری سے نہایت ہی حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے اور عامتہ الناس نے اس کاوش کو بہت ہی پسند کیا ہے ۔ اس منصوبہ کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا ہے ۔کہ ان سڑکوں کو بعد میں اگر سولنگ یا پختہ کرنا مقصود ہوا ۔ تو پہلے سے تیار سڑک مل جائے گی ۔ چنانچہ اس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سال بھی مبلغ 3 لاکھ 90 ہزار روپے بلڈوزروں کے ذریعے کچی سڑکوں کی تعمیرات کے لیے مختص کیے گئے ہیں ۔ سابقہ دو سالوں 1979-80ء اور 1980-81ء میں پختہ سڑکوں کی تعمیر پر مبلغ 41 لاکھ 50 ہزار روپے سول اور ویٹرنری ہسپتالوں کی تعمیر اور مرمت پر مبلغ 14 لاکھ روپے اور سولنگ پر 55 لاکھ روپے خرچ کیے گئے ۔ جب کہ رواں مالی سال 1981-82ء میں پختہ سڑکوں کی تعمیر پر 10 لاکھ 21 ہزار روپے سولنگ پر 37 لاکھ 89 ہزار روپے پلیوں وغیرہ پر 11 لاکھ روپے اور بلڈنگز کی تعمیر و مرمت کے لیے 7 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں ۔

2 ۔ صحت عامہ ۔

دیہی عوام کو طبی سہولیات پہنچانے کے لیے ضلع کونسل سیالکوٹ نے 49 ڈسپنسریاں قائم کر رکھی ہیں ۔ جب کہ زچہ بچہ کی دیکھ بھال کے لیے 5 ہیلتھ سنٹر چلا رہی ہے ۔ جن پر منجملہ قریباً 32 لاکھ روپے خرچ کیے جا رہے ہیں ۔

3 ۔ شفا خانہ حیوانات کا قیام ۔

ضلع کونسل نے عوام کی سہولیات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے جانوروں کے علاج معالجہ کے لیے 37 شفا خانہ جات حیوانات قائم کر رکھے ہیں اور اب مزید 4 نئی ڈسپنسریاں کھولی گئی ہیں ۔ جن پر تقریباً 15 لاکھ 54 ہزار روپے سالانہ خرچ کیے جا رہے ہیں ۔

4 ۔ وظائف ۔

عوامی نمائندگان کے اقتدار سنبھالتے ہی ضلع کونسل نے محسوس کیا ۔ کہ ایسے مستحق دیہاتی طلباء و طالبات کی مالی اعانت کے لیے عملی اقدامات کرنے چاہیں ۔ چنانچہ 1980-81ء میں ان طلباء اور طالبات کو وظائف دینے کے لیے مبلغ 1,00,000 روپے خرچ کیے گئے ۔ جب کہ اتنی ہی رقم سال رواں میں اس مقصد کے لیے مختص کی گئی ہے اور عنقریب تعلیمی کمیٹی مستحق طلباء اور طالبات کے ان کے اداروں کے سربراہوں کی معرفت درخواستیں طلب کرنے والی ہے یہ امر قابل ذکر ہے ۔ کہ سال 1980-81ء میں 66 طلباء اور 16 طالبات کو وظائف دیے گئے ۔

5 ۔ خواتین کی فلاح و بہبود ۔

جہاں ضلع کونسل دیگر طبقوں کی فلاح و بہبود کے لیے کوشاں ہے ۔ وہاں وہ خواتین کی فلاح و بہبود سے بھی غافل نہیں اور اس نے گورنمنٹ کی ہدایات کے تحت لیڈی کونسلرز کو ایک علیحدہ دفتر مہیا کردیا ہے اور ان کو ٹیلیفون اور نائب قاصد کی خدمات اور دیگر مراعات حاصل ہیں ۔ وہ ہفتہ میں دو یا تین بار اپنے دفتر میں بیٹھ کر خواتین کے مسائل انفرادی اور اجتماعی سنتی ہیں ۔ اور ان کے حل کے لیے مختلف محکمہ جات اور افسران کے تعاون سے کوشاں ہیں ۔

6 ۔ ادائیگی پنشن ۔

ضلع کونسل اپنے ملازمین کو بروقت پنشن اور گریجوئٹی کی ادائیگی کے لیے کوشاں رہتی ہے ۔ اور اب پنشنرز کی سہولت کے پیش نظر فیصلہ کیا گیا ہے کہ آئیندہ بنک کی بجائے ان کو پنشن کی ادائیگی دفتر ضلع کونسل سے ہی کی جایا کرے ۔ تاکہ ان کو بار بار بنک کے چکر نہ کاٹنے پڑیں ۔

627 ۔۔ ضلع کونسل سیالکوٹ کی کارکردگی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

ضلع کونسل کا سالانہ بجٹ برائے سال 1978-79ء مبلغ 9,82,312 روپے 1979-80ء کا بجٹ مبلغ -/74,59,360 روپے 1980-81ء کا بجٹ مبلغ -/1,32,29,000 روپے کا تھا ۔ جب کہ سال رواں یعنی 1981-82ء میں تخمینہ بجٹ مبلغ 1,51,83,385 روپے ہے ۔ اعداد و شمار سے یہ بات صاف واضح ہے ۔ کہ پچھلے سالوں کی نسبت منتخب نمائندوں کے دور میں ضلع کونسل کی آمدن میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے ، آمدن لوکل ریٹ پروفیشنل ٹیکس ، وھیکل ٹیکس ، غیر منقولہ جائیداد پر ٹیکس ، ٹال ٹیکس ، منڈی مویشاں لائسنس فیس کرایہ دوکانات اور نیلام درختوں سے ہوتی ہے ۔ اخراجات پختہ سڑکوں کی تعمیر سولنگ سول اور ویٹرنری ہسپتالوں کی عمارات کی تعمیر و مرمت پر ہوتے ہیں ۔ سال 1978-79ء میں تعمیراتی منصوبہ جات پر مبلغ 14,00,000 روپے 1879-80ء میں مبلغ 57,00,000 روپے 1980-81ء میں 59,00,000 روپے جب کہ مالی سال 1981-82ء میں 63,00,000 روپے مختص کیے گئے ہیں ۔ مزید برآں جو عملہ ان مختلف اداروں کو چلاتا ہے ان کی تنخواہیں بھی ان ذرائع سے پوری کی جاتی ہیں ۔

دوران سال 1980-81ء اور رواں مالی سال میں تعلیم کے میدان میں بھی کافی پیش رفت ہوئی ہے ۔ دیہی ترقیاتی پروگرام میں دیگر محکمہ جات کی زیر نگرانی ضلع کونسل کی وساطت سے 127 نئے مردانہ اور 98 نئے زنانہ پرائمری اسکول کھولے گئے 3 مردانہ اور 13 زنانہ پرائمری اسکولوں کو مڈل کا درجہ دیا گیا ۔ جبکہ ایک مردانہ اور 4 زنانہ اسکولوں کو مڈل سے ہائی کا درجہ دیا گیا ۔ آپ کو سن کر یہ خاص خوشی ہو گی کہ دینی تعلیم کے فروغ کے لیے 47 مساجد اسکولوں کا اجراء کیا گیا ہے ۔ اسکولوں کی عمارات کے سلسلہ میں جو فنڈز میسر آئے تھے ان سے کچھ مڈل اور ہائی اسکولوں کی عمارات کی مرمت تو ہو چکی ہے مگر ابھی تک پرائمری اسکولوں کی عمارتیں مرمت طلب ہیں خصوصاً جنگ سے متاثرہ علاقہ میں ایسی بہت سی عمارات ہیں جن کی مرمت کرنا اشد ضروری ہے اس سلسلہ میں

امداد یا گرانٹ دیتے وقت اس جنگ سے متاثرہ ضلع کو ترجیح دینا عین قرین انصاف ہوگا ۔

ورلڈ فوڈ پروگرام 82-1981ء کے تحت 2 میل 4 فرلانگ کی سڑک کو مبلغ 5,16,000 روپے کی لاگت سے پختہ کیا گیا جبکہ 4 میل کی سڑکوں پر مبلغ 5,80,000 روپے خرچ کر کے سولنگ لگایا گیا ۔

مزید برآں سال مذکورہ میں سڑکات جاریہ (on going roads) کے تحت 3 میل 4 فرلانگ پختہ سڑک اور پلیاں وغیرہ تعمیر کی گئیں جن پر کل مبلغ 11,18,000 روپے خرچ ہوئے ۔ اور نیو لنک روڈ کے تحت 2 میل سولنگ لگایا گیا جس پر مبلغ 6 لاکھ 18 ہزار روپے خرچ کیے گئے ۔ اس طرح ورلڈ فوڈ پروگرام 83-1982ء کے تحت 13 میل 2 فرلانگ سڑکات کو پختہ کرنے کا منصوبہ بنایا گیا جس پر اندازاً مبلغ 46 لاکھ 50 ہزار روپیہ خرچ ہوگا ۔

موجودہ حکومت نے ضلع سیالکوٹ کے لیے عام ذکر سے ہٹ کر سیالکوٹ ضلع کے مخصوص حالات کے پیش نظر جو خاص عنایات کی ہیں ان کا ذکر کرنا یہاں بے جا نہ ہوگا کیونکہ ہم بھی ان اقدامات کو اپنی کارکردگی کے روشن مینار سمجھتے ہیں ۔

1 ۔ (الف) علاقہ بجوات جو کہ خاص جغرافیائی حالات کی وجہ سے تمام پاکستان سے کٹا ہوا ہے ۔ اب وہاں کے ذرائع آمد و رفت پہلے سے کہیں بہتر ہیں کیونکہ اب دریائے توی سے بھوکلیاں تک 5 میل پختہ سڑک تعمیر کی جا چکی ہے نیز اس علاقہ میں اب بجلی بھی پہنچائی جا رہی ہے ۔ اس علاقہ کی زمین پتھریلی ہونے کی وجہ سے عام مشینوں کے ذریعے ٹیوب ویل لگانا ناممکن تھا حکومت پنجاب نے اس علاقہ میں

بورنگ کے لیے ایک رگ مشین عنایت فرما کر وہاں کے کسانوں کی قسمت بدل ڈالی ہے۔

2۔ ادارہ ترقی بارانی علاقہ نے جہلم اور سیالکوٹ ضلعوں میں زمین ہموار کرنے اور تحفظ اراضی کے لیے ایک خاص منصوبہ ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے شروع کروایا ہے یہ ایک 5 سالہ طویل المیعاد منصوبہ ہے جس پر 13 کروڑ روپے خرچ آئیں گے۔ اس منصوبہ سے جن زمینوں پر پہلے کوئی فصل نہ اگ سکتی تھی ان پر کھیتی باڑی ممکن ہو جائے گی اور غریب کسانوں کی آمدن میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔

3۔ حکومت پنجاب نے سیالکوٹ ضلع کے ان علاقوں کے لیے جہاں پر کنوئیں یا ٹیوب ویل نہیں لگائے جا سکتے۔ 150 ٹربائینز منظور فرمائی ہیں جن میں سے 5 ٹسٹ ٹربائینز کامیاب ہو گئی ہیں۔ جناب گورنر میں یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب وہاں پسرور شوگر مل کا قیام ہوا تو اس وقت محکمہ واپڈا نے جو رپورٹیں دی تھیں وہ یہ تھیں کہ اس علاقہ میں پانی نایاب ہے مگر جب پبلک سیکٹر کی طرف سے وہاں ٹربائینوں کو لگایا گیا یہ کل پانچ ٹربائن تھیں اور یہ پانچوں کی پانچوں چل رہی ہیں اور کامیاب ہیں اور بالکل پورا پانی دیتی ہیں۔ لیکن جناب والا ! ہمیں معلوم نہیں کہ کہاں کا جائزہ لے کر انہوں نے اپنی رپورٹیں دی تھیں۔ دوسرے جناب والا ! چونڈہ پبلک ہیلتھ والوں نے ایک واٹر سپلائی اسکیم دی تھی جس سے ڈیڑھ۔ دو میل کے فاصلے سے پینے کے لیے پانی لایا گیا مگر جب بلدیاتی اداروں کے تعاون سے چونڈہ میں بور کرایا گیا تو وہ بور جو فیل ہو گئے تھے اب وہاں کے لوگ

ان ہی بوروں سے پانی پی رہے ہیں مگر وہاں ناکامی دکھائی گئی تھی ۔ تو جناب والا ! میں اس ضمن میں گزارش کروں گا کہ جب محکمہ زراعت نے پانچ ٹربائینز ٹیسٹ کروانے کے بعد یہ رپورٹ دے دی ہے کہ پانچوں کی پانچوں کامیاب ہیں تو ہماری 145 ٹربائینز ہمیں دی جائیں کیونکہ جناب 150 ٹربائینز کا ہم سے وعدہ کیا گیا تھا ۔ جن کی رپورٹ ضلع کونسل کی سفارشات کے ساتھ حکومت کو ارسال کی جا چکی ہے ۔

جناب چیئرمین : آپ ذرا رکئیے گا ۔

Must be something technical anywhere.

آپ ذرا مقابلہ کیجئیے گا یعنی ایک میں سے پانی نکل سکتا ہے آپ دو سو کی بات کر رہے ہیں ۔

وزیر زراعت و امداد باہمی : اس مسئلے کے متعلق جو کاغذ پر بیان کیا گیا ہے واپڈا کی یقیناً فیگرز میرے پاس نہیں ہیں لیکن یہ واپڈا کی ذمہ داری ہے کہ وہ تفتیش کر کے بتائیں کہ پانی ہے یا نہیں ۔ لیکن ابھی جبکہ موصوف اپنے ضلع کی بات بتا رہے ہیں مجھے اپنے تجربہ کے مطابق سندھ کی ایک بات یاد آ گئی ہے ۔ یہ 1962-63ء کی بات ہے کہ حکومت سندھ نے ٹرائیل بورنگ کا ایک منصوبہ بنایا تھا جن علاقوں میں یا تو کھارا پانی تھا اور شک تھا کہ یہاں میٹھا پانی ہو سکتا ہے یا ان علاقوں میں جہاں پانی بظاہر نظر نہیں آتا تھا لیکن امید تھی کہ شاید یہاں پانی نکل آئے ۔ تو وہ ٹرائیل بور کرتے تھے اگر پانی میٹھا نکل آتا تھا تو وہ زمینداروں سے معمولی سے پیسے لے لیتے تھے اور جب کھارا پانی نکلتا تھا یا پانی نہیں نکلتا تھا تو وہ سرکاری کھاتے میں ڈال دیتے تھے ۔ اس سلسلے میں کافی پیش رفت ہوئی تھی اور جہاں میٹھا پانی نکل آتا تھا وہاں ان لوگوں نے اکثر ٹیوب ویل لگائے تھے ۔ اس سلسلہ میں دوسری بات یہ ہوتی

تھی کہ انڈس جو بری - ہسٹوریک بیڈ تھا وہ زیر زمین چلا گیا تھا اور وہاں کچھ علاقے ایسے تھے جہاں سالہا سال تک میٹھا پانی نکلتا رہا لیکن کچھ ٹرائیل بور چند ہفتوں میں یا چند مہینوں میں یا چند سالوں کے بعد کھارے پانی میں تبدیل ہو گئے - تو اگر اس قسم کی تجویز حکومت پنجاب بھی خاص طور پر ان علاقوں میں شروع کرے جہاں بظاہر سطح پر کھارا پانی ہے اگر میٹھا پانی نکل آیا اور اگر زمیندار پیسے دیں تو اس ٹرائیل کے بور میں خرچ کرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہو گی اور اگر کھارا پانی نکل آئے تو سرکار خرچ کر دے - یہ چند لاکھوں روپے کا خرچہ ہے لیکن اگر پانی نکل آئے تو اس سے کروڑوں روپے کی آمدنی ہو سکتی ہے - ابھی مجھے خیال آیا تھا کہ حکومت اس قسم کی تجویز واپڈا کے علاوہ اپنے طور پر شروع کر دے کیونکہ واپڈا بہت بڑا ادارہ ہے ان کے اپنے طریق کار ہیں - آپ کی چیئرمین شپ میں ابھی ان کے ساتھ ایک میٹنگ ہونی ہے تو وہاں اس مسئلے کو بھی دیکھ لیں گے -

جناب چیئرمین : کیا واپڈا کے چیف انجینئر صاحب یہاں ہیں -

(واپڈا کے چیف انجینئر صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے) -

چودھری محمد شفیع گل : جناب والا ! یہی طریق کار پنجاب میں بھی رائج تھا -

جناب چیئرمین : تھا ؟

چودھری اختر علی : لیکن اس پر اب عمل بہت کم ہو رہا ہے -

چودھری محمد شفیع گل : یہ کیوں ختم کیا گیا اس کا کچھ علم نہیں - لیکن وہ رائج تھا اور رائج ہو سکتا ہے -

جناب چیئرمین : اسے نوٹ کیا جائے -

وزیر زراعت و امداد باہمی : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ حکومت پنجاب کو اسے شروع کرنا چاہئے ۔ مجھے 1950ء کا نہیں پتا کہ پنجاب میں تھا یا نہیں تھا ۔ اگر تھا تو بڑی خوشی کی بات ہے اور ایک precedent موجود ہے اور میرے نزدیک یہ بڑی معقول تجویز ہے ۔

جناب چیئرمین : وہ ٹھیک ہے ۔ اس کو آپ دیکھئے گا لیکن ان کی جو دو سو ٹیوب ویلوں کی اسکیم تھی اس کے بارے میں پتا کر لیں کہ Is it because the water was not there for 200 tube wells یا کوئی اور بات تھی ۔ ایک ٹیوب ویل کے لیے پانی ہو سکتا ہے لیکن ان کے حساب سے دو سو کے لیے شاید اتنا پانی ہے یا نہیں ۔ میرے خیال میں یہ کوئی بات ہوگی بہر صورت اس کا پتا کریں ۔

چودھری اختر علی : اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ ان کی جلد منظوری فرما کر فنڈز مہیا کئے جائیں تاکہ بارانی علاقہ کے زمیندار اس سے فائدہ حاصل کر سکیں اور شوگر مل کو بھی اور زیادہ کامیاب بنایا جا سکے ۔

4 ۔ موجودہ حکومت کے اقتدار سنبھالنے سے پہلے اور خصوصاً بلدیاتی اداروں کے منتخب ارکان کے آنے سے پیشتر اس ضلع کو دیہی ترقیاتی پروگرام کے تحت جو گرانٹ ملتی تھی وہ ناکافی ہوتی تھی ۔ لیکن موجودہ حکومت نے اس ضلع کے خصوصی حالات کے پیش نظر کہ یہ ضلع دو جنگوں سے متاثر ہے اور آئے دن یہاں سیلاب آتے رہتے ہیں اس ضلع کی گرانٹ میں خاطر خواہ اضافہ کیا ہے جو بلاشبہ گورنمنٹ کا سنہری کارنامہ ہے ۔ علاوہ ازیں اس ضلع کو سڑکوں کی تعمیر کے پروگرام کے تحت سو میل پختہ سڑک ملی ہے جس پر مرحلہ وار تین سالوں میں عملدرآمد ہوگا اور امید ہے کہ یہ سو میل سڑک بننے سے ضلع کے عوام بالعموم اور دیہاتی عوام بالخصوص اس سے استفادہ حاصل کر سکیں گے جس سرعت سے گورنمنٹ دیہاتی عوام کو طبی سہولتیں بہم پہنچانے کے پروگرام پر عمل کر رہی ہے اس سے بجا طور پر

توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ وقت عنقریب آنے والا ہے جب ہر یونین کونسل میں ایک بنیادی ہیلتھ یونٹ کا قیام عمل میں آ چکا ہوگا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ گذشتہ اور موجودہ سال کے دوران 42 ہیلتھ یونٹ بنائے گئے ہیں یہاں پر مناسب ہوگا کہ چند مسائل کی طرف بھی جناب کی توجہ دلائی جائے۔

100 میل روڈ پروگرام میں ایک علاقہ بجوات ہے جس کی پسماندگی کا میں اکثر ذکر کرتا رہتا ہوں اور حقیقت بھی ہے کہ یہ علاقہ ہمارے ضلع سے کٹا ہوا ہے۔ دو دریاؤں کے بیچ میں وہ علاقہ ہے۔ ہم نے پانچ میل سڑک اپنے پروگرام کے تحت بنوائی ہے۔ اس علاقے میں صرف 11 میل لمبی سڑک ہے۔ چھ میل سڑک ہم نے دوسرے مرحلے (second phase) میں رکھی ہے اور ایمن آباد روڈ کو بھی اولیت دی ہے۔ وہ بہت ضروری سڑک ہے۔ ایمن آباد سڑک جو آپ نے دوسرے مرحلے (second phase) میں شامل کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں وہ بھی ضلع کی اہم ضرورت کو پورا کرے گی لیکن اگر بجوات کے مخصوص حالات کے پیش نظر علاقہ بجوات میں 6 میل سڑک جو دوسرے مرحلے (second phase) میں تھی اور جس کے ٹینڈر بھی ہو چکے ہیں اگر اس میں تھوڑی بہت رقم ایک لاکھ کے لگ بھگ دے کر اس کو چالو کیا جائے تو لوگوں کو بہت آسانی ہوگی۔ سردیوں میں تین مہینے یہ راستہ کھلا رہتا ہے وہاں پل نہ ہونے کی وجہ سے دریا میں پانی اکثر رہتا ہے وہاں صرف تین مہینے کیرج کی جا سکتی ہے۔ یہ سڑک انتہائی ضروری ہے اس کو لاکھ دو لاکھ روپیہ دے کر on going کر دیا جائے۔ میں نے ضلع کونسل سے بھی ریزولوشن پاس کروایا ہے۔ میں نے سبجیکٹ کمیٹی سے بھی اس کو پاس کروایا ہے۔

جناب چیئرمین : شاہ صاحب special consideration ہو سکتی ہے۔

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات : سبجیکٹ کمیٹی میں یہ معاملہ آیا تھا۔

جناب چیئرمین : کتنا پیسہ ان کو چاہئیے ۔

چودھری اختر علی : دو لاکھ میں شروع کر دیں گے ۔

جناب چیئرمین : اسپیشل تجوات کو ۔ ان کو accommodate آپ کر لیں ۔

چودھری اختر علی : .Thank you ۔

جناب چیئرمین : شاہ صاحب اس کو آپ نوٹ کریں ۔ and get it accommodated. انشاء اللہ بہت پیسہ ہے گا ۔ آپ یہ کر لیں ۔ آگے آئیے ۔

چودھری اختر علی ۔ 1 ۔ مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے ضلع کونسل شہری حدود میں اپنی جائداد سے مکمل فائدہ نہیں اٹھا رہی ۔ اگر خصوصی گرانٹ مل جائے تو ان زمینوں پر مارکیٹیں (کمرشل کمپلیکس) بنا کر بہت زیادہ آمدن حاصل کی جا سکتی ہے ۔

2 ۔ ستم ظریفی ہے کہ شہروں کے اندر مویشیوں کے ہسپتال تو ضلع کونسل کے خرچ سے چلتے ہیں لیکن یونین کونسلز ۔ ٹاؤن کمیٹیز اور میونسپل کمیٹیاں مویشی منڈیاں لگا کر ضلع کونسل کی آمدن کو بے حد متاثر کرتی ہیں ۔ اس قانون کے باوجود کہ یونین کونسلز اور ٹاؤن کمیٹیاں وغیرہ منڈی مویشیاں منعقد نہیں کر سکتیں ۔ یہ ادارے بدستور منڈیاں منعقد کر رہے ہیں جس کی طرف حکومت کو توجہ دینی چاہئیے ۔

جناب والا ! ضلع کونسل سیالکوٹ کی مختصر سی سرگزشت اس امر کی غمازی کرتی ہے کہ ہم نے تابہ مقدور ضلع کے مسائل کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی اور اپنے محدود مالی وسائل کے ساتھ ہم ہر میدان میں سرگرم عمل رہے اور جذبہ خدمت کے تحت عوامی مسائل کو حل کیا ہے ۔ لیکن اس امر سے انکار ناممکن ہے کہ مسائل دن بدن مشکل سے مشکل تر ہوتے چلے جاتے ہیں اور انسان باوجود اپنی مخلصانہ سرگرمیوں کے ان کا حل تلاش کرنے میں

کلی طور پر کامیاب نہیں ہو پاتا ۔ ابھی کچھ مسائل ایسے ہیں جو حل طلب ہیں ۔ اگرچہ ہمارے وسائل کم ہیں لیکن ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ وسائل کی کمی ہمارے راستے کی دیوار نہیں بنے گی اور ہم ان وسائل کو اس طرح بروئے کار لانے کی ایماندارانہ کوشش کریں گے کہ ہمارے عوام کو زیادہ سے زیادہ بہبودی کی ضمانت مل سکے ۔ ہمارے پاس امنگ ہے عزم ہے ۔ حوصلہ ہے اور جس کے پاس یہ ساری دولتیں ہوں اس کو دنیا میں کس چیز کی کمی ہے ۔

جناب والا ! شعر پڑھنے سے پہلے مجھے موقع ملا ہے کہ میں جناب گورنر صاحب سے ایک عرض کر لوں ۔

جناب چیئرمین : سڑک کی منظوری کے بعد ۔

چودھری اختر علی : جناب والا ! منظور تو ہو گئی آپ نے حکم دے دیا ہے ۔ اس مالی سال میں ہمیں ایک بھی ہائی اسکول نہیں دیا گیا ۔ 1982.83 میں ہمیں دو اسکول دیئے گئے وہ ہم نے announce کر دیئے ۔ علاقہ کے عوام میں جا کر ہم نے بڑے نمبر بنائے کہ حکومت کی وساطت سے ہم نے اسکول لے لیے ہیں عوام کو اسکول مل گئے ہیں اور ہم نے اسکول announce کر دیئے ۔ اب چٹھی گئی ہے کہ ایک اسکول کی بلڈنگ ملے گی ایک کی نہیں ملے گی تو جناب یہ بڑی زیادتی ہے ۔ ہمیں پہلے کہہ دیا ہوتا تاکہ ہم announce نہ کرتے ۔

جناب چیئرمین : announce تو ویسے ہی نہیں کرنا چاہئے ۔ یہ تو ابھی پلاننگ سٹیج ہے ۔

چودھری اختر علی : ہمیں کہا گیا تھا کہ آپ کو دو اسکولوں کی allocation ہو گئی ہے ۔

جناب چیئرمین : وہ صرف allocation ہوئی ہے ابھی اس کی فائنل منظوری نہیں ہوئی ۔ ? Am I right on this پلاننگ والے بیٹھے ہوئے ہیں ۔

پلاننگ والوں نے پوچھا ہے کہ ہمیں آپ کو تقریباً دو یا تین یا چار اسکول دینے ہیں ۔ آپ ان کی ترجیحات (priorities) مقرر کر کے ہمیں دے دیں ۔ ہم اس کو fit کریں گے لیکن آپ اس کو announce کیسے کر سکتے ہیں ۔

چودھری اختر علی : دو اسکولوں کے لیے ہم نے پیسہ مانگ رکھا ہے ۔

جناب چیئرمین : یہ سبق ہو گیا ۔ سبق یہی ہے کہ جب تک کتاب نہ نکل آئے آپ announce نہ کریں ۔ آپ صرف اتنا کہیں کہ ہم نے سفارش کی ہے ۔

چودھری اختر علی : آئندہ کے لیے بالکل محتاط رہیں گے ۔ پہلے بھی سفارش کی ہوئی ہے ۔ اس کا کچھ کیا جائے ۔

جناب چیئرمین : وہ تو نہیں ہو سکتا ۔

چودھری اختر علی : صرف دو اسکول ہیں ۔

جناب چیئرمین : یہ بڑا آسان ہے ۔ آپ وہاں پیسہ raise کریں ۔ خود اس کو اپنی مدد آپ کے تحت کریں ۔

آوازیں : اب شعر سنائیں ۔

چودھری اختر علی : وہ بھی آئے گا ۔ جناب والا ! جب ڈسٹرکٹ بورڈ کے ماتحت اسکولز ہوا کرتے تھے تو ان کے ریٹائرڈ ٹیچرز کو پنشن ضلع کونسلیں دیا کرتی تھیں ۔ جب گورنمنٹ نے اسکولز لے لیے تو ضلع کونسل سے یہ پنشن کے پیسوں کی کٹوتی کرتے رہے اس طرح صوبائی گورنمنٹ کے پاس ہمارا تقریباً 11 لاکھ روپیہ موجود ہے ۔ ریٹائرڈ ٹیچرز کی اپیلیں اکثر آپ نے اخبارات میں پڑھی ہوں گی جن میں سے تقریباً 50 فیصد لوگ پنشن کے انتظار میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے ۔ جو باقی ہیں وہ مجھے

دھمکیاں دیتے رہتے ہیں کہ ہم بھی اسی انتظار میں چلے جائیں گے - ہمارا اس دنیا سے جو چل کر جانا ہے اس کے ذمہ دار چیئرمین ضلع کونسل ہوں گے - 11 لاکھ روپیہ تو میں اپنے ادارے سے نہیں دے سکتا - گورنمنٹ نے ہم سے رپورٹ مانگی تھی کہ کس کس سال کتنا روپیہ گورنمنٹ کو ملا - ان کے پاس وہ روپیہ ہے - یہ بڑی زیادتی ہے ان غریبوں کو ان کا حق ملنا چاہیے - 11 لاکھ روپے کی بات ہے -

جناب چیئرمین : کون اس پیسے پر بیٹھا ہوا ہے -

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات : ان کا حساب کتاب ہم کر رہے ہیں کہ ان کا کتنا روپیہ بنتا ہے - جہاں تک مجھے یاد ہے انہوں نے کچھ پیسے دینے ہیں جس کی کمپلسری کٹوتی ہر سال دیتے ہیں - 11 لاکھ کی بات نہیں ہے میں تفصیلاً اعداد و شمار پیش کروں گا -

چودھری اختر علی : جو بھی ہو سکتا ہے کریں تاکہ ہم اگلے بجٹ میں ان کی بقایا پینشن یا جو بھی ان کا حق بنتا ہے وہ ان کو دے دیں - دو سال تو مجھے بھی آئے ہوئے ہو گئے ہیں -

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات : جتنا ان کا حق بنتا ہے وہ دے دیں گے -

چودھری اختر علی : جناب والا ! شعر یاد آ رہا ہے - ہمارا ایمان ہے کہ

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ ، اپنی حالت کے بدلنے کا

لہذا ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم پوری تن دہی کے ساتھ وطن کی خدمت کرنے میں ہمہ تن مصروف رہیں گے - ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں استطاعت دے کہ ہم اپنے عزائم میں کامیاب و کامران ہوں - آمین -

اناؤنسر : ضلع کونسل سیالکوٹ کی رپورٹ آپ نے سماعت فرمائی - اب ایک بجکر 15 منٹ تک اس پر عام بحث ہو گی - اس کے بعد کھانا اور نماز کا وقفہ ہوگا -

ضلع کونسل سیالکوٹ کے ادارے کی کارکردگی پر عام بحث

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف ارائیں (میئر - میونسپل کارپوریشن - سیالکوٹ) : جناب والا ! میں چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل سیالکوٹ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوئے نہایت قابل تحسین کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے - میں ان کی توجہ ایک خاص مسئلہ کی طرف مبذول کروانی چاہتا ہوں جس سے یہ بخوبی آگاہ ہیں - جناب والا ! کونسل کی قرار داد پر عمل درآمد کروانا اور اس کی پیروی کرنا چیئرمین کی ذمہ داری ہوتی ہے - ان کے علاقے میں ایک ٹاؤن کمیٹی بھوپال والا ہے - وہاں انہوں نے ایک بچوں کے مڈل اسکول کو ہائی اسکول کرنے کی قرار داد پاس کی تھی جس کو District Review Committee نے بھی پاس کیا - اس کے بعد ٹیکنیکل کمیٹی نے بھی پاس کیا - لیکن چیئرمین صاحب اس بات سے بخوبی آگاہ ہوں گے کہ وہ اسکول کن وجوہات کی بنا پر سیالکوٹ سے اٹھا کر شیخوپورہ ڈسٹرکٹ میں لے جایا گیا ہے - اگر یہ بات ان کے علم میں ہو تو آپ براہ کرم اس کی وضاحت فرمائیں -

چودھری اختر علی : ڈسٹرکٹ سیالکوٹ سے شیخوپورہ میں جو اسکول تبدیل ہوا ہے اس کے متعلق محکمہ بتائے گا کہ یہ کس طرح تبدیل ہوا ہے - مجھے تو یہ پتہ ہے کہ جب ہمیں سالانہ ترقیاتی پروگرام تیار کرنے کے لیے کہا جاتا ہے تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ 10 اسکولز آپ کو مل گئے یا پانچ اسکولز آپ کو مل گئے ہیں - بعد میں جب ہم اعلان (announce) کر دیتے ہیں

تو پردے میں یہ بات نہیں رہتی - ہم نے ضلع کونسل کی میٹنگ میں یہ پاس کرنا ہوتا ہے - پبلک بھی بات سنتی ہے اور وہ بات ظاہر ہو جاتی ہے -

جناب چیئرمین : وہ As 'proposal' کہا کریں -

چودھری اختر علی : یہ بات تو ٹھیک ہے لیکن لوگ proposal کو نہیں سمجھتے - وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ جو ہاؤس نے پاس کر دینا جیسے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ جو آپ پاس کرتے ہیں اس کے اوپر عمل درآمد کروائیں -

جناب چیئرمین : یہ کیسے شیخوپورہ چلا گیا ہے -

چودھری اختر علی : یہ تو محکمہ ہی بتائے گا -

جناب چیئرمین : آج کرنل صاحب بولے نہیں ہیں - یہ بڑے عرصہ سے کوشش کر رہے ہیں کہ وہاں سڑک بنے اور ہم نے اجازت نہیں دی ہے - اسکول وہاں کیسے چلا گیا - اس کا جواب دیں - اسکولز والے کہاں ہیں - صادق صاحب کہاں ہیں - پوائنٹ یہ ہے کہ اگر ایک دفعہ اسکول پاس ہوا اور آپ نے منظور کیا -

How has this gone to Sheikhupura ? If it had gone to somewhere-else, this question would not have been raised here because it has gone to Sheikhupura.

اس کا جواب مجھے ابھی چاہیے -

سیکرٹری تعلیم (جناب ایم - اے صادق) **:** میرا تعلق شیخوپورہ سے نہیں -

جناب چیئرمین : میرا تعلق شیخوپورہ سے ہے - یہ سوال کیا ہی اسی لئے گیا ہے - انہیں میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جس سڑک کا یہ کہہ رہے تھے ،

تارڑ صاحب ہمیشہ کہتے ہیں ۔ میں نے کہا کہ جب تک میں گورنر ہوں ، آپ وہاں شیخوپورہ میں سڑک نہیں بنائیں گے ۔

ایک فاضل ممبر : یہ تو ہماری بد قسمتی ہے ۔

جناب چیئرمین : وہ رہے گی ، جب تک میں ہوں (قہقہے)

انہوں نے یہ سوال ایک بڑے خاص مقصد کے لیے کیا ہے ۔ میں اس کا ابھی آپ کو جواب دے رہا ہوں ۔ مجھے اس کا علم نہیں ۔ سیکرٹری تعلیم ! سوال یہ ہے کہ ان کے یہاں ایک اسکول پاس ہوا ۔ وہ آپ نے شفٹ کر کے وہاں سے شیخوپورہ بھیج دیا ۔

سیکرٹری تعلیم : مجھے یہ کیس یاد نہیں ۔

جناب چیئرمین : آپ جا کر ذرا پتا کریں اور یہ ہاؤس ختم ہونے سے پہلے اس نکتے کا جواب دے دیں ۔

چودھری اختر علی : یہ بھوپال والا ٹاؤن کمیٹی ہے ۔ وہاں گرلز مڈل اسکول کی جگہ ہائی اسکول منظور کر کے بھیجا تھا ۔

جناب رشید صدیقی : (صدر ، پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس) : چھانگا مانگا میں بھی گرلز مڈل اسکول کو ہائی کا درجہ دیا گیا تھا ۔ اس پر گزشتہ 9 مہینے سے عمل ہو رہا تھا ۔ لیکن 9 مہینے کے بعد محکمے نے چٹھی جاری کی جس میں یہ لکھا گیا کہ اپریل میں جو خط لکھا گیا تھا ، اس میں مزید یہ ترمیم کرلی جائے کہ اس کو ''گرلز اسکول'' کے بجائے ''بوائز اسکول'' پڑھا جائے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس اسکول کی آٹھ مہینے سے جو کلاسیں لگی ہوئی تھیں وہ بند ہوگئی ہیں اور نہ وہاں کی طالبات کا داخلہ جا سکا ہے ۔ وہ اسکول جو لڑکیوں کے لیے منظور ہوا تھا ، اس کو لڑکوں میں تبدیل کردیا گیا ہے ۔ اس طرح اس کی جنس تبدیل ہوگئی ہے ۔

جناب چیئرمین : یہ کس طرح ہوا ؟

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات : میرا صرف ایک قیاس ہے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ جس اسکول کو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ منظور ہوگیا ہے ، کیونکہ انہوں نے منظور کردیا ہے ، وہ ان کے حصے کا ہی نہ ہو شاید شیخوپورہ میں کوئی اور اسکول کھلا ہو ۔

جناب چیئرمین : نہیں ، شیخوپورہ کی بات نہیں ہو رہی ۔ یہ چھانگا مانگا کی بات کر رہے ہیں ۔

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات : یہ تو بڑی مشکل بات لگتی ہے کہ لڑکیوں کا اسکول لڑکوں میں تبدیل ہو جائے اور لڑکوں کا لڑکیوں میں ۔

جناب چیئرمین : سیکرٹری ایجوکیشن ! چھانگا مانگا میں یہ اسکول لڑکیوں کے لیے منظور ہوا تھا ، آپ نے اس کو لڑکوں میں تبدیل کردیا !

سیکرٹری تعلیم : سر ، اس کی ہم انفارمیشن مہیا کر رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین : یہ چھانگا مانگا کی بات ہو رہی ہے ۔

سیکرٹری تعلیم : بھوپال والا کی بھی اور اس کی بھی ۔ ابھی انہیں انفارمیشن دے دیں گے ۔

سردار محمد عارف خان (وائس چیئرمین ، ضلع کونسل ، قصور) **:** پہلے وہ اسکول لڑکیوں کے لیے کھولا گیا تھا اور لڑکیوں کو وہاں پڑھتے ہوئے 9 مہینے ہوگئے تھے ۔ ابھی چٹھی گئی ہے کہ اس اسکول کو لڑکوں کے لیے بنا دیا گیا ہے ۔ اس سال جو لڑکیاں وہاں تعلیم حاصل کرتی رہی ہیں ان کا تعلیمی سال ضائع ہوگیا ہے ۔

جناب چیئرمین : وزیر تعلیم صاحب ! یہ کیسے ہوتا ہے ؟ 9 مہینے تک اس اسکول میں لڑکیوں کی پڑھائی ہوتی رہی ہے ۔

وزیر تعلیم : اس کا مجھے علم نہیں -

جناب چیئرمین : آپ کو ضرور معلوم ہونا چاہیے - میں یہ نکتہ پیش کر رہا ہوں کہ آپ سے پوچھے بغیر لڑکوں کا لڑکیوں میں اور لڑکیوں کا لڑکوں میں اسکول کیسے تبدیل ہو جاتا ہے -

جناب رشید صدیقی : جناب والا ! آپ چھانگا مانگا ضلع قصور گئے تھے تو آپ نے وہاں یہ وعدہ کیا تھا کہ لڑکیوں کے علاوہ ہم یہاں لڑکوں کا اسکول بھی دیں گے - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کے وعدے کا پاس کرنے کے لیے لڑکیوں کا اسکول ختم کر کے لڑکوں کا اسکول کر دیا گیا - دوسری صورت میں یہ ہے ، جو مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ چھانگا مانگا میں لڑکوں کے ہائی اسکول تین تین چار چار میل کے فاصلے پر موجود ہیں - جب کہ لڑکیوں کا کوئی اسکول دس میل سے کم فاصلے پر نہیں - لہذا یہاں اگر ترجیحات کا بھی کوئی مسئلہ ہے ، تو وہ گرلز ہائی اسکول کا ہے - میں گزارش کرونگا کہ انھوں نے 23 نومبر کو جو نیا حکم جاری کیا ہے اس کو واپس لیں اور گرلز اسکول بنانے کا جو فیصلہ کیا گیا تھا اور جس پر عمل بھی ہوتا رہا ، اس کو برقرار رکھا جائے - کیونکہ اس سے نقصان یہ ہوا ہے کہ جہاں مڈل اسکول ہوتے ہیں ان کا امتحان براہ راست ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن کے تحت ہوتا ہے - اگر اسکول کو اپ گریڈ کر کے ہائی اسکول کا درجہ دیا جائے تو ہائی اسکول والے مڈل کا امتحان خود ہی لے لیتے ہیں -

جناب چیئرمین : وہ ٹھیک ہے - میں نے منسٹر صاحب سے کہہ دیا ہے کہ مجھے بتا دیں -

جناب رشید صدیقی : اس دفعہ یہ ہوا ہے کہ آٹھویں جماعت کا داخلہ نہیں جا سکا اور ان کا سال ضائع ہوگیا ہے - اس وقت جو لڑکیاں نویں میں داخل ہوئی ہوئی ہیں ، انھیں آپ کہاں لے جائیں گے -

جناب چیئرمین : اس کے بارے میں میں آپ کو بتا دوں گا۔

بیگم سیدہ عابدہ حسین : (چیئرمین ، ضلع کونسل ، جھنگ) اگر اجازت ہو تو میں عرض کروں کہ ۔ جب رواں مالی سال کی اے ڈی پی تیار ہو رہی تھی جو متعلقہ محکمے (Standing Deptt.) کی طرف سے چیئرمین ، ضلع کونسلز کو لسٹیں بھجوائی گئیں کہ آئندہ مالی سال میں اتنے پرائمری اسکول ملیں گے ، اتنے اسکول اپ گریڈیشن کے لیے ملیں گے اور اتنے ہائی اسکول ملیں گے ۔ تو ہم نے وہ لسٹیں مکمل کر کے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو واپس بھجوا دی ہیں ۔ جب سالانہ منصوبہ مکمل ہو رہا تھا تو اس میں اپ گریڈیشن آف اسکولز کے کوٹے کو گھٹا کر پرائمری اسکولوں کا کوٹا بڑھا دیا گیا ۔ اس میں ہمیں on the ground جو تکلیف پیش آتی ہے ، وہ یہ ہے کہ اکثر اضلاع میں جو نمایاں آبادیاں ہیں ، پچاس یا اس سے زائد گھروں کی ، وہاں پہلے ہی پرائمری اسکول موجود ہیں ۔ یہ غالباً فیڈرل گورنمنٹ کی خواندگی کی شرح فیصد میں اضافے کی پالیسی ہے ۔ اس میں ہماری استدعا ہے کہ آپ کے لٹریسی فگرز necessarily link نہیں ہیں wtih the numerical increase in primary schools یعنی اگر آپ numerically increase کرتے چلے جائیں تو ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھ آپ کے فگرز کا impact نہ ہی ہو ۔ آئندہ سال کے لیے اب ہمیں پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ سے جو tentative list آئی ہے مثلاً اس میں ایک سو نئے پرائمری اسکول ہمارے ضلع میں کھولنے کے لیے کہا گیا ہے ۔ اب ایک سو نئے پرائمری اسکولوں کی صحیح لوکیشنز ہم فراہم نہیں کر سکتے ۔ پھر یہ ہوگا کہ جہاں کسی کے ڈیرے پر دو تین جھگیاں ہیں ، وہاں اسکول کھولنے پڑیں گے ۔ پرسوں بھی میں چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے نوٹس میں یہ بات لائی تھی اور آپ کے نوٹس میں بھی لانا چاہ رہی تھی ۔ اس پر آپ ذرا غور کر لیں کہ یہ علاقوں کا مطالبہ ہے اپ گریڈیشن کا اور ہمیں مل رہے ہیں increaeed primary schools ایک نئے پرائمری اسکول* کے لیے صرف

پانچ ہزار روپے کی منظوری ہوتی ہے - ایک استاد یا استانی کی تنخواہ مگر اس سے تو اسکول نہیں بنتا - اگر موجودہ پرائمری اسکولوں کو consolidate کرنے پر آپ رقم خرچ کریں تو شاید آپ کی literacy percentages پر اس کا بہتر impact ہوگا -

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات (جناب خالد جاوید) : جناب صدر، میں نے کل بھی اس نکتے کی وضاحت کرنے کی کوشش کی تھی - شاید اس وقت بیگم صاحبہ تشریف نہیں رکھتی تھیں - میں نے عرض کیا تھا کہ باوجود اس کے کہ پرائمری اسکول اتنے کھولے جا رہے ہیں اور پرائمری تعلیم پر اتنا روپیہ خرچ ہو رہا ہے participation rate پانچ سال میں تھوڑا سا کم ہو گیا ہے - لہذا اس پالیسی کو کہ نئے اسکول کھولے جائیں، reverse نہیں کیا جا سکتا - کیونکہ ہمیں جو ٹارگیٹ دیا گیا تھا، ہم پہلے ہی اس سے بہت پیچھے ہیں - 1985-86ء تک تو ایسی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ ہماری آبادی سب کی سب پرائمری پاس ہو جائے گی - جہاں تک ان کا کنسالیڈیشن کا سوال تھا، تو میں نے گذارش کی تھی کہ اس سال 1981-82ء میں ایک ہزار پرائمری اسکول کنسالیڈیشن کے لیے شامل ہیں - اس کے علاوہ پرائمری اسکولوں کی عمارتیں، جو exist نہیں کرتیں ان کو بنانے کے لیے ساڑھے سات کروڑ روپیہ علیحدہ مختص کیا گیا ہے - لہذا پرائمری اسکول کھولنے کے ساتھ ساتھ ہم کنسالیڈیشن اور بلڈنگز وغیرہ بنانے کا اسپیشل پروگرام بھی جاری کر رہے ہیں - اس کے علاوہ میں نے محکمہ تعلیم سے درخواست کی ہے کہ پرائمری اسکولوں میں فرنیچر یا جس سامان کی ضرورت ہے اس کے لیے ہم علیحدہ اخراجات برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں - لہذا ہم دونوں چیزوں کو ایک ساتھ چلانے کی کوشش کر رہے ہیں -

چوہدری محمد صدیق سالار : بیگم صاحبہ فرما رہی ہیں کہ اگر جھنگ

میں نئے پرائمری اسکولوں کے کھولنے کی گنجائش نہیں - تو وہاں نہ کھولے جائیں - جہاں ضرورت ہے وہاں کھولے جائیں -

بیگم سیدہ عابدہ حسین : میرا یہ مقصد نہیں -

جناب چیئرمین : سالار صاحب ، یہ ابھی آپ کو سمجھا رہی ہیں کہ آپ نے کیا کہا ہے -

بیگم سیدہ عابدہ حسین : میرا خیال ہے ، میں معذرت سے عرض کروں گی کہ نہ چیئرمین پلاننگ میری بات سمجھ سکے ہیں اور نہ چودھری صاحب۔ میرا کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کے جو ٹارگیٹس ہیں - ان کو آپ پورا نہ کریں - میرا مطلب صرف اور صرف یہ ہے کہ آپ increasing literacy کو numerical increase in schools کے ساتھ link up کر رہے ہیں - ہم ضلع کونسل والوں کو جو on the ground صورت حال دیکھنے میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ اپنے اسکولوں میں توسیع بھی کرتے چلے جائیں - تو بھی یہ کوئی اس کی گارنٹی نہیں ہے کہ level of participation میں توسیع ہوگی - اس لئے کہ جب آپ ایک نئے پرائمری اسکول کا اجراء کرتے ہیں - you are sanctioning Rs. 5000/- just the salary of the teachers, nothing else. آپ ٹیچر کی تنخواہ منظور کرنے سے level of participation کو increase نہیں کروا رہے ہیں۔ female side پر پہلا پرابلم تو یہ ہے کہ وہ salary تو لے لیتی ہیں لیکن وہ وہاں جانے کی تکلیف گوارہ نہیں کرتیں - اگر وہ جانے کی تکلیف بھی گوارہ کرتی ہیں - تو وہ ریگولر نہیں ہیں - پھر ان کے پاس equipment بھی نہیں ہیں - آپ نے اگر اسکول بنانا ہے - اور بچوں کو attract کرنا ہے اور ان کو کچھ سیکھانا ہے - تو یہ کافی نہیں ہیں - آپ اسکولز بلڈنگز کے لئے سات کروڑ روپے دے رہے ہیں - تو اس لئے آپ نئے اسکول بھی کھولیں - میرا کہنے کا مقصد ہے اس کو اگر آپ reorientation پر غور کریں -

اور نئے پرائمری اسکول کھولنے کی بجائے جو آپ کے تمام فنڈز ہیں وہ consolidation پر لگا دیں - تو you will be creating education اس طرح سے تو یہ ایک خانہ پری کرنے کر والی بات ہوگی -

جناب چیئرمین : جی مغل صاحب -

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل (وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی) : جناب چیئرمین ! میں نے پچھلے اجلاس میں اسی موضوع پر کچھ عرض کیا تھا - میں نے 150 دیہاتوں کا دورہ کیا - وہاں کسی دیہات میں بھی نئے پرائمری اسکول کے اجراء کی التماس نہیں کی گئی - ہر جگہ اپ گریڈیشن کرنے کے لئے کہا گیا یہ صرف ضلع راولپنڈی کا ذکر ہے - اور میں سمجھتا ہوں گی اسی طرح کی صورت حال تمام صوبے میں ہوگی - میری ناقص عقل میں ایک بات آئی ہے کہ شاید اے - ڈی - پی بناتے وقت پرانی سطور پر ہر سال اس میں اسکول زیادہ کر دیتے ہیں - اس میں ترقی دکھا رہے ہیں - بہتر ہوگا کہ حکومت اس کی تشخیص کرے - جناب گورنر صاحب نے اپنے آخری دورہ میں بڑی فراخ دلی کا ثبوت دیا اور ایک اسکول اپ گریڈ کر دیا گیا - جس کو عوام نے بہت پسند کیا کیونکہ اس علاقے کی صحیح اور بنیادی ڈیمانڈ بھی تھی - اس لئے میری گذارش ہے کہ اس پر سنجیدگی سے غور کیا جائے - جہاں پرائمری اسکول کھولنے کی ضرورت نہیں وہاں روپے ضائع نہ کریں -

چوہدری انور علی چیمہ (وائس چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا) : جناب چیئرمین ! میں نے ڈائریکٹر ایجوکیشن سرگودھا کے ساتھ انسپیکشن دیکھی تھی - انہوں نے فرمایا تھا کہ یہ جو سیکٹر allocation ہے یہ نئے پرائمری اسکول کھولنے کی ہے آپ اس کو consolidation میں ٹرانسفر کر سکتے ہیں ان کی موجودگی میں sector education ایک سائیڈ سے دوسری سائیڈ میں تبدیل کر سکتے ہیں -

جناب چیئرمین : آپ نے اسکولوں کی بات کرنی ہے ؟

چوہدری محمد اکبر کاہلوں : (وائس چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ) : جناب چیئرمین ! میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ آپ سیالکوٹ کی بات کر رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین : فی الحال اسکولوں کی بات ہو رہی ہے ۔

بیگم سیدہ عابدہ حسین : یہی نکتہ سابقہ اجلاس میں مغل صاحب نے اٹھایا تھا اور میں نے بھی اٹھایا تھا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ میرے ضلع کو پرائمری اسکول مل رہے تھے کہ مجھے ایک چٹھی آ گئی کہ آپ نے چونکہ پنجاب کونسل میں کہا ہے اس لئے آپ کے پرائمری اسکول کسی اور ڈسٹرکٹ کو دے دیتے ہیں ۔ میرا مطلب یہ نہیں تھا بلکہ اس سے بالکل مختلف تھا میں جو سوال کر رہی ہوں اس کا یہ basis ہے کہ

New schools linked with increasing number of children of the schools.

ایسا نہ ہو کہ میری دوبارہ بات کرنے سے میرے ضلع کا کوٹہ کسی اور کو دے دیا جائے ۔

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات : جناب چیئرمین ۔ میں آپ کی اجازت سے اس بات کی وضاحت کر دوں کہ جو بہت اہم نکات ہیں وہ بالکل miss ہوتے جا رہے ہیں اور ہم اس بحث میں پڑ گئے ہیں ۔ پہلے جھنگ سے عرض کیا گیا تھا کہ نئے اسکول کھولنے کا تعلق participation سے ہے ۔ اس میں عرض ہے کہ پنجاب کی آبادی ساڑھے چار کروڑ ہے اس میں آپ تین فیصد کے لحاظ سے دیکھیں کہ کتنے بچے ہیں جو ہر سال پیدا ہو رہے ہیں ۔ جن کو پرائمری تعلیم دی جاتی ہے وہ تقریباً 12 لاکھ بن جاتے ہیں ۔ جو آپ کے موجودہ اسکول ہیں ۔ میں نے آپ کا سوال anticipate نہیں کیا تھا ورنہ میں آپ کو صحیح فگرز دیتا اس کا جو gap رہ جائے گا وہ پانچ چھ لاکھ بچوں کا رہ جائے گا ۔ اگر آپ اسکول نہیں دیں گے تو participation rate کیا رہ جائے گا ۔ یہ سوال سامنے رکھنا چاہیے ۔ جو بہت اہم سوال ہے ۔

دوسرا سوال مغل صاحب کا تھا وہ مختلف چیز تھی ۔ ہم بات کر رہے تھے consolidation کی upgradation کی نہیں ۔ consolidation اور چیز ہے اور upgradation اور ہے ۔ اپ گریڈیشن کے لیے ایک فارمولا ہے کہ اتنے پرائمری اسکول ہوں گے تو مڈل اسکول ہوگا اور اتنے مڈل اسکول ہوں گے تو ہائی اسکول ہوگا ۔ اس کے ساتھ جو بیگم صاحبہ نے فرمایا تھا اس کا کو کوئی تعلق نہیں ۔ ان کا کہنا تھا کہ اسکولوں میں فرنیچر نہیں ہے ایکیوپمنٹ (equipment) نہیں ہے اور دیگر سامان مناسب مقدار میں نہیں ہے ۔ میں نے یہ تسلیم کیا تھا ۔ میں نے اس سلسلے میں گذارش کی تھی کہ کوشش کی جائے گی اور آئندہ مزید کوشش کی جائے گی ۔

سیکرٹری تعلیم : جناب گورنر اس میں ایک بات وضاحت طلب ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ consolidation اور نئے اسکول ایک ہی مد میں ہونا چاہئیں ۔ چیئرمین پلاننگ نے فرمایا ہے کہ اپ گریڈیشن سے اس کا کوئی تعلق نہیں لیکن اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ہم اس کو اس طریقے سے دیکھیں consolidation اور اپ گریڈیشن total requirement ضلع کے حساب سے فنڈ الاٹ کریں اور ڈسٹرکٹ خود فیصلہ کرے کہ اس کو پرائمری اسکول چاہئیں یا consolidation یا اپ گریڈیشن ۔

جناب چیئرمین : یہ درست ہے لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ہم خاصی بحث کر چکے ہیں ۔ میں نے آپ کو کچھ فگرز دیے تھے اور کہا تھا ہمیں اس پر سیمینار کرنے چاہئیں ۔ ہم اس چیز کو totality میں دیکھ کر حل نکالیں ۔ آپ اس پر میرے نوٹس دیکھ لیں ۔ جس پر میں نے یہ لکھا ہے کہ پہلا کام جائزہ لینا ہوگا ۔ ہم نے اب تک سیمینار نہیں کیے ۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس facts and figfures نہیں ہیں ۔ جب تک وہ facts and figures نہیں ہوں گے ۔ جب آپ کے ڈی ۔ پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ ای ۔ اوز گھومیں گے تو وہ ایک ایکسپرٹ جائزہ ہمیں نکال کر دیں گے

کہ کہاں پر کیا صورت ہے ۔ اس سے پتہ چلے گا کہ آپ کی فائلوں کی کیا صورت ہے ۔ زمین پر کیا صورت ہے ۔ اس کا آپ نے حل کیا کرنا ہے ۔ نئے اسکول کھولنے ہوں گے یا اپ گریڈیشن کرنا ہوگی ۔ ہماری آبادی کا ریٹ کیا ہے ۔ ہمیں تعلیم بالغاں ضرورت کتنی ہے ۔ اسکو یوں tackle کرنا ہے یا یوں tackle کرنا ہے جب تک facts and figures نہیں آئیں گے ۔ جس طرح میں نے کہا کہ ہر ضلع کو 100 مڈل سڑک دے دیں لیکن میں نے اس کے ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ weightages work out کریں اسکول ہو یا کوئی اور چیز اس کے weightages کیا ہیں ۔ This is the total analysis اور یہاں بیٹھ کر کہہ دینا اس کو 100 دے دیں ان کو 100 دے دیں جب تک ہمارا فلسفہ صاف نہیں ہوگا چل نہیں سکتا ۔ بلکہ 19 تاریخ کے میرے نوٹس دیکھ لیں ۔ ہم نے بیٹھ کر weightages work out کرنے ہیں ۔ this is the point اس پر بحث ختم ۔

رانا نذیر احمد خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ) : جناب چیئرمین ۔ گذارش ہے کہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ پہلے تو بلڈنگز دیتا ہے جب بلڈنگز مکمل ہو جاتی ہیں تو ان کو اپ گریڈ کر دیا جاتا ہے پہلے یہ طریقہ تھا ۔ ہمارے علم میں کئی اسکول لڑکوں اور لڑکیوں کے ہیں جو اس طرح اپ گریڈ ہوئے ہیں ۔ کہ وہاں ایک یا دو کمرے ہیں اور اسکول اپ گریڈ کر دیا گیا ہے ۔

جناب چیئرمین : میں اس کے بارے میں کہہ چکا ہوں ہم نے یہ سٹیج consolidation کی لانی ہے ۔ جو خلا ہے جو خامیاں ہیں ان کو پورا کرنا ہے ۔

سردار افضل احمد خان لنگاہ (چیئرمین ضلع کونسل بہاولپور) : جناب والا ! جب منصوبہ بندی کی جائے تو اس میں پچھلے اسکولوں کو اپ گریڈ کرنے کا منصوبہ رکھا جائے ۔

جناب چیئرمین : کسی اور ہر بات کریں - ہمیں امر کی گہرائی تک جانا ہوگا -

سردار فضل احمد خان لنگاہ : جناب والا ! پچھلے سال 1980-81ء کی اے - ڈی - پی میں رحیم یار خان کو 150 اسکول بہاولنگر کو 100 اور بہاولپور کو 10 اسکول دے گئے جب میں یہ اعداد و شمار آپ کے نوٹس میں لایا تو آپ نے فرمایا تھا کہ صفر کی غلطی ہوئی ہے - بہرحال آپ کی بر وقت مداخلت سے ہمیں 100 سکول مل گئے - اب دوبارہ لسٹ آئی ہے جس میں بہاولنگر کو 100 رحیم یار خان کو 150 اور بہاولپور کو 10 اسکول دئیے گئے ہیں -

جناب چیئرمین : یہ کیا بات ہے - وہ کون بیٹھا ہے کہ ہم صفر لگاتے ہیں تو وہ صفر اڑا دیتا ہے -

Who is this Gentleman who is doing this ?

سردار فضل احمد خان لنگاہ : جناب والا ! ایک احسان آپ نے کیا ہے کہ تحصیل احمد پور شرقیہ میں گرلز انٹر کالج کے قیام کی آپ نے مہربانی کی ہے اس کا اجرا ہوگیا ہے - اہالیان بہاولپور اور خصوصاً احمد پور شرقیہ کے اہالیان آپ کے ممنون ہیں -

جناب خورشید احمد : جناب چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ کے چیئرمین نے اپنی رپورٹ اس ایوان کے سامنے پیش کی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ سیالکوٹ کے بارڈر کے قریب ہونے کے لحاظ سے یہ لوگ قابل مبارکباد ہیں کہ ہمیشہ جب ملک کو کوئی خطرہ درپیش ہوتا ہے تو اس وقت ان کے عوام بڑی ہمت اور جرأت سے اس کا مقابلہ کرتے ہیں اور اپنی افواج کے ساتھ ڈیورنڈ لائن کو قائم رکھتے ہیں - اس لیے یہ قابل تحسین ہیں - ان پر خصوصی توجہ دی جائے جناب والا ! یہ رپورٹ جو انہوں نے اس ایوان کے سامنے پیش کی ہے - اس کا اہم پہلو یہ ہے کہ 41 مساجد میں دینی تعلیم کا اجرا کیا گیا ہے اور ایک لاکھ روپے سے 65 طلباء 16 طلباء کو وظائف دینے کا بندوبست

کیا گیا ہے - اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ملک میں مساجد وہ focal points ہیں جہاں پر لوگ اکٹھے ہوتے ہیں - جہاں لوگ خوشی میں اور غمی میں یکجا ہو جاتے ہیں - تو وہاں پر ہمارے پاس ایک کیڈر (Cadre) بھی ہے - یعنی جو علماء حضرات ہیں وہ قابل عزت ہیں - تقریباً ہر آدمی امام مسجد کی عزت اور آبرو کرتا ہے - کئی جگہ پر اسے تنخواہ محکمہ اوقاف دیتا ہے اور کئی جگہوں پر محلہ دار خود اسے تنخواہ دیتے ہیں - اگر ہمارے ملک میں غربت کی وجہ سے فوری طور پر مساجد میں اسکول نہیں بنائے جا سکتے - تو کم از کم جس طرح سے انھوں نے اپنے ضلع کی مساجد میں دینی تعلیم کا انتظام کیا ہے - اس طرح ہو جائے کیوں کہ جو بچے وہاں پر قرآن پاک پڑھیں گے وہ ساتھ ساتھ اردو بھی پڑھیں گے - میں تمام مساجد کے علماء حضرات حکومت ، اور محکمہ اوقاف کی خدمت میں عرض کرونگا کہ وہاں پر کم از کم ایسے مدارس کا انتظام کر دیا جائے کہ اگر لوگ دینی تعلیم کے ساتھ پڑھنا لکھنا بھی سیکھ لیں تو یہ یہ ایک اچھی بات ہے - کیونکہ کہ شیخ سعدی نے بھی فرمایا ہے کہ ''بے علم نتواں خدارا شناخت'' -

جناب والا ! سیمینار کی جو بات آپ نے کی ہے - وہ بھی منعقد کیا جائے اور اس میں ان تمام باتوں کا جائزہ لیا جائے - ہماری بچوں کی بیشتر آبادی سے چائلڈ لیبر کی صورت میں یعنی بچوں سے جبری محنت کرائی جاتی ہے اور والدین اقتصادی حالات کی وجہ سے مجبور ہوتے ہیں - کہ وہ اپنے بچوں کو کام پر بھیجیں - تو ایسے حالات کیوں پیدا ہوتے ہیں کہ بچے پڑھ نہیں سکتے - یا ان کے والدین ان کو پڑھنے کے لیے نہیں بھیج سکتے یہ ساری باتیں سیمینار میں دیکھی جائیں ، یہ ساری باتیں زیر بحث لائی جائیں اور اس کے تدارک کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں - تاکہ بچے جو کہ ہمارے پاکستان کا مستقبل ہیں ان پر ہم انویسٹمنٹ کر سکیں اور وہ باشعور ہوں - مثال ہے کہ اگر آپ نے فصل بوئی ہے تو ایک سال کے لیے فائدہ ہے ، اگر آپ نے درخت لگانا

ہے تو دس سال کے لیے فائدہ ہے اور اگر آپ نے ایک انسان کو صحیح انسان بنا دیا اور اس کی بچپن سے صحیح معنوں میں نشو و نما کریں تو کم از کم 60، 70 سال یا سو سال تک وہ نسل ملک کا مستقبل سنبھال سکتی ہے ۔ اس لیے نسل انسانی کی نشو و نما کو بھی سیمینار میں پیش نظر رکھا جائے ۔ شکریہ

جناب چیئرمین : .Thank you یہ ایک تو جگہ ہو گئی ، ایک ہو گیا اسکول ۔ ایک ہو گیا محل ، تو اگر آپ نے محل بنا لیا ۔ بلڈنگ بنا لی ۔ لیکن اس میں ارادہ نہیں ہے پڑھنے کا ۔ تو آپ پڑھتے نہیں ہیں ۔ اس میں اگر ارادہ ہے پڑھنے کا تو پھر درخت کے نیچے بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں ۔ آپ گراؤنڈ میں بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں ۔ آپ مسجد میں بیٹھ کر پڑھ لیں ۔ ارادہ بھی کرنا ہے ۔ اس چیز کی تھوڑی سی awakening بھی لازمی ہے ۔ جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ بھی کرنا ہے ۔ میں کئی دفعہ اس کی مثال دے چکا ہوں ۔ کئی قسم کی جگہوں پر ۔ کہ اگر پڑھنے کا ارادہ ہے تو کہاں کہاں آدمی بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے ۔ دوسرا یہ کہ تمام کام سرکار پر چھوڑ دینا یا حکومت پر نہیں چھوڑنا چاہئے ۔ ایک بلڈنگ ہے یا دو بلڈنگیں ۔ اگر آپ وہاں پر ہائی اسکول بنوا رہے ہیں ۔ یا کالج بنوا رہے ہیں ۔ بلڈنگ تو آپ ان کے لیے بنوا سکتے ہیں ۔ بچوں کے لیے آپ بنوا رہے ہیں ۔ ان کے والدین ہیں ۔ ان کی زمینیں ہیں ۔ کیا کوئی ایک ایک روپیہ مہینہ بھی نہیں دے سکتا اور کوئی رفاہ عامہ یا فلاح معاشرہ کے جذبے کے تحت یہ ادارے ہم نہیں بنوا سکتے ہیں ۔ یعنی ہر کام سرکار پر چھوڑ دیں ۔ سرکار بھی کام کرے گی ۔ لیکن بات یہ ہے کہ جیسے آپ نے فرمایا ہے پڑھانا بہت لازمی ہے ۔ ہم بہت پیچھے رہ گئے ہیں ۔ وہ قوم جس کے کل 20 فیصد آدمی پڑھے لکھے ہوں ۔ وہ بھی تھوڑے بہت ، وہ قوم motivated قوم کیسے ہو سکتی ہے ۔ اس قوم کو جگانا ہے ۔ ہمیں تو بیٹھ کر ارادہ کرنا ہے کہ ہم پڑھیں گے ۔ درخت کے نیچے بیٹھ کر پڑھیں گے ۔ لیمپ پر پڑھیں گے ۔ اسکول ہو نہ ہو ہم پڑھیں گے ۔ اس طرح سے میں نے خواتین کے اجلاس میں بھی عرض کی تھی کہ جناب

آپ بھی اس میں ہماری مدد کیجئے گا۔ قوم کی مدد آپ کیجئے گا۔ ہر شخص اگر ایک بچے کو پڑھائے تو یہ 20 فیصد ایک سال کے اندر 40 فیصد ہو سکتا ہے۔ پھر ہم نے literacy کو excellence پر لانا ہے۔ کہ کتنے لوگ یہاں پر ایسے ہیں جو کہ .P.H.D کر رہے ہیں۔ آپ دیکھیں اور ملکوں کے اندر کیا ہوتا ہے۔ لوگ ڈاکٹریٹ کرتے ہیں۔ ہر مضمون کو بڑے آرام سے اور سکون سے پڑھا جاتا ہے۔ یہاں ہم پڑھنے کی طرف جاتے نہیں ہیں۔ ٹھیک ہے میں آپ کو یہ بتا کر دے دیتا ہوں۔ اگر پڑھنے کا ارادہ نہیں ہے تو آپ یہاں پر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے ہیں۔ تو یہ بچوں کا جو کچھ آپ نے کہا ہے۔ وہ بھی ہم دیکھیں گے۔ اس لیے تو میں نے کہا تھا کہ آپ ذرا سا رک جائیے۔ آپ facts اکٹھے کیجئے۔ پھر ہم بیٹھ کر ایک نہیں بیسیوں سیمینار کر لیں گے۔ آپ اس کے لیے تیاری تو کریں۔ اچھا جی اب آپ آئیے۔

چودھری محمد اکبر کاہلوں (وائس چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ) : جناب والا ! میں معزز رکن کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمارے ضلع کی کارکردگی کو نہایت احسن طریقہ سے سراہا ہے۔ لیکن میں جو بات کرنے والا ہوں۔ وہ شاید کچھ مختلف ہو کیوں کہ

آئے ہیں ایک ہی بزم سے لیکن لائے ہیں خبر الگ الگ

انہوں نے اپنی بات کی ہے۔ میں بھی کچھ عرض کروں گا۔ بات شروع کرنے سے پہلے میں یہ وضاحت کر دوں کہ مجھے جناب چیئرمین سے کوئی ذاتی اختلاف قطعی نہیں ہے۔ نہ ہی مجھے ان سے کوئی ذاتی عناد ہے۔ لیکن پھر بھی یہ ہو سکتا ہے کہ میری بات انہیں تلخ لگے۔ کیوں کہ ''الحق مر'' حق ہمیشہ کڑوا ہوتا ہے۔۔۔۔

جناب چیئرمین لیکن آپ نے صبح کی تلاوت سنی تھی۔ میرے خیال میں آپ حاضر نہ تھے۔

چودھری محمد اکبر کاہلوں : ۔ ۔ ۔ جناب میں کچھ لیٹ آیا تھا ۔

جناب چیئرمین : انہوں نے کہا تھا ۔ کہ کڑوی بات کو سہل طریقہ سے کہئے گا ۔ اس پر sugar coat کر دیں ۔

چودھری محمد اکبر کاہلوں : لیکن جناب والا ! مریض کو تندرست کرنے کے لیے کبھی کبھی کڑوی دوائی بھی لازمی ہوتی ہے ۔ میں پیشتر اس کے کہ ان حقائق سے پردہ اٹھاؤں ۔ جن کی رو سے ضلع کونسل سیالکوٹ میں لاکھوں روپے کا نقصان پہنچایا گیا ہے اور پیشتر اس کے کہ میں آپ کو بتاؤں کہ سرکاری مال کو کس طرح سے ادھر سے ادھر کیا جاتا ہے ۔ ضلع کونسل سیالکوٹ میں یہ تجربہ بڑی کامیابی سے چل رہا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : آپ مجھے ایڈریس کریں ۔ آپ کو یاد ہے ۔ پچھلی مرتبہ یہ آدھ گھنٹے تک بولتے رہے اور کہا کہ میں ایسی چیز دکھاؤں گا اور پھر وہ چیز دکھائے بغیر چلے گئے ۔

چودھری محمد اکبر کاہلوں : جناب والا ! انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم نے سب کمیٹیاں بنائی ہیں اور وہ کام چلا رہی ہیں ۔ اس بارے میں یہ عرض کروں گا کہ اب تک جتنی بھی کمیٹیاں بنی ہیں ان میں اپوزیشن کا کوئی ممبر نہیں ہے ۔ اگر انہوں نے اس میں کوئی ممبر رکھا ہوا ہے تو اسے کسی میٹنگ میں بلایا نہیں جاتا ۔ اس لیے یہ کمیٹیاں تو برائے نام ہی ہیں ۔

دوسری بات انہوں نے یہ کہی ہے کہ اتنے لاکھ روپے ہم نے سڑکوں کے لیے رکھ دئے ہیں اور اتنے لاکھ پلوں کے لئے رکھ دئے ہیں ۔ میں یہاں خاص طور پر ایک پل کی بات کرتا ہوں جس پر انہوں نے تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ کیا ہے اور وہ پل بننے کے ایک مہینہ بعد ہی گر گئی ۔ وجہ اس کی اس طرح پتہ چلا کہ وہاں پر ڈسٹرکٹ کونسل کا ملکیتی آہنی سریا تھا جو ہزاروں کلو گرام میں تھا اور جب ہم نے اسے چیک کروایا کہ

وہ کہاں گیا تو ڈسٹرکٹ انجینئر نے ہمیں رپورٹ دی کہ سریا گم ہوگیا ہے - ہم نے اینٹی کرپشن میں رپورٹ درج کروائی تو انہوں نے کہا کہ سریا تو موقع پر موجود ہے - ہم نے کہا چلو اور ہمیں بھی دکھا دو - ہمیں تو نظر نہیں آتا اور ویسے بھی ہم عینک پہنتے ہیں لیکن سریا موٹی چیز ہے ہم دیکھ سکتے ہیں (قہقہہ) وہ ہمارے ساتھ گئے اور جا کر دیکھا کہ کتنا سریا تھا جو خورد برد ہوگیا ہے - ہم نے کہا چلیں ذرا اپنے دست مبارک سے لکھ دیں - انہوں نے ہمیں چٹ دے دی اور میں نے اسے رکھ لیا - پھر ہم نے درخواست دی - ویسے درخواستیں تو ہم نے بہت دی ہیں لیکن ان پر ہوتا کچھ نہیں ہے - پتہ نہیں کیوں نہیں ہوتا - حالانکہ ہم سب باتیں وہاں پر ثابت کرکے دکھاتے ہیں - بہر حال وہاں پر انکوائری ٹیم گئی ایک انجینئر صاحب بھی گئے - کاغذوں میں ہیرا پھیری کرنے کے تو یہ ماہر ہیں - انہوں نے کہا کہ پچھلی تاریخوں میں سریا دے دیا گیا تھا، شاہ پور بھنگوا پل پر استعمال ہوگیا تھا - ہم اس پل پر بھی چیک کرنے گئے کہ دیکھیں وہ سریا کہاں ہے - پل تو گرا ہوا تھا - لیکن یہ کہنے لگے کہ پل کے نیچے استعمال ہوا تھا - ہم نے وہ پل اکھاڑا اور تین تین فٹ گہرا کھودا لیکن وہاں سے کوئی سریا نہ نکلا - چنانچہ مخالف فریق کے جو ممبران تھے انہوں نے پستولیں نکال لیں کہ تم کون ہو چیک کرنے والے - انکوائری آفیسر صاحب بھی وہاں موجود تھے اور ان کی موجودگی میں انہوں نے پستولیں نکال لیں - ہم نے کہا ہم پستولیں تو نہیں نکالتے لیکن حکومت اور عوام کے فنڈز کا اس طرح سے جو ضیاع ہو رہا ہے ہم تو وہ دیکھنے آئے ہیں - اگر آپ نہیں دکھانا چاہتے تو ہم واپس چلے جاتے ہیں - چنانچہ ہم واپس چلے گئے - یہ تو ان کی پلیوں کا حال ہے -

جناب چیئرمین : ویسے وہ کیا تھا - میرے خیال میں آپ نے ڈاٹ کا بنایا ہوگا ؟

چودھری اختر علی : چودھری جلیل صاحب گئے تھے انکوائری کے لیے میں آپ کو سارا بتا دوں گا ـ ـ ـ ـ ـ

چودھری محمد اکبر کاہلوں : جناب والا ! میں بڑی کام کی بات کر رہا ہوں ـ

جناب چیئرمین : میں یہ پوچھ رہا تھا کہ یہ ڈاٹ کا پل تو نہیں تھا ؟

چودھری محمد اکبر کاہلوں : جناب والا ! ہم نے تو پل دیکھا ہی نہیں ـ ہم نے تو صرف کاغذوں میں دیکھا ہے کہ ڈیڑھ دو لاکھ کا پل بن چکا ہے ـ ہم نے تو گرا ہوا دیکھا ہے ـ

چودھری اختر علی : اگر دیکھا نہیں تو پھر تین تین فٹ کہاں سے کھودا ـ

جناب چیئرمین : آپ مجھے ایڈریس کریں ـ

چودھری محمد اکبر کاہلوں : اس کے علاوہ جناب والا ! انہوں نے صحت عامہ کے متعلق کہا ہے کہ بڑی کارروائی کی ہے ـ گورنمنٹ کی واضح ہدایات ہیں کہ کم از کم ہر یونین کونسل میں ایک بنیادی ہیلتھ یونٹ ہونا چاہئے ـ لیکن وہاں پر 32 یونین کونسلیں ایسی ہیں جہاں پر ایک بھی ہیلتھ یونٹ نہیں ہے اور جہاں حزب اقتدار کے ممبران ہیں ان کے ایک ایک حلقہ میں دو دو تین تین ہیلتھ یونٹ بن رہے ہیں یہ تو ان کی کارکردگی ہے ـ

چودھری اختر علی : جناب والا ! یہ غلط بات کر رہے ہیں ـ

جناب چیئرمین : پوائنٹ لکھتے جائیں ـ بعد میں جواب دے دینا ـ آپ صرف ان کی بات سن لیں ـ

چودھری محمد اکبر کاہلوں : اس کے بعد جناب والا ! وظائف کی بھی بات کی گئی کہ انہوں نے لوگوں کو وظیفے دئے ہیں ـ ہم نے ڈسٹرکٹ

کونسل کی میٹنگ میں کئی دفعہ یہ ریزولوشن پیش کیا ہے کہ ہمیں بتائیں کہ اس کے لیے آپ نے کیا ترجیحات مقرر کی ہیں ۔ یہ لکھتے ہیں کہ جو مستحق طلباء ہیں ان کو ہم نے وظائف دئے ہیں ۔ لوگ ہمارے پاس آئے ہیں کہ ہماری ہائی فرسٹ ڈویژن ہے ہماری درخواست پر کچھ نہیں ہوا ۔ جناب والا ! انہوں نے تھرڈ ڈویژن والے کو وظیفہ دے دیا ہے ۔

اس کے بعد جناب والا ! خواتین کی فلاح و بہبود کے متعلق بھی کہا گیا ہے کہ یہ بڑے احسن طریقہ سے چل رہا ہے ۔ یہاں میرے خیال میں یہ بات نہ ہی کروں تو اچھا ہے ، کیوں کہ اس میں بھی پھر کچھ نہ کچھ پردے والی بات آ جائے گی ۔ اچھا جناب میں کہہ ہی دیتا ہوں (قہقہہ) یہاں بھی ایک خاتون کونسلر کو 10 ہزار روپے کا چیک دے دیا گیا ۔ ہم نے میٹنگ کی اور ریزولوشن پاس کیا کہ یہ تو بہت بری بات ہے ۔ کونسلرز تو دو تین ہیں اور وظیفہ سب کو ملنا چاہیے ۔ ہم نے اس خاتون کونسلر کو کہا کہ چیک واپس کرو ۔ انہوں نے کہا کہ واپس ہو جائے گا اب یہ پتہ نہیں ہے کہ واپس ہوا ہے یا نہیں ؟

اسکولوں کے بارے میں بھی کہا گیا ہے کہ 127 نئے مردانہ اور 98 نئے زنانہ پرائمری اسکول کھل گئے ہیں اس کے بارے میں بھی یہ گزارش ہے کہ حزب اختلاف کے کسی ممبر کے حلقہ میں کوئی اسکول یہ بتا دیں کہ کھلا ہو ۔ پھر میں کہوں گا کہ واقعی یہ بڑا کام کر رہے ہیں ۔ اس کے بعد انہوں نے کہا ہے کہ بجوات کے علاقہ میں اسپیشل گرانٹ نوے دی ہے ۔ واقعی وہاں جتنی امداد دی جائے کم ہے اس کے علاوہ یہاں پھوکلیاں روڈ کا ذکر کیا گیا ہے ۔ اس کا میں بعد میں ذکر کروں تو بہتر ہوگا ۔ کیونکہ بات پھر وہیں ہو جائے گی ۔ (قہقہہ) ۔

جناب چیئرمین : بات پھوکلیاں کی ہے ؟

چودھری محمد اکبر کاہلوں : پھوکلیاں کی ہے ۔ بجوات کے علاقہ میں ۔

اس کو یہ بہت ترقی دینا چاہتے ہیں - چلو میں یہ بھی بتا دیتا ہوں - بعد میں پھر پوری بات کر لیں گے - وہاں کے ایک ممبر ہیں نام لینا تو مناسب نہیں ہے - مگر ان کو تو معلوم ہی ہوگا - انہوں نے 82 ہزار روپیہ ان کو دیا کہ فلاں سڑک کی مرمت کروا لیں - کاغذوں میں انہوں نے درج کر دیا کہ یہ کام ہوگیا ہے - اینٹیں بھی آ گئیں - پتھر بھی آ گئے ، بجری بھی آ گئی ہمیں تو یہ فائلیں دیکھنے کی اجازت نہیں ہے - ویسے کمشنر صاحب نے کئی دفعہ لکھا ہے کہ یہ جو ہر دفعہ ریزولوشن پاس کرکے بھیجتے ہیں آپ انہیں فائلیں دکھائیں - ہم التجا کرتے رہے مگر انہوں نے ہمیں فائل نہ دکھائی - بہر حال کسی نہ کسی طریقہ سے یہ فائل ہمارے ہاتھ آ گئی اور ہم نے دیکھ لیا ہے - بات وہی کہ جہاں چور چوری کرتا ہے نشان چھوڑ جاتا ہے - ہم نے جب دیکھا کہ 82 ہزار روپیہ ہے اور اس میں سے 30 ہزار روپے کی بجری ہے ، 30 ہزار روپے کا تارکول ہے 22 ہزار روپے کا پتھر آ گیا - ہم نے سوچا میٹیریل تو آ گیا مگر اس کی مزدوری انہوں نے نہیں دی - پھر ہم نے سوچا چلو سڑک ہی بنی ہوئی دیکھ لیں - ہم نے لوگوں سے پوچھا اور دیکھا تو 6 ڈرم تارکول کے پڑے ہوئے تھے - چنانچہ پھر ہم نے درخواستیں دیں کہ ہماری سڑک بنی ہوئی دیکھیں انکوائری آفیسر صاحب موقع پر گئے اور انہوں نے جا کر دیکھا کہ صرف ڈرم پڑے ہوئے ہیں - ممبر دار کو بلایا گیا اور اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگا میں تو یہی کچھ کر سکتا تھا اور وہ میں نے کر دیا ہے - میں نے کہا شکریہ کچھ نہ کچھ تو آپ نے کر ہی دیا ہے - 6 ڈرم تو آپ نے لا کر رکھ ہی دئے اور کاغذوں میں تو ساری رقم خرچ ہوگئی -

جناب چیئرمین ! اب میرے خیال میں ، میں اصل بات کی طرف آتا ہوں - (قہقہہ) - یعنی اصل پوائنٹ کی طرف - جناب والا ! مجھے ایک بات یاد آ گئی ہے - پچھلے 6 مہینے سے ڈسٹرکٹ کونسل میں ہماری اکثریت رہی ہے - ہم نے جتنے بھی ریزولوشن پاس کئے کسی ایک پر بھی عملدرآمد

نہیں کیا گیا - ہر ریزولوشن پر ویٹو پاور استعمال کی گئی - یہ ویٹو پاور پتہ نہیں ان کے پاس کہاں سے آ گئی ہے - اب بھی دس پندرہ بیس ممبر سامنے بیٹھے ہوئے ہیں - میں ان کی موجودگی میں یہ بات کر رہا ہوں - میں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں یہ باتیں گورنر صاحب تک ضرور پہنچاؤں گا - یہ لوگ بڑے نالاں تھے کہ ہم کیا کریں - ہم ریزولوشن بھی پاس کرتے ہیں مگر پھر بھی کچھ نہیں ہوتا - پچھلی میٹنگ ہماری 6 اکتوبر کو ہوئی تھی -

جناب چیئرمین : یہ اگلے الیکشن کب ہیں ؟

چودھری محمد اکبر کاہلوں ، وہ تو ابھی وقت لگے گا -

چودھری اختر علی : جب ان کی میعاد ختم ہوگی - ،

جناب چیئرمین : یہ تو اپنے لوگ ابھی سے یہاں لے آئے ہیں -

(قہقہہ)

چودھری محمد اکبر کاہلوں : جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اپوزیشن ممبران کا پچھلی میٹنگ میں جو تاثر تھا وہ میں ذرا آپ کو بتانا چاہتا ہوں - اس کے ایجنڈے میں جو کچھ لکھا ہوا تھا اب میرے ہاتھ میں آ گیا ہے - یہ ملک امان اللہ صاحب ہماری ضلع کونسل کے ممبر ہیں اور انہوں نے تحریر کیا ہے کہ ”جب سے ضلع کونسل معرض وجود میں آئی ہے آپ نے بحیثیت چیئرمین ، ضلع کونسل - اپوزیشن ممبران کے حقوق کو ہمہ قسم ترقیاتی منصوبہ جات سے اس لیے مسلسل محروم کر رکھا ہے کہ ہم آپ کی اور آپ کے کچھ منظور نظر ممبران کی بد عنوانیوں اور بے ضابطگیوں کی نشاندھی کرتے چلے آ رہے ہیں افسوس کا مقام ہے کہ حکومت اس ضلع کے ترقیاتی کاموں - - “

(آذان ہو رہی تھی اس لیے اجلاس کی کارروائی کچھ لمحوں کے لیے suspend کی گئی) -

جناب چیئرمین : جناب ہم بریک سوا ایک بجے کریں گے - اب آپ کے پاس دو منٹ ہیں - ان دو منٹوں میں سب کچھ ختم کر دیں -

چودھری محمد اکبر کاہلوں : ٹھیک ہے جناب والا ! پھر میں یہ نہیں پڑھتا - میں اس کے آخر کا ایک فقرہ پڑھتا ہوں - انہوں نے آخر میں یہ لکھا ہے کہ "ہمیں مجبور کیا جا رہا ہے کہ بصورت دیگر ہم اپنے استعفیٰ جات گورنر صاحب کو پیش کردیں کیونکہ ہم ضلع کونسل کے اجلاس میں اپنے حلقہ سے اس لیے شامل نہیں ہوتے ہم امید کرتے تھے کہ ہمارے حلقہ میں برابری کی سطح پر ترقیاتی کام ہوں گے وغیرہ وغیرہ - جب یہ کام ہی نہیں ہوتے تو ہم جناب گورنر کو استعفیٰ ہی کیوں نہ دے دیں نہ تو ہماری انکوائری کا ہی کچھ بنتا ہے -"

جناب چیئرمین : اب آپ میرے خیال میں غلط باتیں کر رہے ہیں بلکہ یہ اخباروں میں بڑے عرصہ سے نکل چکا ہے اور ہدایات بھی جا چکی ہیں اور میں نے اپنی تقریر میں بھی کہا ہے کہ ہم نے انکوائری کا ایک سسٹم mechnism بنایا ہے -

دوسرے جو کام ہوتے ہیں میں خود بیٹھ کر ہر تین مہینے کے بعد ان کا جائزہ لیتا ہوں کہ کتنے کام ہوئے ہیں اور کتنے نہیں ہوئے - اگر آپ کو کوئی شک ہے جیسا کہ آپ نے ایک بات کہی ہے -

چودھری محمد اکبر کاہلوں : نہیں - جناب والا ! مجھے شک نہیں ہے - ہمیں یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ انکوائری ٹھپ ہوگئی ہے -

جناب چیئرمین : ایسی کوئی بات نہیں ہوگی - اگر اس کے اندر کوئی چیز ہے تو وہ خود بخود سامنے آئے گی - آپ نے ہمارا دھیان اس طرف کروا

دیا ہے اب اس کے اوپر بات ختم ہوگئی ہے ۔ آپ نے اپنا کام ختم کردیا اب وہ دیکھیں گے کہ آپ سچے ہیں یا وہ لوگ سچے ہیں ۔

چودھری محمد اکبر کاہلوں : جناب والا ! اگر سچے اور جھوٹے کی بات ہے تو ہم نے جو موقع پر الزامات لگائے ہیں اگر وہ ثابت نہ ہوں ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : دیکھیے ۔ آپ تو یہاں کہہ رہے ہیں ۔ یہ نہ تو میں نے دیکھا ہے اور نہ کسی اور نے دیکھا ہے ۔

چودھری محمد اکبر کاہلوں : جناب والا ! آپ اس کی فائل کو دیکھ لیں ۔

جناب چیئرمین : آپ فائل تو چھوڑیں ہم خود وہاں جا کر دیکھیں گے کہ وہاں کیا ہوا ہے ۔

چودھری محمد اکبر کاہلوں : مہربانی جناب ۔

جناب چیئرمین : شاید ہمیں وہاں وہ شکایت مل جائے ۔

چودھری محمد اکبر کاہلوں : اس لیے تو ہم ممبران کو تسلی دیتے تھے۔ اس تاثر کی تو میں بات کر رہا تھا کہ یہ خارج ہوگئی ہے ۔

جناب چیئرمین : لیکن آپ نے ابھی تک اصل بات تو نہیں بتائی اور وقت ختم ہوگیا ۔

جناب خاقان بابر : جناب گر تو ابھی باقی رہ گیا ہے وہ گر تو آپ سیکھ لیں ۔

جناب چیئرمین : میں وہی تو عرض کر رہا ہوں کہ انہوں نے وقت ضائع کردیا ہے ۔ مگر گر بتایا ہی نہیں ۔

چودھری محمد اکبر کاہلوں : ٹھیک ہے جناب والا ! میں گر بتا دیتا ہوں اگر آپ مجھے وقت دے دیں ۔

جناب چیئرمین : اب تو وقت ختم ہوگیا ہے ۔ اب یہ بعد میں بتانا ۔ اب چاہیں جی ۔

اناؤنسر : دوپہر کے کھانے اور نماز کا وقفہ اڑھائی بجے تک ہے ۔ اڑھائی بجے بعد دوپہر اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع ہوگی ۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی ملتوی کردی گئی)

(نماز ظہر اور کھانے کے وقفے کے بعد 2.30 بجے بعد دوپہر جناب گورنر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

اناؤنسر : صوبائی کونسل کی کارروائی کے تیسرے دن کی تیسری نشست کا آغاز ہوتا ہے ۔

جناب چیئرمین : آپ کتنی دیر لیں گے ؟

چودھری محمد اکبر کاہلوں : زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ ۔

سیدہ ساجدہ نیئر عابدی (خاتون کونسلر ضلع کونسل ۔ سیالکوٹ) : میں بھی بولنا چاہوں گی ، کیونکہ ضلع سیالکوٹ سے میرا بھی تعلق ہے ۔

جناب چیئرمین : 2.50 تک سیالکوٹ پر بحث ہوگی ۔ وقت کا ذرا خیال رکھیے گا ۔ پھر چالیس رکنی کمیٹی کی رپورٹ کے بعد گھنٹہ ، دو گھنٹے ، چار گھنٹے ، پانچ گھنٹے جنرل ڈیبیٹ ۔ جیسے آپ چاہیں ۔

بیگم سیدہ عابدہ حسین : میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ فیصل آباد کارپوریشن اور سیالکوٹ ضلع کونسل کو اپنی پریذنٹیشن کرنے کا جو موقع دیا گیا ہے ، آیا یہ by an order of alphabet چلے گا تاکہ باقی کونسلوں کو بھی معلوم ہو کہ ان کی باری آنے کا کب امکان ہے ۔ سب کو موقع ملے گا یا چند ایک کو ؟

جناب چیئرمین : میرے خیال میں دو چار اور تقاریر کروائیں گے ، اور ضرور کروائیں گے ۔ کیونکہ آپ دیکھیے ، اس سے کافی چیزیں نکل رہی ہیں ۔ اس سے دونوں sides of the coin کا پتا چلتا ہے اور سبق حاصل ہوتا ہے ۔ اگر آپ چاہتی ہیں تو ایک دو اور تقاریر کروائیں گے ۔ اگلی دفعہ آپ پریذنٹیشن کرنا چاہیں گی ؟

No alphabetic order—volunteer

بیگم سیدہ عابدہ حسین : والنٹیر ۔

شیخ محمد اقبال (چیئرمین میونسپل کمیٹی جھنگ) **:** میونسپل کمیٹی جھنگ بھی ساتھ ہو جائے گی ۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے ۔ میرا خیال ہے ، آپ دونوں اکٹھے کر لیں ۔

شیخ محمد اقبال : نہیں جی ۔ یہ علیحدہ کریں گی اور میں علیحدہ ۔

جناب محمد واثق خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل اٹک) **:** ڈسٹرکٹ کونسل اٹک کو بھی موقع دیا جائے ۔

جناب چیئرمین : نہیں ، ایک ضلع ، ایک میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن لے لیں ۔ ڈسٹرکٹ کونسل تو کر لیا ہے ناں ۔ سیالکوٹ والے کہاں گئے ؟ میرا خیال ہے کہ یہ بڑا نا مناسب (unfair) ہو گا کہ ان کی عدم موجودگی میں بات کی جائے ۔ نواب صاحب ! آپ کے جنرل پوائنٹ ہیں یا خاص ان کے بارے میں ہیں ۔

نوابزادہ مظفر علی خان : ان کے سلسلے میں ہے ۔ لیکن ان کی حاضری کی تو خاص ضرورت نہیں ۔

جناب چیئرمین : پھر آپ آ جائیں ۔

نواب زادہ مظفر علی خان (چیئرمین ، ضلع کونسل ، گجرات) : جناب والا ! جناب چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ نے اپنے ضلع کی رپورٹ پیش کی ہے ۔ اس میں انھوں نے فرمایا ہے کہ ضلع کونسل کے قیام سے پہلے کا بجٹ تقریباً ساڑھے 74 لاکھ روپے سالانہ کا تھا اور ضلع کونسل کے قیام کے بعد بجٹ ڈیڑھ کروڑ روپے سالانہ سے زائد ہے ۔ میں اس پر انھیں ضلع کونسل سیالکوٹ کو مبارک پیش کرتا ہوں ۔ یہ میں اپنے اور باقی تمام ضلع کونسلوں کے لیے قابل تقلید سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اپنا بجٹ تھوڑے سے عرصے میں دگنا کر دیا ہے ۔ میں مختصراً عرض کروں گا کہ وہاں کے فاضل رکن نے کچھ شکایات کی ہیں ، یا الزامات کہہ لیں ۔ اس قسم کی کچھ باتیں ہوئی ہیں ۔ مجھے اس سلسلے میں ایک تو یہ عرض کرنا ہے ، بلکہ افسوس کے ساتھ کہنا ہے کہ دو سال گزرنے کے بعد بھی ہم ضلع کونسلوں کے طریق کار سے پوری طرح آگاہ نہیں ہوئے ۔ یہاں جو اعتراضات کیے گئے ہیں وہ چیئرمین کے متعلق کیے گئے ہیں کہ اس نے یہ کر دیا اور وہ کر دیا ۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں چیئرمین کو قطعاً کوئی اختیار نہیں ۔ ضلع کونسل کے فیصلے کثرت رائے سے ہوتے ہیں ۔ طریق کار چونکہ جمہوری رکھا گیا ہے ، اس لیے جو فیصلے کثرت رائے سے ہوں گے ، ان پر عمل ہوگا ۔ اس وجہ سے اگر کسی کو ذاتی طور پر اس کے مطابق کوئی نقصان بھی پہنچتا ہے تو طریق کار کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے برداشت کرنا پڑے گا ۔

سب کمیٹیوں کے متعلق بتایا گیا تھا کہ سب کمیٹیوں میں حزب اختلاف کو نہیں رکھا گیا ۔ جناب والا ! پہلے تو میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ضلع کونسلوں میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کا تصور ہی نہیں ہے ۔ یہ خالصتاً فلاحی ادارے ہیں جہاں بیٹھ کر کثرت رائے سے سارے کام انجام پاتے ہیں ۔ جہاں تک سب کمیٹیوں میں شمولیت کا تعلق ہے قواعد و ضوابط کے مطابق ہر ممبر کو کسی نہ کسی سب کمیٹی

میں شامل کیا جانا ضروری ہے - لیکن سب کمیٹیوں کی سفارشات پر عمل درآمد نہیں ہوتا اس سلسلے میں سب کمیٹی جو فیصلہ کرے گی اس کی رپورٹ ایوان کو پیش کرے گی ایوان کو اختیار ہے کہ وہ بعینہ منظور کر لے یا اسے مکمل طور پر مسترد کر دے - باقی کتنی یونین کونسلیں ہیں جہاں ہیلتھ یونٹس قائم نہیں ہوئے - میرا خیال ہے کہ یہ ضلع کونسل کا کام ہے اس کے لیے محکمے کا صوبائی کوٹہ مقرر ہوتا ہے - ضلع کا کوٹہ مقرر ہوتا ہے اس لحاظ سے فیصلے ہوتے ہیں - یہ مطالبہ بھی کیا تھا کہ ضلع کونسل کو ہی منڈی مویشیاں کے انعقاد کا اختیار ہونا چاہیے - اس ضمن میں میں عرض کروں گا کہ چونکہ مویشیوں کی دیکھ بھال اور افزائش نسل اور ان کے علاج معالجے کے لیے ڈسپنسریوں کا قیام ضلع کونسل کی طرف سے کیا جاتا ہے - حتیٰ کہ شہری علاقوں میں بھی ضلع کونسل کی ویٹرنری ڈسپنسریاں کام کرتی ہیں - اس کے علاوہ مویشی دیہاتوں میں پائے جاتے ہیں - ان چند چھوٹی چھوٹی باتوں کے ساتھ میں یہ گزارش کروں گا منڈی مویشیوں کے انعقاد کا تمام تر کام ضلع کونسلوں کو ہی سونپا جائے -

راجہ محمد افضل (چیئرمین میونسپل کمیٹی جہلم) : جناب صدر جیسا کہ چیئرمین صاحب نے کہا ہے کہ منڈی مویشیاں کے لگانے کا اختیار صرف ضلع کونسل کو ہونا چاہیے - کل یہ بات بھی کریں گے کہ چونکہ غلہ گاؤں میں پیدا ہوتا ہے اس لیے وہاں جو مارکیٹ کمیٹی ہے یا غلہ منڈی ہے یا سبزی منڈی ہے ان پر بھی ان ہی کا کنٹرول ہونا چاہیے - جتنی مارکیٹیں ہوتی ہیں وہ شہر ہی میں ہوتی ہیں دیہات میں کم ہوتی ہیں - میونسپل کمیٹی اور ٹاؤن کمیٹی عرصہ دراز سے 50/40/30 سال سے منڈیاں لگا رہی ہیں ان کا سب سے بڑا آمدنی کا ذریعہ بھی یہ ہی ہے - اگر یہ چھین لیا جائے - تو زیادتی ہو گی دوسری بات، میں ڈسٹرکٹ کونسل سیالکوٹ کے چیئرمین سے دریافت کرنا چاہوں گا - وہ اپنی تقریر میں کہہ رہے تھے

کہ انہوں نے دس لاکھ روپے کی مٹی کی سڑکیں بنائیں ہیں ۔ سات لاکھ روپے کی پچھلے سال بنائی تھی اور تین لاکھ 90 ہزار روپے کی اس سال بنائی ہیں ۔ میری ناقص عقل کے مطابق مٹی کی بنی ہوئی سڑک جب بارش آئے گی تو وہ بہہ جائے گی ۔ اور تمام پیسہ ضائع کرنے کے برابر ہوگا ۔ شاید ان کے پاس اس کا کوئی اور فلسفہ ہوگا ۔

جناب چیئرمین : یہ سڑک کتنی لمبی ہے ۔ کسی کو علم ہے ۔

آوازیں : کئی سڑکیں ہیں ۔ جن پر مٹی ڈالی گئی ہے ۔

نواب زادہ ظفر علی خان : انہوں نے کہا تھا کہ فی الحال مٹی ڈلوائی گئی ہے اور یہ کچی سڑک کے طور پر استعمال ہو گی ۔ بعد میں پختہ کیا جائے گا ۔ پکی سڑکیں ضلع کونسل نہیں بناتی ۔ دوسری بات یہ کہ چیئرمین صاحب یہ کہہ رہے تھے کہ شاید ہمیں کوئی بہتری ملے آپ ہی اس کا اچھا وے آؤٹ (way out) بتائیں ۔ تو مجھے خوشی ہوگی ۔ bricks soling سڑکوں پر کرائی گئی ہے ۔ سٹریٹیس کی حد تک تو ٹھیک ہے لیکن bricks soling اور metalled روڈز پر جو کاسٹ پڑتی ہے اس میں تھوڑا سا فرق ہے ۔ bricks soling جہاں بھی ہوئی ہے وہ روڈز پر ہوئی ہے ۔ اور ہدایات بھی کچھ اس طرح ہیں ۔ bricks soling کی سڑکیں کم بنوائی جائیں ۔ جہاں اشد ضروری ہو تو کرائی جائے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ پیسہ کا ضیاع ہے ۔ specially earth work انجینئرز لوگ اس لیے رکھتے ہیں کیونکہ اس کا چیک نہیں ہوتا ۔ اس میں یہ ہوتا ہے کہ کہہ دیتے ہیں کہ یہاں پر گڑھا تھا اس کو بھرا گیا ۔ یہاں depths تھیں ان کو بھرا گیا ہے یہاں کراسنگ تھی یہاں ایل سیکشن اتنا تھا ۔ میں چیئرمین صاحب سے عرض کروں گا کہ اس قسم کے ہتھکنڈے انجینئر صاحبان کرتے ہیں ۔ تو ان سے گریز کریں ۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ کچی سڑک کو اونچا کر لیں ۔ اگر کہیں erosion ہو جائے تو اس کی earth filling کر لیں ۔ اگر اس کو نہ کریں گے تو یہ نالی کی شکل اختیار کر جائے گی ۔

جناب چیئرمین : شاہ صاحب کیا آپ اس پر کچھ کہیں گے کہ یہ کیا ہے ۔

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات : اگر سڑک پکی ہو تو زیادہ ٹریفک چل سکتی ہے ۔ اس کے مختلف شعبے ہوتے ہیں ۔ پرانے زمانے میں ایسی سڑکیں بنا کرتی تھیں جو ہلکی پھلکی ٹریفک کے لئے ہوتی تھیں ۔ لیکن اس میں اینٹوں کی اوپر کی جلد خراب ہو جاتی تھی کھر جاتی تھی ۔ یہ پرانے زمانے میں ہوتی تھیں جب اینٹوں کا سولنگ کیا کرتے تھے ۔ اور وہ over burnt اینٹیں ہوا کرتی تھیں ۔ اس کے بعد پتھر بھی ڈالا کرتے تھے ۔ یہ بہت ہلکی ٹریفک کے لئے ہے یہ دیرپا نہیں ہوتی ۔ اس کے بعد دوسری سٹیج پتھر ڈال کر ہموار کرنا ہوتا ہے ۔

جناب چیئرمین : ان انجینئرز کی کیا تعلیم اور کیا تجربہ ہوتا ہے ۔

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات : یہ سب انجینئرز ہوتے ہیں اور اکا دکا ان کے پاس سند یافتہ انجینئرز بھی ہوتے ہیں ۔

جناب چیئرمین : آپ ان کو کوئی تحفظ نہیں دے رہے ۔

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات : اس میں جناب standing instructions ہیں جب وہ کچھ پوچھتے ہیں تو ان کو بتایا جاتا ہے اور ضلع کونسلوں کے پاس سند یافتہ انجینئرز بھی ہیں ۔ پچھلے دنوں جب سڑکوں کے ضمن میں میٹنگ ہوئی تھی تو اس میں کافی سند یافتہ انجینئرز نظر آتے تھے ۔ ان کے پاس مشینری بھی ہے ۔

جناب چیئرمین : اس میں آپ نے کم از کم کچھ کیا ہے ۔ یہ تو ٹیکنیکل پوائنٹس ہیں کہ وہاں مٹی ڈالی گئی یا وہاں کھنگرالی اینٹیں لگائی ہیں اور یہ ٹھیک ہے یا نہیں ۔

میاں مجید اکبر فاروقی (چیئرمین میونسپل کمیٹی گجرات) : جناب چیئرمین ! میرے خیال میں لوکل باڈیز کے آفیشل پوری طرح واقف ہیں کہ ان میں Consciousness نام کی کوئی بات نہیں ہے چاہے وہ انجینئر ہوں چاہے وہ پرنسپل آفیسرز ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ پچھلے 26 سال سے ان پر کوئی بھی کسی قسم کا کوئی چیک نہیں تھا ۔ میونسپل کمیٹی میں جو انجینئرنگ اسٹاف ہے وہ depend کرتا ہے اس بات پر کہ فلاں آدمی کی سروس کہاں تک اور کب تک لینی ہے ۔ کیونکہ اس آدمی نے ان کے مطابق کام کرنا ہے ۔ اس لئے محکمہ بلڈنگز کو اکثر و بیشتر cooperate کرنا چاہئے جب یہ حضرات advice مانگیں ۔ اور اس طرح کا ایک باقاعدہ سرکلر بھیجا جائے ۔ کہ محکمہ زیادہ سے زیادہ ان کو ٹیکنیکل امداد دے گا تاکہ ناقص تعمیرات نہ ہوں ۔

جناب چیئرمین : جب آپ کی District Coordination Committees بن جائیں گی تو آپ لوگ صدارت کریں گے ۔ یہ لوگ وہاں جائیں گے ۔ وہ اپنی رائے دیں گے ۔ تو یہ منتخب نمائندہ کا فرض ہے کہ وہ ان کو چیک کریں ۔

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات : جیسا کہ فاروقی صاحب نے فرمایا ہے اس ضمن میں عرض ہے کہ جب وہ advices مانگتے ہیں تو دے دی جاتی ہیں ۔

جناب چیئرمین : وہ کہہ رہے ہیں کہ advices نہیں دیتے ۔

راجہ محمد افضل : یہ advices نہیں دیتے ۔ دراصل ہمارے انجینئر صاحب کے پاس ٹیکنیکل sanction بہت کم ہوتی ہے ۔ دوسرے اس کی ایک حد ہوتی ہے ۔ کہ وہ 50 ہزار تک ایک لاکھ تک کا وہ sanction کر سکتا ہے دوسرے محکمے کے لوگ ٹھیکیداروں کو کہتے ہیں کہ ایک فی صد رشوت دے دو تو آپ کا کام کر دیتے ہیں ۔ اس لئے میری درخواست ہے کہ سند یافتہ انجینئرز رکھے جائیں اور اس قسم کی رکاوٹیں نہیں ہونی چاہئے ۔

جناب چیئرمین : I am sorry, what a shame ? کہ ایک فیصد دے دیں ۔ میرے خیال میں کم ہے 2 فیصد ہونا چاہئے ۔

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات : اگر ان کے ناموں کا پتا ہے تو یہ ہمیں بتائیں ہم انکوائری کریں گے ۔

جناب چیئرمین : وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں بتائیں ہم ان کی انکوائری کریں گے ۔ آپ ان پر چیک رکھیں ۔ ان پر کنٹرول رکھیں ۔ جیسے آج ابھی صبح کسی نے بد کلامی کی بات کی تھی وہ باہر آگئی ۔ اسی طرح آپ بھی بتائیں ۔ تو آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جائے گا ۔

شیخ محمد اقبال (جھنگ) جناب والا : اگر لوکل گورنمنٹ کا انجینئر بھی بد دیانت ہوگا ۔ تو وہ بھی ایک فیصد کھائے گا ۔ یہ تو آدمی پر منحصر ہے ۔

جناب چیئرمین : آدمی پر بھی اور سسٹم پر بھی ۔ دونوں پر ۔

شیخ محمد اقبال : جناب والا ! میں یہ عرض کروں کہ لوکل گورنمنٹ کے پاس کوئی ایسے انجینئرز نہیں ہیں جو کہ ہائی وے کی بڑی بڑی سڑکوں کی ٹیکنیکل sanction دیں گے ۔ ہائی وے ہمیشہ یہ کام کرتی رہی ہے ۔ یہ اختیارات ہائی وے کے پاس ہونا چاہیئں ۔ جتنا لوکل گورنمنٹ کے آدمی کے پاس ہے ۔ اتنا ہائی وے کے آدمی کے پاس ہونا چاہیئے ۔ اس سے اگر زیادہ رقم بڑھ جائے ۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ان کی پاورز سے رقم تجاوز کر جائے ۔ وہ ایس ۔ ای کے پاس بھی جاتی ہے ۔ ایکس ۔ ای ۔ این کے پاس بھی جاتی ہے تو یہ آدمی پر منحصر ہے ۔ بل پاس کروانے کے لئے پبلک ورکس پروگرام میں میں نے سرگودھا میں دو ایک کیسز بھیجے وہاں کا ایک انجینئر تھا ۔ اس نے مہر جیب میں رکھی ہوئی تھی کہ ٹھیکیدار جہاں آیا اور وہیں بس میں ہی پیسے دئے ۔ اور وہیں پر بس میں ہی اس نے مہر لگا دی اس قسم کے آدمی بھی ہیں ۔ تو

جناب والا ! یہ تو آدمی پر منحصر ہے چاہے وہ ہائی وے کا ہو یا لوکل گورنمنٹ کا ہو -

جناب چیئرمین : وہ کہتے ہیں کہ Sense of urgancy is the sense of duty. وہ سمجھتا ہوگا - زبردست قسم کی چیز ہے - یہیں مہر لگا دو - وقت ضائع نہیں کرتا -

چودھری انور علی چیمہ (سرگودھا) : جناب چیئرمین - میں اس مٹی کے سلسلہ میں تھوڑا سا آپ کی اجازت سے عرض کروں گا - میں ایک مفید تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں - سرگودھا میں جس طرح سے ہم کام کرتے ہیں - وہی میں تمام چیئرمین صاحبان سے گزارش کروں گا - ہم لوگ تو اپنی مدد آپ کے تحت سڑکوں پر مٹی ڈلواتے ہیں - ہم ایک دھیلہ بھی ڈسٹرکٹ کونسل یا روول فنڈ سے نہیں دیتے - تو جہاں سے جناب والا ! میں منتخب ہوا ہوں - وہاں ڈیڑھ لاکھ روپے میں ایسی آٹھ ، دس سڑکیں بنائی گئی ہیں کہ جہاں پر پی - ڈبلیو - ڈی ہائی وے یا روول ڈویلپمنٹ والے ان کا پانچ لاکھ روپے کا ایسٹیمیٹ دیتے ایک میل کا۔ اس سلسلہ میں اس سے پہلے جو ڈائریکٹر جنرل تھے - چودھری محمد اشرف وہ سرگودھا تشریف لے گئے - انہوں نے جا کر میرا سارا حلقہ دیکھا تھا اور حلقہ دیکھنے کے بعد میرے کام کو انہوں نے بہت (appreciate) پسند کیا - انہوں نے باقی اضلاع میں circulate کیا کہ جس طرح ڈیڑھ لاکھ میں سڑکیں سرگودھا میں بن رہی ہیں - اس طرح سے دوسرے اضلاع میں بھی بنی چاہئیں - تو میں یہ عرض کروں گا کہ ڈسٹرکٹ کونسلوں کو اپنا پیسہ محفوظ کرنا چاہئے اور وہ پیسہ جو کہ مٹی میں ڈالنا ہے - وہ عوام کو کہیں جس دیہات کو سڑک جاتی ہے - وہاں کے عوام مٹی ڈالنے پر بہت خوش ہوتے ہیں اور وہ کام کر کے دیتے ہیں - تو یہ مٹی والے پیسے کے لیے ڈسٹرکٹ کونسل پر پابندی عائد کر دی جائے - جہاں پر سڑک جاتی ہو وہاں کے عوام مٹی ڈال دیں - تو وہاں سڑک بنی چاہئے - ویسے نہیں بنی چاہئے -

ہم نے سرگودھا ڈسٹرکٹ کونسل پر یہ شرط عائد کر دی ہے ۔ کہ جو مٹی ڈال کر دیں گے ۔ وہاں پر سڑک بنے گی ۔ ورنہ نہیں بنے گی ۔

جناب چیئرمین : واہ بہت خوب ۔ اچھا چودھری اختر علی صاحب آ گئے ہیں ۔ نواب صاحب میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ایک دفعہ پھر آپ نے جو باتیں کی ہیں ۔ وہ دھرا دیجئے ۔ ان کے لیے بھی اور ان کے لیے بھی ۔ انہیں سننے یہ کہتے ہیں کہ چیئرمین کی کوئی حیثیت نہیں ہے ۔

نوابزادہ مظفر علی خان : جناب والا ! سب سے پہلے تو میں نے آپ کی خدمت میں اور آپ کی ضلع کونسل کی خدمت میں مبارکباد پیش کی تھی ۔ کہ آپ نے اپنا بجٹ دوگنے سے بھی زیادہ کر دیا ہے اور ہم بھی یہ کوشش کریں گے اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ توفیق دے ۔ کہ ہم آپ کی تقلید کر سکیں ۔ اس کے علاوہ جو کچھ اعتراضات ہوئے ہیں ۔ ان کے متعلق میں نے یہ عرض کیا تھا کہ یہ جو اعتراضات لگائے گئے ہیں کہ چیئرمین نے ایسا کر دیا ۔ ویسا کر دیا ۔ طریق کار کے مطابق جو کچھ آرڈیننس میں ہے اور جو کچھ ہم کر رہے ہیں ۔ میں نے یہ کہا تھا کہ عملی طور پر چیئرمین کو فیصلہ کرنے کا کو اختیار نہیں ہے ۔ ذاتی حیثیت میں وہ کچھ نہیں ہے ۔ بلکہ ضلع کونسل میں جو ایوان ہے وہ کثرت رائے سے فیصلے کرتا ہے اور طریقہ بھی یہی ہے کہ جو فیصلے کثرت رائے سے پاس ہو جائیں ان پر عمل کرنا چاہئے ۔

جناب چیئرمین : اور اس کی (responsibility) ذمہ داری سب قبول کرتے ہیں ۔

نوابزادہ مظفر علی خان : جی ہاں ۔ بالکل ۔ سب کمیٹیوں کے متعلق میں نے عرض کیا تھا کہ یہ کہا گیا ہے کہ ان میں حزب اختلاف کو شامل نہیں کیا گیا ۔ تو اس ضمن میں میں نے یہ گزارش کی تھی کہ یہاں پر حزب اختلاف اور حزب اقتدار کا کوئی چکر نہیں ہے ۔ یہ وہ اسمبلیاں نہیں

ہیں - یہ سیاسی ادارے نہیں ہیں - یہ تو ایک فلاح و بہبود کے ادارے ہیں - اس میں ہم فیصلے کثرت رائے سے کرتے ہیں اور رولز کے مطابق ہمیں ہر ممبر کو سب کمیٹی میں شامل کرنا ہے - میرا خیال ہے کہ ایسا کوئی ممبر نہیں ہو سکتا کہ جس کو کسی نہ کسی سب کمیٹی کا ممبر نہ بنایا گیا ہو - یا کسی نہ کسی سب کمیٹی میں شامل نہ کیا گیا ہو - باقی سب کمیٹیوں کی سفارشات کے بارے میں میں نے کہا تھا کہ یہ ضروری نہیں کہ ایوان ان تمام سفارشات کو منظور کرے - جو سب کمیٹی پیش کرے - اور اس کے بعد ہیلتھ یونٹ کے متعلق اعتراض ہوا تھا کہ ابھی تیس یا کئی کئی یونین کونسلیں ایسی ہیں جن میں ہیلتھ یونٹ قائم نہیں کئے گئے ہیں - تو میں نے کہا تھا کہ وہ ضلع کونسل کا کام نہیں ہے - اس کے متعلق کوٹہ دیا جاتا ہے - ضلع کونسل صرف وہ جگہ بتا دیتی ہے جہاں جہاں پر وہ ہیلتھ یونٹ بنا دیتی ہے - باقی منڈی مویشیاں کے سلسلہ میں میں نے آپ کے اس مطالبہ کی حمایت کی تھی -

جناب چیئرمین : - - - اور نواب صاحب نے یہ بھی کہا تھا - کہ یہ ایک ایسی گاڑی ہے جس کے دو پہیے ہیں - - - -

نواب زادہ مظفر علی خان : - - - - - اور جناب بعض اوقات ایک پہیہ خود بخود جام ہونے کی کوشش کرتا ہے - لیکن اس میں دوسرے کا کوئی تصور نہیں ہوتا ہے -

جناب چیئرمین : - - - - - لیکن اس میں تھوڑا بہت تیل وبل ڈال کر اس کو بھی چلایا جا سکتا ہے -

نواب زادہ مظفر علی خان : - - - - - اگر وہ چلانا چاہے تو ؟

جناب چیئرمین : اچھا جی - اب آپ کے لیے دو منٹ ہیں -

چودھری محمد اکبر کاہلوں : جناب والا ! دو منٹ میں کیا ہو سکتا ہے - بہر حال میں کوشش کروں گا - نواب مظفر صاحب نے کہا تھا کہ چیئرمین

حضرات قواعد سے پوری طرح سے واقف نہیں ہوتے ہیں ۔ اس سلسلے میں صرف یہ کہوں گا کہ Ignorance of law is no excuse.

نواب زادہ مظفر علی خان : میں نے یہ نہیں کہا کہ چیئرمین حضرات واقف نہیں ہیں میں نے یہ کہا ہے کہ جو حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ چیئرمین واقف نہیں ہوتے وہ واقف نہیں ہیں ۔ چیئرمین کچھ نہیں کرتا ہے ۔ کونسل کرتی ہے ۔

جناب چیئرمین : اکٹھے بیٹھ کر ۔ as a house.

چودھری محمد اکبر کاہلوں : دوسری عرض یہ ہے کہ کثرت رائے سے جو فیصلے ہوتے ہیں ۔ ان پر عملدرآمد ہوتا ہے ۔ تو میرے خیال میں یہ پوری بات سمجھ نہیں پائے ہیں ۔ میں نے اسی پر زور دیا تھا کہ ہم نے اکثریت رائے سے اپنی چار میٹنگوں پر فیصلے کیے تھے اور اس پر عملدرآمد نہیں ہوا ۔ ان کو شاید سمجھ نہیں آئی تھی ۔ تیسری بات انہوں نے یہ کہی تھی کہ بنیادی ہیلتھ یونٹ جو ہے وہ ڈسٹرکٹ کونسل منظور نہیں کرتی ہے یہ ان کی بات ٹھیک ہے ۔ کہ منظور کوئی اور کرتا ہے ۔ جگہ کی allocation ہم کرتے ہیں اور میرا اصل مقصد یہ ہے کہ جب آپ کے حصہ میں آتے ہیں ۔ 40 ہیلتھ یونٹ ۔ تو ڈسٹرکٹ نے allocate کرنے ہیں ۔ ہمیں یہ کرنا چاہیے اور ہدایت بھی یہی ہیں ۔ کہ پہلے اس یونین کونسل کو فوقیت دی جائے جس میں پہلے کوئی ہیلتھ facility نہیں ہے ۔ لیکن ہم یہ کرتے ہیں کہ فلاں ممبر میرا منظور نظر ہے ۔ اس کے حلقہ میں دو تین ہوں اور فلاں یونین کونسل جو کہ کارپوریشن کے حلقہ میں ہے ۔ اس میں نہ بھی ملے تو خیر ہے ۔ اس لحاظ سے وہ کرتے ہیں ۔ اس لیے allocate ہم کرتے ہیں ۔ یہ ہمارا کام ہے ۔ منڈی مویشیاں کے سلسلہ میں میں تھوڑی سی تفصیل میں بیان کرنے والا ہوں ۔ ویسے ایک بات پر جناب چیئرمین مجھ سے ضرور اتفاق کریں گے کیونکہ یہ بڑے

straight forward ہیں اس معاملہ میں اور صاف دل ہیں ۔ سیالکوٹ میں جس وقت وزیر قانون صاحب تشریف لائے تھے اس وقت یہ بحث ہو رہی تھی ہماری ڈسٹرکٹ کونسل میں کرپشن بہت زیادہ ہے ۔ وزیر موصوف نے چیئرمین صاحب سے پوچھا تھا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے ۔تو جناب چیئرمین صاحب نے نہایت فواخدلی سے یہ فرمایا تھا کہ میں مجبور ہوں ۔ مجبوری تو وہ خود ہی بیان کریں گے کہ ان کو کیا مجبوری تھی ۔ میں تو نہیں سمجھتا کہ بد عنوانیوں کے لیے بھی کوئی مجبوری ہوتی ہے ۔ بہرحال اس کی وضاحت یہ خود ہی کریں گے ۔

اب میں یہ عرض کرونگا کہ ہر ادارے کو چلانے کے لیے کچھ قواعد و ضوابط ہوتے ہیں ۔ کچھ حدود و قیود ہوتی ہیں ۔ اس طرح ہماری جو ڈسٹرکٹ کونسلیں ہیں ان کے لیے بھی کچھ قواعد و ضوابط ہیں ۔ خاص طور پر گورنمنٹ انسٹرکشن ہیں ۔ مارشل لاء انسٹرکشن نمبر25 ہے یہ خاص طور پر لاگو ہوتی ہے ۔ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں کہ کام کے لیے اگر کوئی ٹینڈر وصول کریں تو قومی سطح کے اخبار میں پہلے اشتہار دیں ۔ پھر اس کا اوپن آکشن ہو اور ایک سال سے زیادہ لیز نہ دیں ۔ دوسرا یہ ہے کہ That must be confirmed by the Commissioner. یہ موٹی موٹی باتیں تھیں ۔

اس کے بعد جناب والا ! میں اس بات پر آتا ہوں جو میں نے وعدہ کیا تھا ۔ اب میں آپ کو گر بتاتا ہوں کہ یہ سب کچھ کیسے ہوتا ہے ۔ پہلا گر تو جیسا کہ میں عرض کر رہا تھا قواعد و ضوابط کے متعلق ہے ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ انسان میں ہمت ہونی چاہیے کہ وہ ان کی پابندی نہ کرے ۔ ان کو ایسے سمجھے کہ یہ قانون کوئی چیز نہیں ہے ۔ دوسرا یہ ہے کہ یہ سب مل جل کر کام ہوتے ہیں ۔ اپنے جو اعتماد والے اور منظور نظر لوگ ساتھ ہوں تو یہ کام بڑی آسانی سے ہو جاتا ہے ۔ ویسے ہر کیس میں طریقہ واردات مختلف ہوتا ہے ۔ مثال کے طور پر اگر آپ

کسی ممبر کو ساتھ رکھنا چاہتے ہیں ۔ تو ایک قید ہم پر ہے کہ ہم نے ٹینڈر وصول کرنا ہے ۔ سڑک بنانی ہے ، اسکول بنانا ہے ۔ ہم کہتے ہیں ٹینڈر کال کریں ۔ گر کی بات یہ ہے کہ ٹینڈر چونکہ ضابطہ کی بات ہے اس لیے اسے بھول جائیں ۔ بغیر ٹینڈر کال کیے آپ اپنے ممبر کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ دے دیں کہ یہ جا کر خرچ کرایں اور رسیدیں بنا کر مجھے دے دیں ۔ کام ہو یا نہ ہو اور اس قسم کی جناب والا ! میرے پاس فہرست تو بہت لمبی چوڑی ہے ۔ اگر کہیں تو میں پڑھ کر بھی سنا دیتا ہوں ۔ لیکن میں معزز ایوان کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا ۔ ایک مثال تو میں نے پہلے ہی بیان کردی تھی کہ 82 ہزار روپیہ دیا اور پھر وہ ایسے خرچ ہوگیا ۔ ویسے بیسیوں کام ایسے ہیں جو بغیر ٹینڈر کے دے گئے ہیں ۔ یہ ہے ممبروں کو ساتھ ملانے کا طریقہ ۔ دوسرا بڑا اچھا طریقہ یہ ہے کہ ٹھیکیداروں کے ساتھ رابطہ رکھا جائے ۔ ڈسٹرکٹ کونسل میں ٹھیکیدار بڑی کام کی چیز ہوتا ہے ۔ قانون کی بات یہ ہے کہ پہلے آپ ٹینڈر کال کریں ۔ لیکن گر کی بات یہ ہے کہ آپ اخبار میں اشتہار دے دیں ۔ ٹینڈر لے لیں مگر وہ سارے کینسل کر دیں ۔ بعد میں اپنی مرضی کے ٹھیکیدار کو بلائیں اور اس کی مرضی کے مطابق اس کا ٹینڈر بھر لیں ۔ پھر وہ کام کروا لیں ۔ یہ بھی سب کچھ ہوا ہے ۔ میرے پاس پورا ایک صفحہ ہے جو کام اس طریقہ سے ہوئے ہیں ۔ ویسے ٹھیکیداروں کے تعاون سے بڑا فائدہ پہنچتا ہے ۔ مثلاً بعض سڑکیں بن جاتی ہیں اور مفت بن جاتی ہے ۔ میں ان کی بات نہیں کرتا ویسے وہ ان کے گاؤں کو جاتی ہے پہلے تو اس پر کبھی مٹی بھی نہیں پڑی، تھی اب وہ پکی سڑک بن گئی ہے ۔ اس کا جناب والا ! نہ کوئی آج تک ٹینڈر وصول کیا گیا نہ ہی ہاؤس میں پیش ہوئی ، نہ ہی وہ ہاؤس میں منظور ہوئی ، نہ اس کا ایسٹیمیٹ بنا اور نہ ہی اس کی کوئی ادائیگی ہوئی ۔ یعنی نہ ڈسٹرکٹ کونسل سے ادائیگی ہوئی اور نہ ہی اے ۔ ڈی ۔ پی سے ادائیگی ہوئی ۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ ٹھیکیدار اتنی مہربانی کر جاتے ہیں کہ ہمیں رقم

بھی نہیں دیتے اور اپنی جیب سے رقم خرچ کر دیتے ہیں - اس کی خاص وجہ ہے جو میں آپ کو بتانا چاہوں گا -

جناب چیئرمین : نہیں - نہیں - بس - کافی ہوگیا ہے - دیکھیں ٹائم بھی ختم ہوگیا ہے -

چودھری محمد اکبر کاہلوں : جناب والا ! منڈیوں کی بات تو رہ گئی ہے - میں نے نقصان کی بات کی تھی کہ ضلع کونسل کو لاکھوں روپے کا نقصان ہوا ہے - وہ آپ ذرا دیکھیں کہ منڈیوں میں کس طرح ہوتا ہے - مثال کے طور پر ایک منڈی انہوں نے دی ہے 1 لاکھ 84 ہزار روپے میں by negotiations اور اس کی آفر ہمارے پاس 6 لاکھ روپے کی ہے - دوسری ظفر وال کی منڈی ہے 8 لاکھ 6 ہزار روپے کی چل رہی ہے -

جناب چیئرمین : اچھا آپ یہ بتائیں کہ سیالکوٹ میں کوئی دھوبی گھاٹ ہے یا نہیں؟

چودھری محمد اکبر کاہلوں : میں نے نہیں دیکھا - (قہقہہ)

جناب چیئرمین : اب کافی ہوگیا ہے -

سیدہ ساجدہ نیر عابدی (لیڈی کونسلر ضلع کونسل سیالکوٹ) : جناب والا ! بڑی فصیح و بلیغ باتیں جناب وائس چیئرمین صاحب کی سنیں اور اسی ضلع کونسل سے میرا بھی تعلق ہے جس ضلع کونسل سے متعلق یہ باتیں کر رہے تھے - ان پر تو یہ فقرہ چست آتا ہے کہ قاضی جی کیوں دبلے شہر کا اندیشہ - ذمہ داری تو یہ کسی قسم کی اپنے نہیں - ہماری ضلع کونسلیں غیر سیاسی ادارے ہیں - جمہوری عمل ہمارے ہاؤس میں ہر وقت کار فرما رہتا ہے - ہمارے وائس چیئرمین صاحب نے حقائق سے ہٹ کر انتہائی تنگ دلی سے کام لیا اور میں یہ کہنے پر مجبور ہوگئی ہوں - کہ انہوں نے ان اداروں کے تقدس کو پامال کرنے کی کوشش کی - ان اداروں کا سب

زیادہ احترام ہم لوگوں کو کرنا چاہیے ۔ جو ان اداروں سے وابستہ ہیں ۔ ہم لوگ ان اداروں کی وجہ سے ان کونسلوں میں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ان اداروں کے نام کی وجہ سے آپ لوگوں سے ہمارا رابطہ ہے ۔ حکومت کے ہر مرحلہ میں ہمیں شامل کیا جا رہا ہے ۔ اگر ان اداروں کے تقدس کو ہم لوگوں ہی نے پامال کیا تو پھر ہوسکتا ہے یہ تمام رحمتیں اور نعمتیں ہم سے کسی وقت واپس لے لی جائیں ۔ (تالیاں)

اس کونسل میں ایسے غیر شائستہ انکشافات کیے گئے جو کہ ہرگز حقیقت پر مبنی نہیں ہیں ان سب پر تو میں روشنی نہیں ڈال سکتی چونکہ وقت کی انتہائی کمی ہے ۔ لیکن یہ بتانا ضروری سمجھوں گی کہ وائس چیئرمین صاحب وہ شخص ہیں کہ جو چیئرمین صاحب کے دست راست ہوا کرتے تھے اور ان کے ساتھ بیٹھتے تھے ۔ ان کے ساتھیوں میں ان کا شمار تھا ۔ لیکن ان کی غیر ذمہ داریوں اور بد دیانتیوں اور ان کے غلط رویہ نے ان کو ان سے دور کیا ۔ چیئرمین کبھی نہیں چاہتا کہ اس کی اکثریت کم ہو کیونکہ وہ ایک جمہوری ادارے کو چلا رہا ہوتا ہے ۔ اسے ہر وقت اکثریت کی ضرورت ہوتی ہے مجبوراً چیئرمین صاحب نے ان کو اپنے سے علیحدہ کیا ۔ اس میں ضرور کوئی راز ہے جس کی بنا پر ان کو علیحدہ کرنا پڑا اور ان کو زیب نہیں دیتا کہ ہاؤس میں اس قسم کی باتیں کریں ۔ گند اچھالیں اور ان اداروں کے تقدس کو پامال کریں ۔ (تالیاں) ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ ضلع کونسل میں سرکاری عملہ ہر وقت ہماری مدد کرنے کے لیے موجود ہوتا ہے ۔ ڈسٹرکٹ انجینئر اور تمام دوسرے افسران سریوں وغیرہ کا حساب رکھنے والے موجود ہیں ۔ چیف آفیسر موجود ہوتے ہیں ۔ سریے کے اگر تول میں کوئی کمی یا زیادتی ہوئی ہے تو سریے کو چیئرمین بیٹھ کر نہیں تولتا ۔ ڈسٹرکٹ انجینئر اس بات کا ذمہ دار ہے ۔ ڈسٹرکٹ انجینئر کے علاوہ باقی عملہ بھی سارا کام کرتا ہے ۔ سریوں کی اور اس قسم کی گھٹیا باتیں میں نے تو کبھی ہاؤس میں نہیں سنیں اور نہ ہی اس قسم کی باتیں کبھی زیر بحث آئیں ۔

جناب والا ! ہماری سب کمیٹیاں باقاعدہ کام کرتی ہیں - سب کمیٹی ضلع لیول پر بنی ہوئی ہیں - میں خود تعلیمی سب کمیٹی کی ممبر ہوں - وظائف وغیرہ دینے کا جو طریقہ کار ہے ہم اس میں بیٹھ کر تشکیل کرتے ہیں ، وہ ساری اسکیمیں بناتے ہیں اور پھر وہ اسکیمیں بنا کر ہاؤس کی منظوری کے لیے دیتے ہیں - ہاؤس اس کی منظوری دیتا ہے اس کے بعد اس کے اوپر کام ہوتا ہے - ہاؤس اگر اس کی منظوری نہ دے تو عمل نہیں ہو سکتا - مجبوری اس بات کی بھی ہے کہ ہر کام ہاؤس کی منظوری سے ہوتا ہے اگر اکثریت نہ ہو تو وہ منصوبہ پاس نہیں ہوتا اور موصوف نے جو اس بات کا اشارہ کیا ہے کہ دس ہزار روپیہ جو ہر ضلع کو ویمن ڈویژن سے حاصل ہوتا ہے وہ تو خواتین کے لیے ہے اس پر ان موصوف کی کیوں نظر ہے - یہ تو خواتین کا حصہ ہے ہم جہاں چاہیں گے اسے خرچ کریں گے (تالیاں) جناب والا ! اپنے ادارے کے متعلق اس طرح کی باتیں کرنا افسوس ناک ہے - کیونکہ ایہہ تو اوہی گل اے کہ جنی کوبہ اڑاؤ گے سر وچ ہی پئے گی -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین : بہت کچھ کہہ دیا - انہوں نے اچھا کہا - نواب صاحب آپ پھر انہیں ایک دفعہ یاد کروا دیں -

نوابزادہ مظفر علی خان : اب تو جناب آپ ہی ان کو کہہ دیں -

جناب چیئرمین : نہیں - انہوں نے اب تو شعر کہہ دیا - وہ صرف شعر ہی تو کہا ہے -

جناب خاقان بابر (لاہور - نامزد رکن) : جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر -

When the chairman says 'no', it means "No". No member should insist.

یہ پارلیمنٹری پروسیجر ہے اور یہ طریقہ کار ہے - اگر بس کہہ دیا تو بس ختم ہو جانا چاہیے -

جناب چیئرمین : نہیں - آج وہی سبق سکھا رہے ہیں - چودھری اختر صاحب آپ کو تو میرے خیال میں اور کچھ نہیں کہنا چاہیے کیونکہ ان کے حق میں لوگوں نے بہت کچھ کہہ دیا ہے -

چودھری اختر علی : ٹھیک ہے جی -

وزیر صحت و تعلیم (چودھری حامد ناصر چٹھہ) : جناب والا ! بحث کے دوران محکمہ تعلیم اور صحت کے بارے میں کچھ سوالات ہوئے تھے - میں ان کے بارے میں کچھ وضاحت کرنا چاہوں گا - لنگاہ صاحب آ گئے ہیں یہ نوٹیفیکیشن کی نقل ہے انہوں نے کہا تھا کہ ہمارا ایک صفر کوئی کھا گیا ہے تو جناب میں یہ عرض کرونگا کہ صفر تو کسی نے نہیں کھایا یہاں ان کے سو کی بجائے ایک سو دس اسکول مڈل ہوئے ہیں -

سردار فضل احمد خان لنگاہ : جناب والا ! وہاں کے ڈائریکٹر صاحب نے بھی چٹھی لکھی ہے کہ اسکول دس ہیں -

جناب چیئرمین : آپ اس کی کاپی لے لیویں -

وزیر تعلیم و صحت : اس کے علاوہ جناب بھوپال والا کے بارے میں بہت تبصرہ ہوا تھا کہ یہ شیخوپورہ میں کیسے چلا گیا ہے - تو جناب اس سلسلے میں گزارش ہے بھوپال والا ایک ٹاؤن کمیٹی ہے - سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ضلع کونسل اس کے بارے میں روزولیوشن پاس کرنے کی مجاز ہی نہیں - دوسرے یہ جو کہتے ہیں کہ شیخوپورہ میں مڈل اسکول سے ہائی اسکول کی اپ گریڈیشن کی ہے اس سلسلے میں گزارش ہے کہ پچھلے سال میں ضلع کونسل سیالکوٹ کو کوئی اسکول مڈل سے ہائی اپ - گریڈیشن کے لیے نہیں دیا گیا تو ظاہر ہے کہ اگر وہ دیا ہی نہیں گیا تو وہ شیخوپورہ میں کیسے شفٹ ہو گیا - تیسرے ایک اسکیم ضرور اس وقت زیر غور ہے جس کے تحت یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ٹاؤن کمیٹی میں ایک لڑکوں کا اور ایک لڑکیوں کا ہائی اسکول ہونا چاہیئے - اس میں

بھوپال والے کا بھی نام ہے اور یہ مرحلہ وار اسکیم ابھی تیار ہی ہوئی ہے - ان کو شاید یہ پہلے علم ہو گیا ہو اور یہ سمجھتے ہوں کہ شاید ان کو ملا ہی نہیں - بہرحال ایسی کوئی چیز سیالکوٹ سے شیخوپورہ ضلع میں نہیں گئی -

جناب چیئرمین : آپ کوئی اور چیز ڈھونڈیں جو شیخوپورہ گئی ہو -

(قہقہہ)

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف آرائیں : جناب والا ! مجھے افسوس ہے کہ میری اطلاعات درست نہ تھیں مگر میری اطلاعات کا منبع چیئرمین ، ٹاؤن کمیٹی کا آفیشل لیڈر ہے اور میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ میرا مقصد کسی کی نکتہ چینی نہیں تھا -

جناب چیئرمین : آپ اس کو چیک کر کے آئیں - آپ تشریف رکھیں -

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف آرائیں : جناب والا ! یہ ٹاؤن کمیٹی کا لیڈر ہے -

جناب چیئرمین : کوئی بات نہیں - انہوں نے اب بتا دیا ہے آپ تشریف رکھیں -

وزیر تعلیم و صحت : دوسرے جناب چھانگا مانگا کے مڈل اسکول کے بارے میں تھا کہ جو کام ہوا ہے اس کے بارے میں چیئرمین - ضلع کونسل قصور کی طرف سے ایک چٹھی آئی ہے انہوں نے کہا ہے کہ یہ غلطی سے آپ نے ہائی اسکول فار بوائز بنانے کی بجائے گرلز کیوں کر دیا ہے اس کو درست کیا جائے تو جناب میں عرض کروں گا کہ اس میں محکمہ کی کچھ غلطی ہے کیونکہ اگر گرلز اسکول ایک سال سے چل رہا تھا تو اس کو بلاوجہ انہیں اونچا نہیں کرنا چاہئے تھا -

جناب چیئرمین : اس کو کہتے ہیں کلریکل ایرر ۔

وزیر تعلیم و صحت : جی ہاں ۔ اب اس کے بارے میں یہی ہو سکتا ہے کہ آپ ہمیں حکم دیں کہ اس گرلز اسکول کو بھی ہائی اسکول کر دیا جائے کیونکہ ادھر لڑکیوں نے بھی ایک سال سے کام شروع کیا ہوا ہے ۔

جناب چیئرمین : او ۔ کے ۔ ٹھیک ہے ۔

وزیر تعلیم و صحت : تیسرے بی ۔ ایچ ۔ یو ۔ کے بارے میں تھا کہ تحصیل حاصل پور کی بجائے احمد پور میں چلا گیا ہے ۔ اس کے بارے میں عرض ہے کہ یہ ابھی گیا نہیں ہے محکمہ صحت کی یہ تجویز ہے کہ یہ جائے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس یونین کونسل میں ایک ہیلتھ فیسلٹی آ گئی ہے اور کام (exist) کر رہی ہے اور یہ اصول بنایا ہوا ہے کہ جہاں پہلے سے ایک ہیلتھ فیسلٹی موجود ہو وہاں دوسری نہیں دینی چاہیئے جب تک ساری کی ساری ایک دفعہ پوری (cover) نہ ہو جائیں تو جناب ہم سفارش کر رہے ہیں کہ یہ جائے مگر یہ ابھی گئی نہیں ہے ۔ 19 تاریخ کو ڈویژنل ڈویلپمنٹ سب کمیٹی کی میٹنگ ہے اس میں یہ پیش کی جائے گی اگر انہوں نے اس کی منظوری دی تو پھر یہ شفٹ کی جائے گی ۔

جناب چیئرمین : آپ نے ڈویلپمنٹ برابر لینی ہے جہاں ایک ہے وہاں اور لے جانے کی ضرورت نہیں ۔ اس میں آپ نے یہ وضاحت کی ہے کہ کس طرح سے آپ ان کو distribute کر رہے ہیں ۔

چیئرمین پی ۔ اینڈ ۔ ڈی : جی ۔ ہاں ۔ یہ لائحہ عمل ہے ۔

جناب چیئرمین : بالکل ۔ آپ بھی جب وہاں سے سفارشات بھیجیں تو آپ اس ضلع کا ضرور خیال رکھیئے گا کہ جو بنیادی چیزیں ہوں وہ سب ایک جگہ ایک برابر آنی چاہیئں ۔ یہ نہیں کہ اگر ایک ہے تو ایک اور وہاں پر آپ بنا رہے ہوں ۔

وزیر تعلیم : اس کے علاوہ ایک سوال ہوا تھا کہ ضلع سیالکوٹ میں I am not here to defend any Chairman, Sir. مگر جو حقائق ہیں وہ بتانے پڑتے ہیں کہ ان کے اپنے جو ممبر یا جو ان کے ساتھی ہیں ان کی ایک ایک یونین کونسل میں دو - دو - تین - تین فسیلٹیز بن گئی ہیں اور کوئی یونین کونسل خالی پڑی ہوئی ہے - ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اور ڈائریکیوریٹ کے پاس جو ریکارڈ ہے اس کے مطابق ضلع سیالکوٹ کے رورل ایریاز میں ہمارے پاس 98 ہیلتھ فسیلٹیز ہیں اور وہ 98 کی 98 مختلف یونین کونسلوں میں ہیں اگر کہیں ڈبلنگ ہوئی ہے تو وہ ایم - سی - ایے - سنٹر کی ہے جو کہ full fledged ہیلتھ فسیلیٹی نہیں گنی جاتی - That is a preventive sort of body. تو اس سلسلے میں کوئی بے ضابطگی نہیں کی گئی کیونکہ یہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا بھی ذمہ ہے کہ ایک یونین کونسل میں دو ہیلتھ فسیلٹز نہ بننے دیں - اس لیے میں نے اس کے بارے میں عرض کیا - شکریہ -

سردار فضل احمد خان لنگاہ : جہاں تک جناب والا ! مجھے یہ لسٹ دی گئی ہے میں فاضل وزیر صاحب کا بیحد ممنون ہوں کہ انہوں نے بہت ہی دلچسپی لی ہے لیکن ان کو غلط ریکارڈ مہیا کیا گیا ہے - جناب والا ! میں نے عرض کیا تھا کہ 1981-82ء میں بھی دس ملے تھے اور جناب کی مداخلت سے 110 ملے تھے اب جو 1982-83ء کی tentative لسٹ آئی ہے اس میں ہمیں دس ملے ہیں - اس کے لیے ڈائریکٹوریٹ کا لیٹر بھی ان کے پاس بھیجا گیا ہے -

وزیر تعلیم و صحت : یہ 1981-82ء کے لیے ہے -

سردار فضل احمد خان لنگاہ : جناب ! 1981 82ء کا تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ 1981-82ء میں بھی دس تھے اور جناب کی مداخلت پر 110 ہمیں ملے ہیں - میں تو 1982-83ء کی جو tentative لسٹ آئی ہے اس کے بارے میں بات کر رہا ہوں -

جناب چیئرمین : کیا یہ 1982-83ء کی لسٹ ہے ؟

سردار فضل احمد خان لنگاہ : جناب والا ! اس کی tentative لسٹیں ہمارے پاس پہنچ چکی ہیں ۔ اس کا اے ۔ ڈی ۔ پی ۔ ہمارے پاس آیا ہے ۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے ۔ آپ نے جو پوائنٹ یہاں اٹھایا ہے اس کو ہم دیکھ لیں گے ۔ آپ بھی دیکھ لیجیئے گا ۔ ہم لوگ 19 تاریخ کو بیٹھیں گے اور اس کو دیکھ لیں گے ۔ لیکن میں اس میں ایک چیز ضرور کہوں گا ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ : جناب والا ! ہمارے پاس اے ۔ ڈی ۔ پی پہنچ چکے ہیں ۔

جناب چیئرمین : اس کو کہنا چاہیئے کہ یہ approved proposals ہیں ۔ اس کو یوں کر کے لیجیئے گا اور جب official approval ہوتی ہے تو اس کا تعلق پیسے سے ہوتا ہے اور کئی باتیں ہوتی ہیں عموماً ہم اس کو disturb نہیں کرتے لیکن بعض دفعہ یہ ضروری ہوتا ہے تو اس کو آپ اس طرح announce کریں کہ یہ approved proposals ہیں Subject to final approval.

سردار فضل احمد خان لنگاہ : جناب والا ! میری عرض یہ ہے کہ جو 1981-82ء میں غلطی کی گئی تھی یا جو disparity تھی وہی 1982-83ء میں بھی ہے ۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے وہ تو آپ نے فرما دیا ہے اس کو ہم درست کر لیں گے ۔ سیکرٹری صاحب بھی اس کو نوٹ کر لیں ۔ دیکھئے آپ نے ہمارے سیکرٹری تعلیم کو ایسے چکر میں ڈالا ۔ (سیکرٹری صاحب سے مخاطب ہو کر ۔) لنگاہ صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ جو 1981-82ء کا ہے اس کو آپ درست کر لیجئے گا اگر اس میں کوئی غلطی ہوئی ہے ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ : جہاں تک بیسک ہیلتھ یونٹ کا تعلق ہے اس میں جناب والا ! ہم اپنی طرف سے کوشش کرتے ہیں کہ یہ اس علاقے میں دیا جائے جہاں ضروری ہو - جو چل اعوان ہے اس میں میں خود وہاں گیا بلکہ کمشنر صاحب نے بھی کہا گو ان کے اختیار میں نہیں ہے لیکن اس سے یہ بھی متفق ہوئے ہیں کہ چل اعوان جو ہے وہ صحیح ہے اور جو فیصلہ پہلے ہے وہ ایک سب سنٹر ہے جو بالکل ایک کونے پر ہے باقی یونین کونسلیں ایک سائڈ پر ہیں جہاں ہم نے یہ منتخب کیا ہے - اس کی اصل وجوہات یہ بھی ہیں کہ چیئرمین کو اپنی اپوزیشن کو بھی ساتھ لے کر جانا چاہئے تو اس اپوزیشن کو جو باقاعدہ allocation ہوتی ہے وہ allocation ان کو دی ہے پھر اتفاقیہ وہ احمد پور میں چلا گیا جو ہماری تحصیل ہے - اس وجہ سے میرے اپنے ہاؤس میں یہ ہوا کہ ایک ضلع کونسل نے جو صحیح سائٹ سلیکٹ کی ہے اور اپوزیشن کو بھی ساتھ لے کر جا رہے ہیں تو کہیں چیئرمین کی بد نیتی ہے کہ وہ اپنی تحصیل میں لے گئے ہیں - ایسا نہیں ہونا چاہئے - وہ جگہ صحیح ہے اور ہمیں اولیت دینی چاہئے ہمارا حق ہے - میں نے پہلے عرض کی تھی جیسے یہاں نہیں لانا چاہتا ایک افسر ہے ان کی وہاں زمینیں ہیں جس جگہ وہ لے جانا چاہتے ہیں -

جناب چیئرمین : وہ کون سا افسر ہے -

سردار فضل احمد خان لنگاہ : کوئی ڈائریکٹر ہے یا ڈپٹی ڈائریکٹر ہے -

جناب چیئرمین : آپ ان کا نام لیں کوئی بات نہیں ہے -

سردار فضل احمد خان لنگاہ : نام ان کا نہیں آتا ہے -

جناب چیئرمین : ہم انہیں الگ سے دیں گے - آپ نام تو لیں -

سردار فضل احمد خان لنگاہ : کوئی ہیلتھ میں ڈائریکٹر ہیں - ان کی زمینیں ہیں اوچ شریف میں اور وہ اس کے ساتھ ہے - اب آپ ہماری پوزیشن کو تو خراب نہ کریں -

جناب چیئرمین : ان کو علیحدہ دے دیں گے ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ : بے شک ان کو دے دیں ہمیں یہی رہنے دیں ۔

وزیر تعلیم : گزارش یہ ہے کہ رولز یہ ہیں کہ جس یونین کونسل میں ایک سہولت ہے وہاں دوسری نہیں بنانی ہے ۔

جناب چیئرمین : یعنی رولز یہ ہیں ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ : میں عرض کرتا ہوں ہمارے آنے سے پہلے جیسے ایک فاضل رکن نے پوائنٹ آوٹ کیا ہے میری اپنی یونین کونسل میں ایسی جگہ ایک ہیلتھ یونٹ بنایا گیا ہے جو آخر پر ہے اور وہ بیکار پڑا ہوا ہے ۔ اس کو بھی آپ دیکھیں ۔

جناب چیئرمین : پھر وہی پوائنٹ آ گیا ہے ۔ لنگاہ صاحب یہ جگہ اس قسم کے فیصلے کی نہیں آپ نے پوائنٹ آوٹ کر دیا ہے ۔ ہم بیٹھیں گے ہمارے پلاننگ والے بیٹھیں گے اور دیکھیں گے ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ : میری عرض یہ ہے کہ جو ہماری طرف سے پوائنٹ آتا ہے بہر حال یہ ایکسپرٹ لوگ ہوتے ہیں کہیں سے یہ بہانہ ڈھونڈ لیتے ہیں ۔

جناب چیئرمین : ایکسپرٹ کے متعلق بھی کہہ رہا ہوں کہ ایکسپرٹ کو بھی دیں گے ۔ آپ ان کا کیوں فکر کرتے ہیں ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ : ان کو بیشک دے دیں ۔ میرا یہاں رہنا چاہئے یہ اس کی بالکل صحیح سائٹ ہے ۔

جناب چیئرمین : میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ نے اپنا پوائنٹ بنا لیا ہے ۔ ہم اس کے اوپر بیٹھیں گے اور اس پر فیصلہ کر دیں گے بلکہ آپ کو

بلوائیں گے اور وہاں بیٹھائیں گے ۔ ان کو ضرور بلوائیے گا جب بھی فائنل فیصلہ ہوگا ۔

وزیر صحت : ابھی تو یہ فیصلہ ادھر بہاول پور میں ہونا ہے ڈویژنل سطح پر ان کا subject to their approval ہی ففٹ ہوگا ۔

جناب چیئرمین : آپ لوگ خود وہاں بیٹھ کر فیصلے کریں ۔ آپ تصفیہ کریں ۔ concensus کریں ۔ جیسے نواب صاحب کی ایک دفعہ concensus ہوگئی پھر اس کے اوپر فیصلہ ہونا چاہیئے ۔ وہ مڑکوں کا جھگڑا آپ کو یاد ہے میں آپ سے کہا کرتا تھا کہ آپ آپس میں فیصلہ کریں پھر میرے پاس آئیں میں اس پر ہاں کر دوں گا ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ : یہ جناب والا ! ضلع کونسل نے منظور کیا ۔ ڈویژنل کوآرڈینیشنز کمیٹی نے بھی اس کو منظور کیا کہ یہ صحیح جگہ ہے تو اس پر ہم مزید غور (reconsider) کیسے کر سکتے ہیں ۔

جناب چیئرمین : Kindly keep this unless you get it finally approved.

جناب رشید صدیقی : جناب والا ! وزیر تعلیم صاحب نے چھانگا مانگا اسکول کے متعلق جو تجویز دی ہے کہ وہ لڑکیوں کا بھی جاری رہے ۔ انہوں نے آپ سے درخواست کی ہے آپ اس کا اعلان فرما دیں ۔

جناب چیئرمین : آپ نے مجھے اس وقت دیکھا ہی نہیں ۔ میں نے تین دفعہ یوں کرکے سر ہلایا ہے ۔

(قہقہہ)

آپ دیکھیں تین اور دو پانچ دفعہ میں نے یوں کیا ہے ۔ میرا خیال ہے حاجی صاحب کچھ فرما رہے ہیں ۔ نماز کا وقت بھی ہے اور چائے کا وقت بھی ہے ۔ اس کے بعد آ کر کر لیں گے ۔ چار بجے تک وقفہ کر لیتے ہیں ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ : کل رات وقت مل جائے گا ۔

جناب چیئرمین : اس کے بعد بحث ہی ہوگی ۔ بالکل ایک دن رکھ لیں ۔

نواب زادہ مظفر علی خان : بحث کا وقت کتنا ہوگا ۔

جناب چیئرمین : تین گھنٹے بحث کے لیے ہوں گے ۔ چار گھنٹے کر لیں ۔ ترکوں نے بھی آپ کو بلایا ہوا ہے ۔ اگر آپ وہاں نہیں جانا چاہتے تو آپ یہاں بیٹھے رہیں ۔

نواب زادہ مظفر علی خان : جناب والا ا ڈیلیگیشن کے لیے وقت بتا دیں ۔

جناب چیئرمین : ڈیلیگیشن تو کل ہیں ۔

نواب زادہ مظفر علی خان : آپ اعلان فرما دیں کہ آپ انہیں وقت دے رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین : ڈیلیگیشن کل ہوں گے ۔ کل انشاء اللہ بیٹھیں گے ۔

نواب زادہ مظفر علی خان : شکریہ ۔

ڈاکٹر گلشن خلیق مرزا (لیڈی کونسلر میونسپل کمیٹی جہلم) : سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات کے متعلق کیا ہوگا ؟

جناب چیئرمین : سبجیکٹ کمیٹی کی رپورٹ آپ کے پاس ہیں ۔ جنرل بحث میں اگر آپ کوئی سوال اٹھانا چاہیں تو اٹھا سکتے ہیں ۔ ہر ایک کے پاس لکھے ہوئے جواب ہیں ۔ اگر آپ کو کسی نکتہ سے اتفاق نہیں تو جنرل بحث میں سوال اٹھا لیں ۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہر کسی نے وہ رپورٹ پڑھ لی ہوگی ۔ اگر کوئی سوال آپ کا بنتا ہے تو ٹھیک ہے وہ جنرل بحث میں آ جائے گا ۔

جناب صالح محمد نیازی (صدر : لیبر یونین ۔ سرگودھا) : جناب والا ! اسمبلی کا جو اسٹاف ہے وہ رات کو دس دس بجے تک بیٹھا رہتا ہے ۔ انہوں نے عرض کی ہے کہ قانون کے مطابق انہیں اوور ٹائم ملنا چاہیئے ۔

جناب چیئرمین : آپ نے نہ انہیں کل رات کے دس بجے تک جانے دیا اور نہ آج جانے کا ارادہ ہے ۔

جناب صالح محمد نیازی : ملازمین کو تو اوور ٹائم ملنا چاہیئے ۔ جو اسمبلی میں کام کرتے ہیں چپڑاسی اور دوسرے جو خدمت کر رہے ہیں ان کو معاوضہ ملنا چاہیئے ۔

جناب چیئرمین : انشاء اللہ ہوگا ۔ ان کو الاؤنس وغیرہ دیں گے ۔

(اس مرحلہ پر نماز عصر اور چائے کے لیے وقفہ ہوا)

چالیس رکنی کمیٹی کی سفارشات پر عام بحث

اناؤنسر : خواتین و حضرات آج کے اجلاس کی چوتھی نشست کی کارروائی چالیس رکنی کمیٹی کی سفارشات پر عام بحث سے شروع ہوتی ہے ۔

جناب لیاقت علی خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل ملتان) : جناب چیئرمین میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ۔ (32) نمبر سفارش ہے کہ

"کمشنر ۔ ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر صاحبان کو حکومت کی طرف سے دے گئے اختیارات کا استعمال جاری رکھا جائے" ۔

اس سلسلہ میں میں کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔ پچھلے دنوں آپ نے کچھ وفود ، صوبہ سندھ ، بلوچستان اور سرحد میں بھیجے ہیں ۔ صوبہ سندھ سے دو وفود پنجاب میں پچھلے دنوں آئے تھے تو ان لوگوں سے ملنے کے بعد

ہمیں یہ معلوم ہوا کہ جہاں تک پاور کا تعلق ہے یا لوکل کونسلز کی smooth running کا تعلق ہے ۔ اس میں ہم لوگ دوسرے صوبوں سے بہت پیچھے ہیں ۔ سیکشن (29) اور (156) کا استعمال میں یہ نہیں کہتا کہ پنجاب میں بے دریغ کیا گیا ہے ۔ مگر جیسا کہ آپ نے بھاولنگر اور بھاولپور میں حالات دیکھے ہیں ۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان حالات میں یہ مناسب ہوگا کہ یہ اختیارات سیکشن (29) (156) کے تحت کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کے پاس رہنے چاہئیں ؟ میرے خیال میں یہ کوئی اتنا غور طلب مسئلہ نہیں ہے ۔ جب کہ باقی سارے صوبوں میں یہ اختیارات گورنمنٹ کے پاس ہیں اور نیچے کسی کو تفویض نہیں کیے ہیں تو پنجاب اس سلسلہ میں کیوں پیچھے رہ گیا ہے ۔ تو میرا خیال ہے کہ smooth running کے لیے اور استحکام (stability) کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ یہ اختیارات حکومت کے پاس ہی رہنے چاہئیں ۔ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر صاحبان کو پاورز ڈیلیگیٹ نہ کیے جائیں ۔ میں اسی سلسلہ میں مزید بھی کچھ کہنا چاہوں گا میئر کراچی نے اپنی کونسل کے بارے میں کچھ باتیں ملتان آ کر کہیں ۔ انہوں نے کہا کہ وہ رابطہ کمیٹی کے چیئرمین ہیں ۔ جب کہ کمشنر کراچی بطور ممبر ان کے نیچے بیٹھتے ہیں ۔ ہمیں یہ شوق نہیں ہے کہ کمشنر یا ڈپٹی کمشنر ہمارے نیچے آ کر بیٹھیں ۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ ہمیں باقی صوبوں کے برابر لایا جائے اور ان اداروں کو مستحکم بنانے کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ جو اختیارات ان کے پاس ہیں وہ ہمارے پاس بھی ہوں ۔ اس بارے میں مزید آپ رائے لے لیجئے ۔ میرے خیال میں یہ کوئی سوچنے والی یا بحث طلب مسئلہ نہیں ہے ۔ میں جناب گورنر سے گذارش کرونگا کہ اس سلسلہ میں جلد از جلد فیصلہ کیا جائے اور مزید اگر تمام ایوان سے رائے لینی ہے تو لے لی جائے ۔

جناب لیاقت علی ملک (چیئرمین میونسپل کمیٹی مظفر گڑھ) :
جناب والا ! اسی سلسلہ میں میں تھوڑی سی وضاحت طلب کرنا چاہوں گا ۔

میں پہلے بھی کئی دفعہ گوش گزار کر چکا ہوں کہ ہمیں شکوہ نہ کسی کمشنر صاحب سے اور نہ ہی کسی ڈپٹی کمشنر صاحب سے ہے ، اور نہ ہی سیکشن (29) کے تحت کوئی نوٹس ملا ہے - لیکن بات صرف اصول کی ہے - پچھلے دنوں مجھے صوبہ سرحد بھیجا گیا اور وہاں ہم نے معلوم کیا - ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ سیکشن 29 اے نہ ہو - اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا - بے شک سیکشن 156 بھی رہے - لیکن اس کا اس طرح سے صحیح استعمال نہیں ہو رہا جس طرح کہ یہ ہونا چاہیے - جس طرح یہ پاورز ڈیلیگیٹ کی گئی ہیں - یہ صوبائی حکومت کے پاس ہو ، ضرور ہو لیکن خدا کے لیے یہ اختیارات آگے ڈیلیگیٹ نہ کیجئے - اس کی وجہ یہ ہے مثلاً ہم اگر کسی ملازم کو بد عنوانیوں کی بنیاد پر انکوائری کروا کر نکال دیتے ہیں - کچھ دنوں کے بعد ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس اپیل ہوتی اور انہوں نے اس کو بحال کردیا اور وہ کہنے لگا جی - السلام علیکم میں آ گیا ہوں - اس طرح جو ہماری تذلیل ہوتی ہے اس سے ہمیں بچائیں - یہ اختیارات بے شک آپ صوبائی حکومت کے پاس رکھیں - اس میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن دوسرے صوبوں میں ایسا نہیں ہے صرف ہمارے ہاں ہے - اس کا جواز ہمیشہ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ پنجاب چونکہ ایک بڑا صوبہ ہے - لوکل کونسلز کی تعداد زیادہ ہے - اس لیے یہ ممکن نہیں ہے ، صوبائی حکومت میں کوئی خاص آدمی نہیں ہے کہ اس کو بیٹھ کر کنٹرول کرے - لہذا اس لیے یہ ضروری کہ کمشنر صاحبان اور ڈپٹی کمشنر صاحبان کے پاس یہ اختیارات ہونے چاہئیں - حالانکہ ایسا نہیں ہے - سندھ میں بھی تو ہو رہا ہے - سندھ بھی کوئی چھوٹا صوبہ نہیں ہے - اسی لیے میں یہ گزارش کرونگا کہ خدا کے لیے یہ اختیارات آپ اپنے پاس رکھیں - تب جا کر ان کا صحیح استعمال ہوگا - ورنہ اس کا خوف دے کر نہ جانے کیا کچھ کروانے کی کوشش کی جاتی ہو گی - تو میں اس سلسلہ میں یہ گذارش کرونگا کہ یہ اختیارات صوبائی حکومت کے پاس ہونے چاہیئں -

جناب چیئرمین : اس کا کتنا استعمال ہوا ہے ؟

سیکرٹری لوکل گورنمنٹ (حاجی محمد اکرم) : جناب والا ! جہاں تک سیکشن 29 کا تعلق ہے یہ تو ہے removal کے بارے میں - شروع میں یہ اختیارات حکومت کے پاس تھے لیکن بعد میں یہ محسوس کیا گیا کہ چونکہ removal کے بہت سارے کیس ہیں - اس لیے عملی طور پر ممکن ہی نہیں ہے کہ حکومت کی سطح پر ان کو dispose of کیا جائے - تو قانون میں یہ ترمیم کی گئی اور کمشنر صاحبان کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ لوگوں کی (petitions) اپیلیں وغیرہ سن لیں اور اس کے ساتھ ہی اپیل کا حق بھی دے دیا گیا - یعنی اگر کسی کو کمشنر صاحبان remove کرتے ہیں تو اس کے لیے اپیل کا حق حکومت کے پاس موجود ہے جب کہ پہلی پرویژن کے تحت ان کے پاس اپیل کا حق نہیں تھا - ایک ہی فیصلہ تھا جو حکومت کر دیتی تھی اور وہی فیصلہ آخری ہوتا تھا - اس طرح قانونی طور پر اور انصاف کے تقاضوں کے حساب سے موجودہ پرویژن زیادہ مواقع فراہم کرتی ہے -

دوسری بات جو جناب والا ! نے پوچھی ہے کہ removal کے کتنے کیسیز ہیں ؟ میں اس وقت صحیح تعداد تو نہیں بتا سکتا - مگر ڈپو ہولڈرز اور اس قسم کے لوگوں کو نکال دیا گیا ہے - پولیٹیکل گراونڈ پر ایسے کیسیز ہیں - جن میں کسی ایسی پارٹی کے رکن ہیں جو قانون کے تحت رجسٹرڈ نہیں ہے - اگر ایسی پارٹی کے ممبروں نے انتخاب لڑا ہے تو اس کو remove کیا جا سکتا ہے - لیکن جناب والا ! اس قسم کے زیادہ کیسیز نہیں ہیں سارے صوبہ میں زیادہ سے زیادہ 100 کیسیز ہوں گے -

جناب چیئرمین : کب سے ؟ کون سے سال سے ؟ میں ذرا اپنا مائنڈ کلیر کر لوں -

سیکرٹری لوکل گورنمنٹ : جنوری 1980ء سے لے کر اب تک -

جناب چیئرمین : کوئی کمشنر صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں ۔

کمشنر ملتان (جناب حسن رضا پاشا) : جناب والا ! میرے پاس 20 سے زیادہ نہیں تھے ۔

حافظ محمد یونس : (میئر ، میونسپل کارپوریشن ، سرگودھا) ۔ جناب والا ! اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس دفعہ 156 ، 157 اور 158 کے تحت بلدیاتی امور میں انکوائری کرنے کی ہدایات دینے یا بلدیہ کے احکامات معطل یا منسوخ کرنے کے اختیارات حکومت کو حاصل تھے جو حکومت نے اب کمشنروں ، ڈپٹی کمشنروں اور اسسٹنٹ کمشنروں کو تفویض کر دیئے ہیں یہ جو بلدیات کے چیئرمین یا میئر حضرات ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ کونسلروں کے ووٹوں سے منتخب ہوتے ہیں اور اکثر و بیشتر حالات ایسے ہیں کہ وہ مختلف کاموں کے اندر اپنا اثر و رسوخ بھی استعمال کرتے ہیں اور اگر کسی وقت کوئی کام نہ ہو تو پھر وہ مخالفت پر بھی اتر آتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی شکایات یا غلط قسم کے پروپیگنڈے کے ذریعہ افسران کے خلاف اس قسم کی تحریک اکثر چلاتے ہیں جس کی وجہ سے بلدیہ کے چیئرمین یا میئر آئینی طور پر اپنے قانونی اختیارات کو استعمال نہیں کر سکتے اور ان کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ جس وقت کوئی شکایت ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس جاتی ہے یا کمشنر صاحب کے پاس جاتی ہے تو وہ comments بہت کم لیتے ہیں اور انکوائری شروع کر دیتے ہیں اگر ایسا ہو جائے کہ کمشنر صاحبان یا ڈپٹی کمشنر صاحبان پہلے comments لے لیں اور اس کے بعد پھر بیسک انکوائری کریں تو پھر تو میرا خیال ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن comments تک نہیں لئے جاتے اور انکوائری شروع کر دی جاتی ہیں ۔

اس سلسلہ میں جناب والا ! میں یہ بھی عرض کروں گا جہاں تک اختیارات دینے کا تعلق ہے تو یہ تو ایوان کے اندر ہی فیصلہ ہوگا کہ آیا یہ اختیارات موجودہ چیئرمین حضرات اور میئر حضرات کمشنر صاحبان کے پاس پسند کرتے ہیں یا نہیں کرتے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ جس وقت کوئی شکایت آتی ہے اور وہ شکایت غلط ثابت ہو تو شکایت کنندہ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جاتی حالانکہ اس کے اندر چیئرمین یا میئر حضرات کا کردار متاثر ہوتا ہے تو میری یہ تجویز ہے کہ اگر عوام کے کسی فرد کو کسی بھی بلدیہ کے حکم سے اختلاف ہو تو وہ صرف اپیلیٹ کی صورت کے اندر اپنی داد رسی کرے اور چیئرمین کے خلاف قانونی طور پر یا مفاد عامہ کے خلاف اگر کوئی شکایت ہو تو صرف بلدیہ کے کسی کونسلر کے ذریعے ہاؤس کے اندر بھیج کر اس پر بحث کروا کر اس کا فیصلہ کروائے ۔ اس کے باوجود بھی اگر اس کی داد رسی نہ ہو اور اس کو داد رسی مطلوب ہو تو صرف بلدیہ کا ممبر ہی افسران مجاز سے رجوع کرے ۔ اب تو حالت یہ ہے کہ اکثر طور پر ممبران اپنے کسی ووٹر کے ذریعے سے چیئرمین یا میئر کے خلاف درخواست دلا دیتے ہیں اور اس پر کارروائی شروع ہو جاتی ہے ۔ تو جناب والا ! شکایت اگر غلط ثابت ہو تو میں یہ تجویز کروں گا کہ چیئرمین یا میئر کو ہراساں کرنے والے شکایت کنندہ کے خلاف لازمی طور پر کوئی نہ کوئی کارروائی کی جائے تاکہ وہ اطمینان کے ساتھ اپنا کام سرانجام دے سکے ۔ شکریہ

میاں مجید اکبر فاروق (چیئرمین ، میونسپل کمیٹی ، گجرات) : جناب چیئرمین ! چونکہ سیکشن 29 ۔ سی زیر بحث آیا تھا اور اس پر ایک فاضل رکن نے 156 کا حوالہ دیا تھا ۔ میرا خیال ہے بہت سے ایسے اختیارات کمشنر صاحبان اور ڈپٹی کمشنر صاحبان کے پاس ہیں جن کے تحت وہ کسی بھی بے ضابطگی کے بارے میں چیئرمین حضرات سے پوچھ گچھ کر سکتے ہیں ۔ میں فاضل ممبر کی تجویز سے متفق ہوں کہ متعلقہ چیئرمین صاحبان سے

پوچھ کچھ کرنے سے پہلے کم از کم comments ضرور لئے جائیں ۔ جو زیادہ اہم بات تھی وہ ہے سیکشن 29 - سی جس کے تحت غیر رجسٹرڈ پارٹی کی بنیاد پر ڈس کوالیفیکشن ہے ۔ میرے فاضل دوست جنہوں نے اسے پیش کیا ہے سب سے پہلے انہوں نے اعتراض کیا ۔ کہ اس کا اختیار صرف گورنمنٹ کے پاس ہونا چاہیے ۔ میں اس سے ایک قدم اور آگے جاؤں گا اور یہ عرض کروں گا کہ یہ سیکشن 29 - سی ہونا ہی نہیں چاہیئے ۔ اگر کسی آدمی کو ان ۔ رجسٹرڈ پارٹی کی بنیاد پر آپ ڈس ۔ کوالیفائی کرتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اس سے زیادہ لازمی یہ پتا کیا جائے کہ یہ آدمی محب وطن ، (patriotic) یا نیشنلسٹ ہے یا نہیں محب وطن (patriotic) یا نیشنلسٹ ہونا بہت زیادہ لازمی ہے اگر اس کی ملک دشمن سرگرمیاں (Anti - national activities) ہیں تو وہ چاہے ان رجسٹرڈ پارٹی سے ہو یا رجسٹر پارٹی سے ہو ۔ سیاسی ہو یا غیر سیاسی ہو کسی قسم کا بھی ہو اس کو بہر حال ایسے اداروں میں exist کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے ۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ ملک میں اس کا آزادانہ طور پر پھرنا بھی جائز نہیں ہے ۔ تو میری استدعا یہ تھی کہ ذرا حقیقت پسندانہ ہو کر ان مسائل کو جو ہمارے ذہن میں پیدا ہو رہے ہیں حل کرنے کی کوشش کی جائے اور صرف اس بنا پر کسی کو موردالزام نہ ٹھہرایا جائے کہ وہ کسی نہ کسی وقت ان ۔ رجسٹر پارٹی کے ساتھ affiliation رکھتا تھا چونکہ ہمارا قومی کردار یہ ہے کہ ہمیں جہاں سے مفاد حاصل ہوتا ہے وہاں ہم سب سے پہلے پہنچتے ہیں اور پچھلے وقتوں میں ہم نے یہ پیش نظر رکھا ہے اب کے متعلق تو آئندہ وقت ہی بتائے گا کہ کیا ہوتا ہے لیکن آج سے پہلے اس ملک میں یہی ہوا ہے ۔ چاہے یہ سیاسی رنگ میں تھا ۔ چاہے یہ مالی رنگ میں تھا ۔ چاہے کسی بھی صورت میں تھا اس کو انہوں نے سامنے رکھا ہے ۔ تو میرے خیال میں بجائے اس کے کہ 29 - سی کو لاگو رکھ کر لوگوں میں بد دلی یا ایسا احساس پیدا کیا

جائے جس سے وہ خود کو ایک غیر ملکی سمجھنا شروع کر دیں اور ہر وقت اپنے آپ کو ایک غدار تصور کریں شاید جائز نہیں ہوگا اس سے یہ بہتر ہوگا کہ تمام لوگوں میں اس قسم کا اعتماد پیدا کیا جائے اور اس قسم کا ماحول پیدا کیا جائے جس میں وہ اپنے ملک کو اپنا ملک سمجھیں ۔ اس سے محبت کریں ۔ اس کی ترقی میں شامل ہوں اور کوئی بہتر کنٹریبیوشن کر سکیں اور انہیں اعتماد ہو کہ ہم اپنے ہی ملک میں رہ رہے ہیں ۔ شکریہ ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب جاوید اقبال رانا (چیئرمین ، میونسپل کمیٹی ، بہاولنگر) **:** جناب والا ! جو وفد صوبہ سندھ میں گیا تھا اور میں اس کا ممبر تھا، اور میئر سیالکوٹ بھی ہمارے ساتھ تھے وہاں پر ہم نے یہی دیکھا کہ سیکشن 29 کے اختیارات صرف گورنمنٹ کو ہیں اور میں اس ایکٹ کی definition واضح کر دوں کہ Government means ; the Government of the Punjab. اسسٹنٹ کمشنر ، ڈپٹی کمشنر یا کمشنر کو پاور کی ڈیلیگشن جو ہے وہ دفعہ 156 کے تحت ہو یا دفعہ29 کے تحت ہمارے لئے بہت مضر ہے۔ اس سے ہماری کارکردگی بھی متاثر ہوتی ہے اور پھر یہ کہ جب ہم ٹاؤن کمیٹی کا ایک ریزولیوشن دیتے ہیں تو ڈپٹی کمشنر صاحب بغیر سنے اور بغیر نوٹس دیئے اس کو null and void کر دیتے ہیں ۔ حالانکہ اس میں نوٹس کی پروویژن بھی موجود ہے ۔ لیکن جناب والا ! ہم نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ لوکل گورنمنٹ کا جو محکمہ ہے وہ صرف اور صرف ہمارے لئے بنا ہے ۔ تو جناب والا ! میں گذارش کروں گا کہ یہ اختیارات گورنمنٹ کے پاس ہونے چاہیں اور لوکل گورنمنٹ کا جو پورا محکمہ ہے وہ خود اس پر کارروائی کرے ۔ یہ کسی اور محکمے کے پاس اختیارات ہونے ہی نہیں چاہئیں ۔ سندھ میں ہمیں یہ بتایا گیا کہ وہاں ڈس کوالیفیکیشن کے صرف 5 کیسز اب تک

ہوئے ہیں ۔ وہاں گورنر صاحب سے بھی ہمارا وفد ملا ہے ۔ انہوں نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ ڈس کوالیفیکیشن کا چیپٹر تو ہم نے بند کر دیا ہے کیونکہ اب منتخب لوگوں کو دو سال کام کرتے ہوئے ہو چکے ہیں اور اب کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔ اگر کوئی اکا دکا ہوگا تو اس کے ساتھ نپٹنے کے لئے قانون میں اور بہت سے طریقے ہیں اور سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص جو کسی علاقے کا کونسلر ہے ۔ خواہ چیئرمین ہے ۔ وائس چیئرمین ہے وہ کبھی بھی نعوذ باللہ سماج دشمن اور ملک دشمن سرگرمیوں میں حصہ لے ہی نہیں سکتا اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کا احتساب شہر والے بھی کریں گے ۔ محلے والے بھی کریں گے اور معاشرہ بھی اس پر لعنت بھیجے گا اور وہ رہ ہی نہیں سکتا اور نہ اسے رہنا چاہئے ۔ ان حالات میں میں یہ عرض کروں گا کہ جو تلوار ہمارے سروں پر لٹکا دی گئی ہے اس کو تھوڑا سا ہٹا دیا جائے ۔ یہاں دو سال گزر چکے ہیں ۔ دو سال یہاں تجربہ بھی کر لیا ہے ۔

جناب چیئرمین : آپ کے ذہن میں ہیں کچھ لوگ جو ہم نے پکڑے ہیں یا اس کے تحت پکڑے ہوئے ہیں ۔

جناب جاوید اقبال رانا : میں نے عرض کی ہے کہ قانون میں اور طریقے بھی ہیں ۔

جناب چیئرمین : آپ ہی میں سے ہیں کوئی دو چار ۔

جناب جاوید اقبال رانا : وہ دفعہ 2ii کے تحت تو نہیں پکڑے گئے ہیں ۔

جناب چیئرمین : خاقان بابر صاحب آپ اس کے متعلق کیا فرمائیں گے ۔

جناب خاقان بابر (صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ سوسائٹی) : جناب والا ! میری تو یہ رائے ہے کہ یہ خطرہ تو ان کو محسوس ہوتا ہے جو صاحب اقتدار لوگ ہوتے ہیں ۔ خواہ وہ افسر ہو خواہ وہ ممبر ہو خواہ وہ

کوئی ہو ہر کوئی چاہتا ہے میرا اختیار بھی محفوظ ہو اور میری شخصیت بھی محفوظ ہو لیکن جہاں تک لیجسلیشن اور قانون کا تعلق ہے کامیاب حکومت وہی ہوتی ہے جو checks and balances رکھتی ہے۔ جس کا اپنا حساب صاف ہے اس کو ان دفعات سے کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہئے۔ ظاہر ہے جس کا حساب ٹھیک نہیں ہے اس کو ہی خطرہ محسوس ہو سکتا ہے اور جہاں تک یہ مطالبہ ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں Nobody should be condemned unheard یہ ایک fundamental basic principle ہے اور یہ بھی جواز موجود ہے اگر چیئرمین کے خلاف کچھ ہو جاتا ہے اس سے comments مانگ لینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ بنیادی قسم کی چیز ہوگی کہ اس سے comments مانگ لیے جائیں کہ تم کیا کہتے ہو کیونکہ الزام لگانے کی ہمارے ملک میں عام عادت ہے۔ لوگ لمبے لمبے الزام بلاوجہ اور بلا جواز بھی لگا دیتے ہیں لیکن یہ کہ قانون کو اس طریقے سے بدل دیا جائے کہ کوئی اپنی ذات نہ اس کو سمجھے۔ میں کسی کے ذاتی طور پر خلاف نہیں ہوں۔ میں اجتماعی مفاد میں یہ بات کرتا ہوں کہ قانون کو اس طریقے سے بدل دیا جائے کہ مطلق العنان ادارے۔ چیئرمین اور اشخاص بن جائیں تو ان سے cheeks & balances بھی required ہوتے ہیں۔ برابر لیجسلیشن بھی ختم ہو جائے گی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ میں سے بہت سے فرشتہ صفت لوگ ہوں۔ وہ بھی خدا کے فضل و کرم سے ہیں۔ ایسے بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ایسی برائیوں کا ارتکاب کر دیں کہ بعد میں آپ بھی ہاتھ ملتے رہیں۔ اس لیے جو حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ وہ دیانتدار ہیں۔ محب وطن ہیں محب وطن کسی کو اس لیے نہیں کہا جا سکتا کہ میں سمجھوں اس کو محب وطن۔ محب وطن کا فیصلہ اس نے کرنا ہے کہ وہ محب وطن ہے یا نہیں ہے۔ میں نے تو اس کے عمل کو پکڑنا ہے کہ اس کا عمل کیا ہے۔ وہ ایک کسوٹی پر پورا اترتا ہے یا نہیں اترتا۔ میری گزارش یہ

ہے کہ checks and balances کرنے کے لیے اس آرڈیننس میں یہ رکھا گیا ہے اور اس کو رہنا چاہئے کیونکہ اس سے حکومت کے خلاف جو علی الاعلان بات کرتا ہے ۔ بغیر کسی جھجک کے سازش کرنے کی لوگ کوشش کرتے رہتے ہیں ان اداروں میں بیٹھ کر ۔ اگر checks and balances کو ہٹا دیا جائے پھر جو سیاسی لوگ ہیں یہ ریزولیوشن بھی وہ لوگ لائیں گے اور آپ کا مقصد ہے کہ آپ غیر سیاسی بنیادوں پر فلاحی بنیادوں پر ان سے کام لینا چاہتے ہیں ۔ جو قانون کا مقصد ہے ۔ جو اس کی غرض و غائیت ہے جس کے تحت یہ اسمبلیاں معرض وجود میں آئی ہیں ۔ یہ ادارے معرض وجود میں آئے ہیں اس سے اس قانون کا مقصد فوت ہو جائے گا اگر checks and balances کو maintain نہیں کیا گیا ۔ اس لیے ان دفعات کو ہٹانا کوئی چھٹی کے مترادف ہے اور ہر کوئی مانگتا ہے کہ مجھے کوئی چھٹی دی جائے ۔ ہر ایک حقوق کا طالب گار ہے لیکن ذمہ داری اپنی نباہنے کے لیے کوئی تیار نہیں ہے ۔

Rights and obligations are to go side by side. If there is no right there is no obligation and if there is no obligation there is no right.

جب یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں حقوق ملیں و بار ان کو یہ ذمہ داری بھی قبول کرنی چاہئے کہ وہ misconduct کے مرتکب نہ ہوں ، سیاست بازی کے مرتکب نہ ہوں ۔ گڑ بڑ کرنے کی کوئی کوشش نہ کرے ۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس پر ہر دانشمند حکومت کا نگاہ رکھنا فرض اولین ہے ۔ کیونکہ اس میں ملک کی بقا ہے ۔ اسی میں ملک کی سالمیت ہے اور اسی میں ملک کی بہتری ہے ۔

جناب چیئرمین : بیگم عابدہ حسین صاحبہ بحیثیت چیئرمین آپ اس کے اوپر کچھ کہنا چاہیں گی ۔

بیگم سیدہ عابدہ حسین (چیئرمین ضلع کونسل جھنگ) : Sir, actually I am confused about it. میں سمجھتی ہوں ایک طرف سے تھوڑا سا humiliating ہے - ہمارے اوپر یہ دفعہ as a sword hang کرتا ہے -

جناب چیئرمین : آپ نے بھی یہی محسوس کیا ہے -

بیگم سیدہ عابدہ حسین : on the other hand خاقان بابر صاحب کی بات میں بھی کچھ وزن ہے - ہم لوگ ہزار اپنے آپ کو غیر سیاسی کہیں لیکن چونکہ لوگوں میں سے ہیں تو اس حد تک سیاسی ہیں اس میں ہمیں یقیناً temptation تو ہو جائے گی کہ ہم topical issues پر قرار دادیں کریں اور ایک element کے اس میں آنے کا امکان ہے - جب اپنے تھوڑے سے تقدس کو سوچا جاتا ہے - جب یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم لوگوں کے ووٹ لے کر آئے ہیں تو ہمارا اس میں کچھ تقدس پائمال ہوتا ہے - میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں -

I have no firm opinion on it. Thank you Sir.

سردار محمد عارف خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل قصور) : جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ میرے دوست خاقان بابر صاحب نے اس کا کچھ غلط مطلب لیا ہے - فاضل ممبر صاحب نے جو پہلے فرمایا ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ اس دفعہ کو بالکل ختم کیا جائے - دفعہ موجود رہے - لیکن اس کے استعمال کا اختیار بجائے کمشنر یا ڈپٹی کمشنر کے سیکرٹری صاحبان کو دیا جائے یا گورنر صاحب کو دیا جائے - یہ ہم نہیں چاہتے کہ اس کو ختم کیا جائے - یہ جو checks and balances ہیں اس کو کبھی ختم نہیں ہونا چاہئے -

جناب چیئرمین : شیخ غلام حسین صاحب آپ اس کے متعلق فرمائیں -

شیخ غلام حسین (میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) : جناب والا ! میں اس سے مختلف رائے رکھتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپنی رائے

دیانتدارانہ ہونی چاہئے ۔ اس میں کچھ دوستوں نے کہا ہے کہ چونکہ یہ رائے میری اپنی ہے تو مجھے اس پر فخر ہے کہ یہ میری اپنی رائے ہے ۔ جو بات درست سمجھی جائے اس کو کہنا چاہئے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ اس وقت دو چیزوں کے متعلق 29 اے میں آیا ہے ۔ ایک صاحب کا یہ ارشاد تھا کہ کمشنر کے پاس یا ڈپٹی کمشنر کے پاس اختیارات نہیں ہونے چاہئیں اور یہ اختیارات حکومت کے پاس رہنے چاہئیں ۔ دوسرے صاحب نے اس میں تھوڑا سا اضافہ کیا ہے کہ یہ اختیار سرے سے ہونا نہیں چاہئے ۔ اس میں خاقان بابر صاحب نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے ۔ جس وقت یہ الیکشن ہونے تھے اصل میں تھوڑا سا اس کے پس منظر میں جائیں اور ان حالات کو سامنے رکھیں تو اس وقت ایک پارٹی نے باقاعدہ اپنی تنظیم کی طرف سے ٹکٹ دئے اور پورے ملک میں الیکشن لڑے ۔ اس کے مقابلہ میں دوسری پارٹیوں کی طرف سے الیکشن لڑنے والوں کے متعلق ایک مرحوم لیڈر نے لفظ خبیث بھی استعمال کیا تھا کہ یہ خبیث لوگ ہیں جو ان الیکشنوں میں حصہ لے رہے ہیں اور دوسرے دھڑے کی طرف سے نہ صرف حصہ لیا گیا بلکہ پوری شد و مد کے ساتھ اس کی مخالفت کی گئی ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے بہت کم حصہ لیا ۔ اب جب یہ ادارے بن گئے ہیں اس میں ایک تنظیم جو پورے ملک میں ہے جس کو اسلحہ کے ڈھیر مل رہے ہیں ۔ ہم مل رہے ہیں آج تک وہ پیچھا نہیں چھوڑ رہی ہے حتیٰ کہ اب سرحدوں سے باہر جا کر بھی وہ اپنے دفاتر قائم کرکے اس ملک کی سالمیت کے خلاف پورے طریقے سے کوشاں ہیں ۔ یہ تنظیم جو قانونی طور پر غیر رجسٹرڈ جماعت ہے الیکشن میں حصہ لینے کی مجاز نہ تھی ۔ یہ قانون اس الیکشن کے ہونے سے پہلے کا بنا ہوا ہے ۔ غیر رجسٹرڈ جماعتیں الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتی تھیں ۔ بہر حال ایک طرف تو ہم یہ بات کرتے ہیں کہ لا مرکزیت (decentralization) ہونی چاہئے ۔ ہر بار ہم یہ کہتے ہیں کہ بجائے ہر بات حکومت اپنے پاس رکھے اس کو کمشنر کے پاس بھیجے ۔ ڈپٹی کمشنر کے پاس بھیجے ۔ بجائے اوپر کی سطح کے ہر مسئلہ میں ایک طرف تو یہ چاہتے

ہیں کہ ان کی تقسیم ایسی ہو کہ نچلی سطح پر بہ جائے ادھر سے اب یہ مطالبہ ہے کہ سیکرٹری بھی حکومت کا ایک آلہ کار ہے جس طریقے سے ایک کمشنر حکومت کا آلہ کار ہے ۔ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید کمشنر کے پاس زیادتی ہوگی اور سیکرٹری کے پاس زیادتی نہیں ہوگی ، تو یہ درست نہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ چونکہ اس کے اندر لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے ، حکومت نے اس کو ڈی سنٹرلائز کیا ہے ۔ ادھر تو ہم ہائی کورٹ جیسے اداروں کو بھی ڈسٹری بیوٹ کر کے ، ان کو ڈی سنٹرلائز کر کے پنڈی میں لے جا رہے ہیں اور مطالبہ ہے کہ ہم اس کو فیصل آباد میں بھی لے جائیں ۔ مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو اپنے مقدمات اور مسائل کے سلسلے میں ایک ہی جگہ لاہور میں نہ جمع ہونا پڑے ۔ مثال کے طور پر اگر پنڈی میں چار آدمی ہیں ۔ ان کے خلاف کیسز ہیں ۔ جب حکومت کے پاس اختیارات ہوں گے تو ان چاروں حضرات کو اپنے مقدمات کی پیروی کے لیے ہر بار لاہور آنا پڑے گا ۔ اگر وہی سہولت انہیں لاہور کے بجائے پنڈی ، سرگودھا یا ملتان میں مہیا کر دی جائے تو بہتر ہوگا ۔ اس کے بعد اپیل سیکرٹری صاحب کے پاس ہو سکے گی ۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی برائی ہے ۔ یا تو کمشنر حکومت سے باہر کا کوئی عوامی آدمی ہو تو اس سے پھر ہم یہ مطالبہ کریں کہ نہیں صاحب ، چونکہ یہ کمشنر ہے ، اس لیے اس کے بجائے کسی عوامی آدمی کو اختیار دو اس سے تو کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ خواہ سیکرٹری ہو یا کمشنر ۔ اس لیے میں اس سلسلے میں اپنی رائے مختلف رکھتا ہوں ۔ باقی کچھ حضرات جو یہ مثال دیتے ہیں کہ سندھ میں پنجاب سے زیادہ بڑے وسیع اختیارات ہیں ، یہ بالکل ٹھیک ہے ۔ مگر میرے علم میں ایک بات یہ بھی ہے کہ سندھ کونسل کے اجلاس کی کارروائی دیکھنے کی اجازت نہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ پنجاب کو دی گئی اور نہ ہی میئر لاہور میونسپل کارپوریشن کو اندر داخل ہونے تک کی اجازت دی گئی ۔ اس لیے وہاں بے شمار چیزیں ایسی

ہیں ، جو ہمارے ہاں نہیں ہیں اور بے شمار چیزیں ایسی ہیں جو ہمارے ہاں ہیں ، وہاں نہیں ہیں ۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں ۔ یہاں دونوں حضرات موجود ہیں ۔ یہ گواہی دیں گے کہ سندھ کونسل کے اجلاس کی کارروائی سننے کی اجازت نہیں دی گئی ۔ اب یہ کہنا کہ سندھ میں بڑی جمہوریت ہے ، وہاں زیادہ اختیارات ہیں ، درست نہیں ہے ۔ یہ تو اپنے اپنے صوبے کے حالات ہیں ۔ جو بھی وہ اپنے لیے بہتر سمجھتے ہیں کرتے ہیں اور جو اچھی چیزیں ہیں وہ ہمیں یہاں اپنانی چاہییں ۔ مثلاً ہمارے ڈیلیگیشن نے یہاں آ کر بتایا ہے کہ وہاں ڈسٹرکٹ کو آرڈی نیشن کمیٹیاں ہیں ۔ جیسا کہ مجھے اطلاع دی گئی ہے ، وہ ہمارے ہاں بھی بنائی جا رہی ہیں ۔ یہ سارے وفود بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ وہاں جو اچھی چیزیں ہیں ان کو ہم اپنائیں ۔ لیکن یہ کہنا کہ ہمارے ہاں بالکل ہی ایسا کوئی سسٹم نہیں اور ہر چیز ہی سندھ میں ہے ، اس سے میں اتفاق نہیں کرتا ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین : اس میں ہر کسی کا اپنا تجربہ ہے اور آپ کو یاد ہوگا کہ آج سے کوئی سوا سال پہلے ایک قسم کا مطالبہ ہوا تھا کہ ڈسٹرکٹ کو آرڈی نیشن کمیٹی بننی چاہیے ۔ پھر اس کے بعد ڈویژن کی سطح پر بھی ایک کو آرڈی نیشن کمیٹی بننی چاہیے ۔ ہم نے کوشش کی ۔ یہ میں آج سے کوئی سوا سال یا ڈیڑھ سال پہلے کی بات کر رہا ہوں ۔ اس وقت وہ ایک ناممکن قسم کی چیز تھی ۔ آج وہ ممکن ہے ۔ تو جیسے میں نے اپنی تقریر میں بھی کہا ، بحث کے بعد اس پر ہم دو تین دفعہ بات چیت کر چکے ہیں ، ہم نے میٹنگز کی ہیں ۔ آپ کے چند ایک منتخب نمائندوں نے بھی اس میں حصہ لیا ہے ۔ مجھے امید ہے کہ اس میں ایک دو چیزیں جو رہ گئی ہوئی ہیں انشاء اللہ وہ بھی ہو جائیں گی اور اس سے بھی بہتر ہو گی اور آج سے دس پندرہ بیس پچیس سال آگے بھی ہم سوچیں گے ۔ ہم ان صوبوں کا تجربہ لے رہے ہیں ، سندھ کا ، فرنٹیر کا اور ایک دو اور جگہوں کا بھی ۔ اس وقت پھر ہمیں یہ سوچنا پڑے گا کہ جب ایک دفعہ یہ ڈسٹرکٹ کمیٹی بن جاتی

ہے ، آیا اس کو وہاں تک ڈیلیگیٹ کرنا ہے یا تھوڑی دیر کے لیے بھی اوپر رہنے دیں - ان کے ہاں حالات تھوڑے سے ہم مختلف ہیں - چیک اینڈ بیلنسز ضرور ہونے چاہئیں تاہم اگر چاہیں تو اس کو ری ایگزامن کیا جا سکتا ہے - اس پے پورے پوائنٹس ، یعنی اس کی امپلی کیشنز کیا ہونگی اور آیا یہ وقت ہے کرنے کا یا نہیں - اس کو پھر ہم دیکھیں - جب ایک دفعہ ہماری ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن کمیٹی بن جاتی ہے تو اس پوائنٹ کو پھر دیکھیں گے - یہ پوائنٹ اچھا لیا گیا ہے - اس پر ہم ایک دفعہ پھر بیٹھ جائیں گے - پھر ایک دفعہ سوچ لیں گے - اس میں کوئی جلدی کی ضرورت نہیں - نہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اتنی دھاندلی ہو رہی ہے کہ یہاں لوگوں کو ہر روز ڈسمس کیا جا رہا ہو - تقریباً وہی شکلیں نظر آ رہی ہیں جو میں نے آج سے ڈیڑھ سال پہلے دیکھی تھیں - کوئی ڈسمس نہیں ہوا -

جناب لیاقت علی خان : نہیں ہوا - میں بھی کہہ رہا ہوں لیکن تلوار جو لٹک رہی ہے -

جناب چیئرمین : تلوار ! آپ کیوں گھبرا رہے ہیں - ضمیر تو صاف ہے ناں ؟

جناب لیاقت علی خان : ہماری ڈیلی ڈیلنگز ہوتی ہیں کمشنر صاحبان سے ، ڈی سی صاحبان سے -

جناب چیئرمین : نہیں - ایسی کوئی بات نہیں - جیسا کہ میں نے کہا ، اس کو ہم ایک دفعہ پھر دیکھ لیں گے - ان کے تجربے اور ہیں ، ہمارے اور ہیں -

جناب لیاقت علی خان : میں نے تو مثال دی تھی - بہاول پور کے جو حالات صبح آپ نے سنے ہیں -

جناب چیئرمین : جی ، کچھ نہیں ہوا - وہاں پر جو ہوا ، وہ دیکھیے ، ایوان میں آ گیا ہے -

جناب لیاقت علی خان : ان حالات میں میں کہہ رہا تھا ۔

جناب چیئرمین : میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ چیز یہاں پر اس گھر میں آ گئی ہے ۔

جناب خاقان بابر : آپ فرما چکے ہیں کہ پہلے ہی وہ آپ کے زیر غور ہے ۔

I mean privileges of the Members of the Council. That is the protection and privileges of the Members of this Council. I am sure about it that those are already under consideration.

جناب چیئرمین : آپ تقریباً ہر تین مہینے بعد ملتے ہیں ۔ جیسے ہم کہہ رہے ہیں ، اب تین چار مہینے بعد اپریل کے پہلے یا دوسرے ہفتے میں آپ ملیں گے ۔ آپ سے آپ کی رائے پوچھیں گے ، اس کے بعد اگر اس قسم کی کوئی چیز ہوتی ہے ، اس ہاؤس میں آئی ہے تو اس کو ہم نے ڈسکس کیا ہے ۔ آپ کے سامنے میں نے دو دفعہ کمشنر صاحب کو کھڑا کیا ہے ۔ اس کے بعد میں نے چند ایک ہدایات بھی دی ہیں ۔ اگر کہیں کوئی زیادتی ہے تو یہ چیکس اینڈ بیلنسز بھی ایک قسم کا ہو جاتا ہے ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ : میری گذارش ہے کہ جو کیس ہمارا ہے ، وہ شاید بابر صاحب کا نہ ہو ۔ ہم منتخب نمائندے دو سال میں جو تکالیف برداشت کر رہے ہیں ، یا جو اچھائیاں ہم دے رہے ہیں ، یا لے رہے ہیں وہ علیحدہ ہے اور بابر صاحب کا تجربہ on the whole علیحدہ بھی ہو سکتا ہے ۔ جہاں تک بلدیاتی اداروں کی چیکس اینڈ بیلنس کا تعلق ہے ، سارا ہاؤس اس سے متفق ہے کہ یہ ہونی چاہیے ۔ لیکن میرے خیال میں جتنی چیکس اینڈ بیلنس عوامی نمائندوں کی ہے کسی اور ایجنسی کی نہیں ۔ ہمارا اپنا ہاؤس ہر معاملے میں چیک کرتا ہے ۔ جیسا کہ آپ کے سامنے جائزے پیش ہوتے ہیں تو لوگوں نے بلا جھجک اٹھ کر ان پر نکتہ

چینی کی ہے - اسی طریقے سے اس سے بڑھ کر ہمارے اپنے ہاؤس میں ہوتا ہے - اس کے علاوہ سب سے بڑی چیک عوام ہیں - اس لیے کہ ہم وہ ایجنسیاں ہیں جو دن رات عوام کے پاس جاتے ہیں اور جب ہم غلطی کرتے ہیں تو انہیں اتنی جرأت ہوتی ہے کہ وہ ہمیں پکڑتے ہیں - تیسری ہمیں جو تکلیف ہوتی ہے ، وہ دفعہ 29 سے ہوتی ہے ، ہمارے اوپر ایک تلوار ضرور لٹکتی رہتی ہے - اگر ہم نے ڈی سی صاحب یا کمشنر صاحب کے خلاف مقامی طور پر یا کسی اور انتظامی ایجنسی کے مزاج یا دماغ کے تھوڑا سا خلاف گئے تو ہمارے اوپر سیکشن 29 یا دوسرا ایکٹ لاگو ہوتا ہے - میرے خیال میں ہمیں جو کہ موجودہ حکومت کی پیداوار ہیں ، جو بلدیاتی کلاس ہیں ہمیں جتنا ان چیکس اینڈ بیلنسز سے جو malafide طریقے سے ہوتے ہیں ، آزاد رکھا جائے گا ، ہم اتنا زیادہ independently اور دل جمعی سے کام کر سکیں گے - بہرحال بڑے آدمی کا دل اور سوچ بڑی ہوتی ہے اور چھوٹے کی چھوٹی ہوتی ہے - اس کی اصل وجہ آپ نے بہاولپور کے کیس میں دیکھ لی ہے کہ ہوار ہاؤس اس سے متفق ہے - اگر ایسی چیز پورے پنجاب میں کہیں اس طرح محسوس نہ ہوتی تو میرے خیال میں اس کو پورا ہاؤس vet نہ کرتا - تو اس سے محسوس ہوتا ہے کہ delegated powers کے سلسلے میں پورے پنجاب کے جو بلدیاتی ادارے ہیں ، اگر اس میں کسی ایک آدھ کی رائے مختلف ہو تو ہو سکتی ہے - 95 فیصد بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ 99 فیصد کی یہی رائے ہے کہ delegated powers نہیں ہونی چاہیے - چیکس اینڈ بیلنسز ضرور ہونی چاہیے - اس کے دو تین طریقے ہو سکتے ہیں - پہلا یہ ہے کہ حکومت کے پاس ہونی چاہیے - چاہے گورنر صاحب کے پاس ہو - well and good آپ کے پاس ہونی چاہیے - سیکرٹری صاحب کے پاس ہونی چاہیے - یا جوڈیشری کے پاس ہونی چاہیے - یا ایسا ہو سکتا ہے کہ ہر ڈویژن میں ، ڈی سنٹرلائزیشن کی جو بات شیخ صاحب نے فرمائی ہے ، وہ دوسرے کاموں کے لیے ہے -

یا یہ ہے کہ دو آدمی عوامی نمائندوں میں سے لے لئے جائیں ۔ ایک ڈائرکٹر لوکل گورنمنٹ لے لیا جائے اور اس کے بعد ایک وہاں کی مقامی کمیٹی بنا دی جائے ۔ اگر چیئرمین ضلع کونسل بہاول پور کے خلاف کوئی الزام (allegation) ہے تو وہ اس سے خارج (exclude) ہو جائے گا ۔ اس میں رحیم یار خان یا بہاول نگر کا چیئرمین آ جائے گا ۔ تو اس طریقے سے ہم آسانی سے بلدیاتی اداروں کو بغیر کسی ڈر کے چلا سکیں گے احتساب سے ہم قطعاً نہیں ڈرتے احتساب ہونا چاہئے ۔ لیکن اس طریقے سے نہیں ہونا چاہئے کہ اگر ہم نے کسی ڈی سی صاحب کا کہنا نہیں مانا اگر کسی کمشنر صاحب کا کہنا نہیں مانا تو اپوزیشن تو ہر ایک کی ہوتی ہے اور وہ ان کو بلائے اور کہے کہ سیکشن 29 کے تحت ان کے خلاف درخواست دے دیں ۔ میں یہاں عرض کردوں کہ ہمارے پاس جو کمشنر صاحبان سے لیٹر آتا ہے اس کی کاپیز جو بھیجتے ہیں اگر اس میں نائب تحصیلدار کا نام ہے تو اس کے بھی بعد میں چیئرمین ضلع کونسل آئے گا ۔ تقریبات میں اگر ہم بلائیں تو کبھی کوئی شخص نہیں آئے گا ۔ اور اگر ان کی تقریبات ہوں گی تو مجال ہے کہ کسی عوامی نمائندہ کو وہاں بلایا جائے ۔ یہ جو متحارب چیز ہو رہی ہے اس کی اصل وجہ ان کا قصور نہیں انہوں نے اس multifarious قسم کی ۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : بات یہ ہے ان لوگوں نے 150/100 سال سے اس قسم کے اختیارات کو اپنے تک رکھا ہوا ہے ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ : جناب ان کو یہ پتہ نہیں کہ کون کون سے محکمے میرے اختیار میں ہیں ۔ اس لیے اب یہ لوگ ان لوگوں سے نالاں ہیں ۔ یہ ان کا قصور نہیں ہے ۔ ہماری آپس میں اختیارات کی وجہ سے نفرت ہے ۔ یہ ان سے لے کر اگر اپنے پاس رکھ لیں تو آپ دیکھیں گے کہ ہمارا ان کا رشتہ بالکل برادرانہ (cordial) ہوگا یہ تو ٹھیک ہے کہ انتظامیہ اور عوامی نمائندے دو گاڑی کے پہیے ہیں ۔ ہم یہ ثابت کر دیں گے کہ

گاڑی کے دونوں پہیے خود پیدا کریں گے - خود اپنی گاڑی لے جائیں گے - یہ اپنی گاڑی علیحدہ رکھیں - ہمیں اپنے اوپر اعتماد رکھنا چاہیے - لیکن یہ تو head on collision کرتے ہیں -

جناب چیئرمین : کوئی head on collision نہیں ہے - میں اس چیز پر بہت clear ہوں - میں کئی دفعہ پبلک جلسوں میں کہہ چکا ہوں کہ آپ لوگوں نے اکٹھا چلنا ہے - اس میں ایڈجسٹمنٹ کی ضرورت ہوتی ہے - یہ ایڈجسٹمنٹ تھوڑی ہو رہی ہے - ان لوگوں نے خود کہا ہے کہ ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن کمیٹیاں بنائی جائیں - یہ ڈیڑھ دو سال سے بات ہو رہی ہے - یہ اوور نائٹ میں نہیں ہوتا - آپ بھی دھیرے دھیرے چلیے گا - اس میں زیادہ جلدی کی ضرورت نہیں ہے - آپ نے ان سے کہا - میں نے پھر آپ کے کہنے کے مطابق ان سے پوچھ گچھ کر لی اور ان کو ہدایات دے دیں - خصوصاً جب یہاں ممبر آتے ہیں اور خاص طور پر پنجاب کونسل کے ممبروں کو جو بھی وہاں تقریبات ہوں گی - آپ کا جو مقام ہے ، آپ کی جو جگہ ہے وہ دیں گے - آپ کا نام آخر میں نہیں آئے گا - یہ آپ کو بلاتے نہیں ہیں یہ آپ کے ہاں جاتے نہیں ہیں ، اس کو بھی ہم درست کریں گے - آپ اس بات کو سمجھ گئے ہیں - اب آپ کو تکلیف نہیں ہوگی - یہ ایک ایڈجسٹمنٹ کی بات تھی - اگر اس ایڈجسٹمنٹ میں کوئی چیز رہ گئی ہے تو وہ پوری کر دیں گے - ایسی کوئی بات نہیں - جہاں تک اس شک کا تعلق ہے اس کو تھوڑی سی گہرائی میں سوچ لیں گے - پھر دیکھیں گے - پھر اس ایوان میں لائیں گے - اس پر رائے لیں گے - ایک دفعہ ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن کمیٹی بن گئی تو جب وہ اس کمیٹی میں جائے گی اس میں یہ دیکھیں گے کہ آیا اب اس سطح پر ڈیلیگیشن آف پاورز ہونی چاہیے یا نہیں - آپ ذرا سا صبر کیجئے - انشاء اللہ ، ہم ایک سب کمیٹی بنائیں گے - اس کو بہت اچھی طرح سے دیکھیں گے ، ٹھوک بجا کر دیکھیں گے - اگر اس کو ہٹانا ہوگا تو اس کو ہٹا دیں گے - ایسی کوئی بات نہیں - چیف

سیکرٹری صاحب کو میں کہوں گا اور یہاں تمام صاحبان بشمول کمشنر صاحبان آئے ہوئے ہیں ، آپ اس پر تھوڑی سی نظر ، تھوڑی سی courtesy ضرور دیں -

جناب خاقان بابر : میں جناب اطلاع کے طور پر بات کرنی چاہتا ہوں - اس ہاؤس کا جو مقام اور عظمت ہے اس سے پہلے کبھی نہ تھی آپ سے پہلے بھی اسمبلیاں رہی ہیں ان اسمبلیوں کے ممبران بھی کچھ یہاں موجود ہیں - یہ طریقہ کار کبھی نہیں ہوا تھا کہ عوامی کچہری میں ، عوامی کٹہرے میں افسروں کو لا کھڑا کیا جائے کہ اس مسئلہ ان کا جواب دو - پہلے یہ طریقہ کار نہ تھا - ہمیں اس بات پر فخر کرنا چاہیے - طریقہ کار یہ تھا کہ میں نے کوئی سوال پوچھ لیا تو اس کی تمام تر ذمہ داری وزیر صاحب پر ہو گئی - لیکن آپ نے جو طریقہ اختیار کیا ہے یہ اسلامی ہونے کے علاوہ اخلاق طور پر بھی اس سے بہتر نظام ہو ہی نہیں سکتا - آمنے سامنے بات ہوئی کہ تم کیا کہتے ہو اور وہ کیا کہتے ہیں -

جناب چیئرمین : اس میں ہماری complete understanding ہے - یہاں آپ تعمیری تنقید ضرور کریں - اس کو ہم خوش آمدید کہیں گے - part and parcel of the same game کوئی ذاتی بات نہیں - اس سسٹم کو درست کرنا ہے - میرا یہ خیال نہیں کہ جو بھی یہاں افسران بیٹھے ہیں ، یہ اس کو ذاتی سمجھیں گے - یہ تو پرائنٹ یہ پوائنٹ نکل رہا ہے - ان کو تکلیف ہوئی اور ہم اسے درست کر سکتے ہیں - as a member of the same society آپ بھی ایک قسم کا نظام چلا رہے ہیں - وہ بھی ایک قسم کا نظام چلا رہے ہیں - لیکن یہاں پر کوئی صاحب آئے تھے - شاید میئر فیصل آباد تھے - ان کا نظریہ کچھ اور ہے - ہم لوگ ہر کام سب اکٹھے مل کر رہے ہیں - یہ ٹھیک ہے - آپ میں تھوڑی سی misunderstanding ہو گئی - اس سے تکلیف ہوئی وہ چیز یہاں بیان کی گئی - انہوں نے اپنی سائیڈ بیان کی - مجھے امید ہے جب واپس جائیں گے تو band shake

کریں گے - اور بہتر طریقے سے چلانے کی کوشش کریں گے - نہ وہ آپ کو destroy کریں گے ، نہ آپ ان کو destroy کریں گے -

بیگم نجمہ حمید (لیڈی کونسلر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) : وہ ہمیں destroy کریں گے -

جناب چیئرمین : نہیں ، نہیں ، ایسی کوئی بات نہیں - وہ نہیں کریں گے -

جناب لیاقت علی ملک : جناب چیئرمین ، گزارش یہ ہے ، ہمارا یہ اختلاف نہیں ہے کہ اس سیکشن کو اڑا دیا جائے - ہم کہتے ہیں کہ اس کا صحیح استعمال ہو - اس کی وجہ یہ ہے کہ مظفر گڑھ میں ایک ڈپٹی کمشنر صاحب ہوا کرتے تھے - جن کا یہ کام تھا کہ جب ہماری کسی بات سے ان کا اختلاف ہو جاتا تھا تو وہ یہ کیا کرتے کہ ہماری اپوزیشن کو بلا کر دو چار درخواستیں لے کر انکوائری کرا دیتے تھے -

جناب چیئرمین : یہ ایڈجسٹمنٹ کی بات ہے - شروع شروع میں تکالیف ہوتی ہیں - کیا میاں بیوی کا آپس میں جھگڑا نہیں ہوتا ؟ وہ بھی تو ایڈجسٹمنٹ کی بات ہے -

جناب لیاقت علی ملک : مجھے اس کا تجربہ نہیں - میری تو بیوی ہی نہیں ہے - جناب والا ! اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ایک اعلیٰ افسر نے مجھے یہ بات کہی تھی کہ آپ جتنا چاہیں ، چیخیں ، چلائیں یہ بات نہیں ہوگی - ہم نے گورنر صاحب اور جناب صدر صاحب کے کان میں ایک ایسی بات ڈال دی ہے کہ یہ سیکشن ختم ہو نہیں سکتا -

جناب چیئرمین : آپ یہ بتائیں کہ سندھ میں کیسے ختم ہو گیا ؟

جناب لیاقت علی ملک : جناب والا ! بقول ان کے میں حلفاً یہ بات

کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے یہ الفاظ کہے تھے - جب میں یہاں سے گیا تو انہوں نے کہا کہ اس کو چھوڑ دیجیے -

جناب چیئرمین : (پنجابی میں) خار دیو -

جناب لیاقت علی ملک : ''خار دیو'' کی بات نہیں -

جناب چیئرمین : ایسی کوئی بات نہیں - وہ بیٹھ کر سوچ لیں گے -

جناب لیاقت علی ملک : جہاں تک decenterlize کرنے والی بات ہے جو چیزیں decenterlize ہونی چاہیں تھیں - وہ اپنے پاس رکھ لی گئی ہیں - جن کو اپنے پاس رکھنا چاہیے تھا ، وہ آگے بھیج دی ہیں -

جناب چیئرمین : آپ بہت شکی مزاج ہیں - کچھ تو faith رکھیے -

جناب لیاقت علی ملک : بالکل نہیں جناب والا ! آپ نے میری demand پر بہت سی چیزیں decenterlize کی ہیں -

جناب چیئرمین : دیکھیے آپ نے میرے کان میں تو کچھ پھونکا نہیں ہے - ایسی کوئی بات نہیں ہے اب اس کو ختم کر دیں -

نواب زادہ مظفر علی خان (چیئرمین ضلع کونسل گجرات) : جناب چیئرمین اس وقت سیکشن 29 کا ذکر ہو رہا ہے - میں اس وقت بہتر پوزیشن میں نہیں ہوں کہ اس کے متعلق کچھ کہوں کیونکہ اس کے تحت ایک کیس میرے خلاف زیر سماعت ہے - بہر حال جو بات شروع کی گئی تھی وہ کچھ اور تھی - پہنچ کہیں اور گئی ہے اس میں صرف بات یہ تھی کہ delegation کے سلسلے میں جو بات کی گئی ہے - اس پر غور کیا جائے -

جناب چیئرمین : میں تو یہ پہلے کہہ چکا ہوں - آپ نے پوائنٹ آؤٹ کیا - میں نے appreciate کیا - اس پر میں نے ایکسپورٹ

بٹھانے ہیں جن میں کچھ آپ لوگ بھی ہوں گے ۔ اس میں ہر صورت کو دیکھنا ہے ۔

نواب زادہ مظفر علی خان : اس میں تھوڑی سی بات ہے ۔ ہم لوگ آئے ہیں اور ہم نے انتظامیہ کے ساتھ مل کر کام کرنا ہے اور ان اداروں کو کامیاب بنانا ہے ۔ تھوڑی بہت تنقید بھی کرنا ہے ۔ اگر کوئی ایسی غلط بات ہو محکمے میں یا انتظامیہ میں تو ہم نے اس کی نشاندہی کرنی ہے ۔ ایک بات جو ہمیں متاثر کیے بغیر نہیں رہ سکتی ۔ جب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک تلوار ہم پر لٹک رہی ہے ۔

جناب چیئرمین : دیکھیے جب ایک دفعہ ڈسٹرکٹ Cordination Committee بن گئی جب آپ صدارت کریں گے تو ہم وہاں بطور ممبر بیٹھیں گے ۔ میں بھی کہہ رہا ہوں کہ ہم نے اس کی ہر صورت اور ہر حالت کو دیکھ کو عین وقت پر ہٹانا ہے ۔

نواب زادہ مظفر علی خان : نہیں سر میرا وہ پوائنٹ نہیں ہے ۔ میرا تو ذاتی conflict نہیں ہے ۔ میں تو ٹھیک ٹھاک چل رہا ہوں ۔ بات یہ تھی کہ سیکشن 29 کے تحت جو کیسز ہوتے ہیں ۔ ان کی delegation گورنمنٹ کے پاس ہو یا وہ کمشنر کے پاس ہو یا ڈپٹی کمشنر کے پاس ہو تو اس کو یہاں ہاؤس میں موضوع بحث بنا لیا گیا ہے کہ اس کا احتساب نہ کیا جائے ۔ اس کا محاسبہ ہونا چاہیئے ۔ اس طرح سے جوش خطابت میں اسے کہیں کا کہیں لے جایا گیا ہے ۔ میں اس کے متعلق عرض کرنا چاہتا تھا ۔ بات صرف اتنی تھی کہ پچھلے سالوں میں اس سلسلہ میں جو ایوب خان کے زمانے میں نظام تھا ۔ اس میں آپ لوکل کونسل کا یا شاید یونین کونسلوں کے پاورز ڈسٹرکٹ کونسل اور ڈسٹرکٹ کونسل کے پاورز بھی شاید ڈسٹرکٹ کونسل کے پاس ہو اور وہ پاورز استعمال کرتی تھی ۔ کہ اگر کوئی misconduct ہوتی تھی تو وہ کونسل deal کر لیتی تھی اور اس کا فیصلہ کر دیتی تھی بہرحال اس کا کوئی جھگڑا نہیں ہوتا تھا ۔

جناب چیئرمین : میں بھی تو کہہ رہا ہوں کہ ہم لوگ اڑے ہوئے ہیں اس چیز کے اوپر کہ یہ چیزیں لائی ہیں ۔ یہ خود بخود اس میں آئیں گی ۔

I think these disputes must be brought in the Coordination Committee.

نواب زادہ مظفر علی خان : اس رپوٹ کی کچھ اور باتیں بھی عرض کروں گا ۔ یہ کہا گیا ہے کہ ضلع کونسلیں پراپرٹی ٹیکس جو کہ جائیداد کی منتقلی پر ہے ۔ اور منڈی مویشیاں کا ٹیکس ۔ ان کا 20 فیصد حصہ یونین کونسل کو دیا جائے ۔ پہلے روز اس سلسلہ میں بات ہوئی تھی ۔ اور میں نے کچھ کہا تھا ۔ اس وقت آپ تشریف نہیں رکھتے تھے ۔ اصل میں یونین کونسل اور ضلع کونسل بالکل ایک ہیں یہ ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہیں ۔

جناب چیئرمین : اس کی back-ground کا آپ کو علم ہے ۔ یہ میں نے کونسل یا یونین کونسل کی میٹنگ کیوں کروائی تھی ۔ جس کے بعد یہ چالیس رکنی کمیٹی بنوائی ۔ یہ تمام چیزیں ذرا ذہن میں رکھیں ۔

نواب زادہ مظفر علی خان : جناب والا ! ضلع کونسل یونین کونسلوں کو ملا کر بنتی ہے ۔ اور ضلع کونسل کا ڈویلپمنٹ کا کام کرنے کا میدان بھی یونین کونسل ہیں یعنی ضلع کونسل کا اور کوئی jurisdiction نہیں ہے ۔ جو بھی ترقیاتی کام ہم کرتے ہیں ۔ وہ کام ہم یونین کونسل کا کرتے ہیں ۔ اس کے لئے میری یہ تجویز ہے کہ ضلع کونسل کی آمدنی سے یونین کو پہلے اتنے فیصد دینے کا کوئی جواز نہیں ہے ۔ بلکہ اس کے بر عکس یہ گذارش کروں گا کہ رورل ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت سابقہ وقت میں جو سلسلہ چلتا رہا ہے اس میں کچھ فیصد یونین کونسل کو دیا جاتا تھا ۔ اسمال ویلیج لیول اسکیم کے تحت میرے ضلع میں تقریباً 50 لاکھ روپیہ براہ

واست یونین کونسل کو دے دیا گیا ہے ۔ اب پتہ نہیں کہ اس سے وہ کیا کام کریں گے ۔ اگر اس کی بجائے وہ رورل ڈویلپمنٹ کو یا ضلع کونسل کو یا پراجیکٹ ڈائریکٹر کو دیدیتے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا بہتر طور استعمال ہو سکتا تھا ۔ کیوں کہ اگر ہم نے لنک روڈز بنانی ہیں ۔ ڈسپنسریاں بنانی ہیں واٹر سپلائی اسکیم بنانی ہیں ۔ بالکل انہیں یونین کونسل میں ہی بنانی ہیں ۔ تو جناب والا ! میرا پوائنٹ یہ تھا ۔

اس کے علاوہ ایک تنازعہ مرکز کونسل اور تحصیل کونسل کا تھا ۔ اس سلسلہ میں لمبی بات نہیں کروں گا ۔ جو بھی کیا جانا ہے ۔ اگر مرکز کونسل کو رکھنا ہے ۔ تو اس کو کچھ تحفظ دیا جائے ۔ کیونکہ coordination کی طرف کوئی پروویژن نہیں ہے ۔ اگر رکھنا ہے تو گریڈ 17 کے ایگریکلچر گریجوایٹ کی بجائے سپروائزرز رکھے جائیں ۔ یہ رکھے جائیں یا وہ رکھے جائیں ۔ جو بھی رکھے جائیں ۔ وہ اس قسم کے ہوں کیوں کہ مرکزوں کے جو چیئرمین ہیں ۔ میں نہیں کہتا ہوں ماشا اللہ ان میں پڑھے لکھے بھی ہیں ۔ اہل بھی ہیں ۔ قابل بھی ہیں ۔ لیکن چوں کہ میں بھی دیہاتی ہوں ۔ اور انہیں میں سے ہوں ۔ میرے جو زیادہ بھائی ہیں یونین کونسل کے چیئرمین ہیں جو اس حیثیت سے مرکز کونسل کے چیئرمین ہیں وہ زیادہ پڑھے لکھے یا زیادہ تجربہ کار نہیں ہیں ۔ ان کے ساتھ جو سیکرٹری بنیں وہ بھی ویسے ہی نہ لگائے جائیں کہ اگر کوئی چٹھی لکھنی پڑے تو وہ دونوں مل کر بھی نہ لکھ سکیں ۔ تو میری گذارش یہ ہے کہ مرکز کی سطح پر جو سیکرٹری ہو ۔ پراجیکٹ مینیجر ہو اس کا کوئی status ہو ۔ اس کا کوئی مقام ہو ۔ خواہ یہ ایگریکلچر گریجوایٹ نہ بھی ہو لیکن پڑھا لکھا ہو ۔ تو یہ کچھ اس طرح سے takle کر لیا جائے یہی دو چار باتیں تھیں جو عرض کرنی تھیں ۔

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف آرائیں: جناب چیئرمین ! بات ہو رہی ہے چالیس

رکنی کمیٹی کی سفارشات کے بارے میں - ہمیں بحث کرتے وقت اس کمیٹی کی تشکیل کی غرض و غایت کو ضرور مدنظر رکھنا چاہیئے کہ وہ کمیٹی کیوں تشکیل دی گئی - ایک تو اس کا مقصد یہ تھا کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ پنجاب اس کا جائزہ لے اور اس میں بہتری کی تجاویز مرتب کرے۔ اور مختلف لوکل کونسلوں کے درمیان ان کے دائرہ اختیار کا تعین کرے - کمیٹی ایسا لائحہ عمل تجویز کرے جس سے ان مقامی لوکل کونسلوں کے درمیان رابطہ ہو اور اگر کوئی وجہ نزاع ہو - تو اس کے لئے کوئی ایسا طریق کار وضع کرے جس سے وہ وجہ نزاع ختم ہو سکے - مجھے صوبہ سندھ میں جانے کا موقع ملا - اور وہاں جا کر میں نے ان کے نظام کا مطالعہ کیا - میں نے ایک چیز محسوس کی کہ ان کو بھی بہت گلے شکوے تھے -

جناب چیئرمین : آپ ضلع کونسل کے گلے شکوے کی بات کر رہے ہیں -

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف آرائیں : جناب والا ! جو چیز میں نے محسوس کی ہے وہ یہ ہے کہ وہاں کی انتظامیہ کا طریق کار ، ان کا رویہ helpful ہے ان کا رویہ co-operative ہے - یہاں ہماری کمیٹی کی تجویز نمبر 2 اور تجویز نمبر 34 میں وہی ہے کہ آپس میں باہمی روابط کے لئے طریق کار طے کیا جائے - تجویز نمبر 2 میں انہوں نے تحصیل رابطہ کمیٹیاں تجویز کی ہیں اور تجویز نمبر 34 میں باہمی اختلاف رائے کے لئے انہوں نے کمشنر صاحب ، ڈپٹی کمشنر صاحب اور اسسٹنٹ کمشنر صاحب کو تعینات کرنے کا مشورہ دیا ہے - میں اس سلسلہ میں یہ گذارش کروں گا کہ ہم تحصیل کی سطح سے لے کر ڈویژن کی سطح پر اگر جناب کمشنر منظور کریں تو رابطہ کمیٹیاں تشکیل دیں -

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے پندرہ منٹ کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی ہوئی)

اناؤنسر : چالیس رکنی کمیٹی پر بحث ہو رہی تھی جو جاری رہے گی ۔ خواتین و حضرات ! چونکہ اس بحث پر ممبر ، میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ اپنی تقریر فرما رہے تھے لہذا ان کو تقریر کا موقع دیجیئے تا کہ بحث مکمل ہو سکے ۔

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف آرائیں: جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ مجھے صوبہ سندھ میں جانے کا موقع ملا تھا اور میں نے وہاں پر ان کے نظام کا جائزہ لیا اور مطالعہ کیا تو میں نے ایک چیز محسوس کی ہے کہ ان کو کچھ گلے شکوے ہیں ۔

جناب چیئرمین : نہیں ۔ کیا آپ یونین کونسل کے ساتھی کی بات کر رہے ہیں کہ گلے شکوے یونین کونسل والوں کو تھے ؟

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف آرائیں : نہیں جناب والا ! میں لوکل کونسل کی بات کر رہا ہوں ۔

جناب والا ! اب میں اپنے بھائیوں اور بہنوں کی رائے کا احترام کرتے ہوئے اپنی گذارشات ختم کرتا ہوں تا کہ میرے دوسرے بھائی بھی اس پر بول سکیں ۔

جناب چیئرمین : لیکن جس کی طرف میں نے ابھی اشارہ کیا تھا آپ نے ر بھی وہیں سے شروع کیا تھا ۔

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف آرائیں : جی جناب ۔ میں وہیں سے بیان کر رہا تھا لیکن میرے دوستوں نے مشورہ دیا ہے کہ میں وقت ضائع کر رہا ہوں ۔

جناب چیئرمین : نہیں ۔ یہ بڑا لازمی ہے اس پر اگر آپ ذرا پانچ ۔ دس منٹ بول لے تو کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ بڑے عرصے سے یہ تجویز انتظار کر رہی ہے ۔ دیکھیئے ۔ جہاں کہیں بھی میں گیا یہ لوگ روٹھے ہوئے تھے

کہ جناب آپ ہمیں بتائیں کہ ہمارا function کیا ہے ۔ اس پر پھر میں نے یہاں ایک بہت بڑا اجلاس کیا ۔ پھر ہم صبح بیٹھے اور پھر نو ۔ ساڑھے نو بجے رات تک بیٹھے رہے ۔ انہوں نے پھر وہاں اپنے پوائنٹ اٹھائے ۔ مطالبات کئے ۔ اس پر پھر میں نے یہ چالیس رکنی کمیٹی بٹھائی تھی جو پھر بیٹھی کئی دن بیٹھی اور اور کئی ان کی میٹنگز ہوئیں ۔ اس کے بعد پھر انہوں نے یہ سفارشات تجویز کی ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اگر یہ اقدامات کریں تو ممکن ہے ان کو بھی تھوڑا سا حصہ لینے کے لئے موقع مل جائے ۔ اور کچھ لوگ یہاں آئے ہوئے ہیں اگر ان کو سننا چاہیں تو وہ بھی میں آپ کو پیش کر سکتا ہوں ۔ اس ایوان کو یہ طے کرتا ہے کہ کون سا راستہ ہم اختیار کریں کہ وہ ہمارے ساتھ خوشی خوشی چل پائیں

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف آرائیں : جناب والا ! آپ نے ہمیں صوبہ سندھ کے دورے پر بھیجا تا کہ ہم مطالعہ کریں کہ وہاں کا کیا سسٹم ہے تو اس دورے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں چاہتا تھا کہ میں اس ایوان کو کچھ بتاؤں ۔

جناب چیئرمین : آپ بتائیں نا ۔

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف آرائیں : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ باہمی روابط سے کچھ باہمی رنجشیں پیدا ہوتی ہیں ان کو ختم کرنے کے لئے تحصیل کی سطح پر تحصیل رابطہ کمیٹی کو تشکیل دیا جائے اس تحصیل میں واقع یونین کمیٹیوں کے چیئرمین اور مراکز کونسلوں کے چیئرمین اس کے ممبر ہوں جو انتخاب کے ذریعے اپنا چیئرمین منتخب کریں اور وہاں کے اسسٹنٹ کمشنر صاحب ۔ ڈی ایس پی ۔ اور دوسرے محکموں کے افسران بھی ممبر ہوں لیکن ان کو ووٹ دینے کا حق نہ ہو ۔ اسی طرح آپ ضلع کے لیول پر آجائیں ضلع کی سطح پر چیئرمین ضلع کونسل میئر میونسپل کارپوریشن ضلعی میونسپل کمیٹی کے چیئرمین اور تحصیل رابطہ کمیٹی کے چیئرمین اور ان کے ساتھ ٹاؤن کمیٹیوں کے چیئرمین صاحبان کو نمائندگی کا

موقع دیا جائے وہاں وہ بات کریں اس ضلع رابطہ کمیٹی میں ڈپٹی کمشنر ایس پی ۔ اور دوسرے ضلعی محکموں کے سربراہ بھی اس کے ممبر ہوں لیکن ان کو ووٹ دینے کا حق نہ ہو ۔

جناب والا ! اسی طرح ڈویژن کی سطح پر آ جائیں ۔ یہاں ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین ہوں ۔ میونسپل کارپوریشن کے میئر ہوں اور ضلعی رابطہ کمیٹیوں کے چیئرمین ہوں ۔ اس کے ساتھ ساتھ کمشنر صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس اور دوسرے ڈویژنل لیول کے ہیڈز اف ڈیپارٹمنٹ بھی ہوں ۔ یہ اس کے ممبر تو ہوں لیکن ان کو ووٹ دینے کا حق نہ ہو ۔ یہ افراد مل کر اگر کہیں ترقیاتی کام ہو رہے ہیں تو ان کا جائزہ لیں ۔ ان میں باہمی ربط ہو ۔ اس طریقے سے میرے خیال میں ایک گاؤں کی سطح سے لے کر ڈویژن کے بعد صوبہ کی سطح پر باہمی رابطہ قائم ہو جائے گا ۔ ایک channel of coordination develop ہو جائے گا ۔ میری اس کے متعلق یہی تجویز تھی ۔

اس کے ساتھ شق 25 میں تجویز کی گئی ہے کہ نئی آسامیوں کی تجویز لوکل کونسلیں کریں اس کی منظوری گورنمنٹ دے ۔ میں اس سے تھوڑا سا اختلاف کرونگا ۔ میری نظر میں لوکل کونسلیں اپنی ترجیحات کو اور اپنی ضروریات کو بخوبی جانتی ہیں وہ اپنے وسائل سے بھی آگاہ ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں نئی پوسٹ کی منظوری (sanction) کا اختیار بھی ان کو ملنا چاہیے ۔ وہی پوسٹ create کریں وہی منظوری بھی دیں ۔ ہمارے بھائیوں نے یہ تجویز کی ہے کہ اے ۔ سی ، ڈی ۔ سی اور کمشنر صاحب کو جو اختیارات ملے ہوئے ہیں ان کے پاس موجود رہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیز اس نظام کی روح کے منافی ہے ۔ میرے نقطہ نظر کے مطابق بلدیاتی اداروں کو بلدیاتی نظام کے دائرہ اختیار میں خود مختار ہونا چاہیے ۔ ان پر checks and balances ضرور ہونا چاہیے ۔ لیکن ان پر اے ۔ سی اور ڈی ۔ سی کو کم سے کم مسلط کیا جائے ۔

جناب والا ! میرا آخری پوائنٹ یہ ہے کہ ہمارے نان شیڈول آئٹم کے متعلق خاص طور پر ہمارے ترقیاتی کام متاثر ہوتے ہیں ۔ اس میں ہمیں پہلے منظوری لینی پڑتی تھی کسی attached department کے کسی ایس ۔ ای سے لیکن اب لوکل گورنمنٹ نے اس کو تبدیل کر دیا ہے اور لوکل گورنمنٹ کے سپرنٹینڈنگ انجینئر اس کی منظوری دیتے ہیں ۔ میں اس میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ جو اپنے حالات سے بخوبی آگاہ ہے اگر وہ کوئی ریٹ تجویز کرے تو اس کی منظوری سپرنٹینڈنگ انجینئر دیں ۔

میں اس میں ان چیزوں کا اضافہ کرنا چاہوں گا ۔ شکریہ ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ : جناب والا ! تمام اسٹرکچر پر بحث ہوئی ہے ۔ اگر جناب مناسب فرمائیں اور ہاؤس اتفاق کرے تو 40 رکنی کمیٹی کی سفارشات پر آئندہ سیشن میں بحث ہو تاکہ ہم بھی مزید تجاویز لے آئیں ۔ وقت بہت تھوڑا ہے اور اس تھوڑے وقت میں آپ کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تھوڑی سی عام بحث ہو جائے تاکہ تھوڑے مسائل ہم لے آئیں اور وہ زیر بحث آ سکیں ۔

جناب چیئرمین : آپ تو جلد اکتا گئے ہیں ۔ میں اس کا ایک تھوڑا سا جائزہ لے لوں اس کے بعد دیکھ لیں گے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان (چیئرمین ضلع کونسل ۔ اٹک) : جناب والا ! جو آپ نے پنجاب کونسلرز کا وفد صوبہ سرحد میں بھیجا تھا میں اس وفد کا لیڈر تھا اس وجہ سے میں نے ان کے سسٹم کا اچھے طریقے مطالعہ کیا ہے ۔ پھر میں نے اپنی رپورٹ بھی گورنمنٹ کو بھیجی ہے ۔ اس میں جو سب سے پہلی شق ہے اس میں مرکز کونسل کا ذکر ہے ۔ دوسرے صوبوں کی تعریف تو ہم کر رہے ہیں لیکن صوبہ سرحد میں مرکز کونسل اور یونین کونسل نہ ہونے کے برابر ہیں ۔ مرکز کونسل تو وہاں موجود ہی نہیں اور یونین کونسل بھی وہاں برائے نام ہے ۔

گرانٹ پر ان کی زندگی ہے اور یہ اس قسم کی گرانٹ نہیں ہے جیسے آپ ان کو عطا کرتے ہیں۔ وہاں ان کو دو اڑھائی سو روپیہ مل جاتا ہے وہ کوئی اور ٹیکس نہیں لگا سکتی ہیں۔ میں نے اپنی تحریری رپورٹ بھیجی ہے۔ جو ڈپٹی سیکرٹری صاحب تھے ان کے علم بھی ہے۔ پانچ چھ اضلاع کا ہم نے دورہ کیا ہے۔ دفتروں میں بھی گئے ہیں۔ اس کی جو پہلی شق ہے اس کے متعلق میں بات کرنی چاہتا ہوں۔

جناب والا! جہاں تک دو سال کا میرا مرکزی کونسلوں کا تجربہ ہے یہ بہت اچھا سسٹم ہے میرے ضلع اور جو میرے نزدیک اضلاع ہیں ان کا بھی مجھے علم ہے وہاں یہ سسٹم اچھے طریقے سے چل رہا ہے۔ جو پراجیکٹ مینجر ایگریکلچرل گریجوایٹ ہیں وہ بیچارے پانچ سال پہلے لیے گئے تھے یہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان کے پیچھے کیوں لوگ پڑ گئے ہیں۔ آخر ان کو کسی تعلیم کی بنیاد پر لیا گیا ہے۔ اس سسٹم میں وہ خدمت کر رہے ہیں۔ میں تو دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس قسم کے آدمی میرے پاس ہیں۔ مجھے ان دو سالوں میں کبھی ایسا موقع نہیں ملا کہ انھوں نے کوئی غلطی کی ہو۔

checks and balances سسٹم کے بارے میں کہا جا رہا ہے۔ ایک دم میں نے ان کو چیک کیا ہے اور اپنی جگہ پر ان کو بیٹھا دیا ہے۔ وہ ٹھیک ٹھاک کام کرتے ہیں۔ چونکہ وہ پڑھے لکھے ہیں جتنا پیسہ گورنمنٹ دیتی ہے یا ضلع کونسل دیتی ہے ان کے صحیح حساب کتاب کی ان سے امید کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یونین کونسل کے سیکرٹری صاحبان اس وقت 15 فیصد پرانے ہیں اور 20 فیصد میٹریکولیٹ لگائے گئے ہیں۔ ان کی کوئی ٹریننگ نہیں ہوئی ہے اور پراجیکٹ مینجرز نے ان کو بھی سنبھالا ہوا ہے۔ یونین کونسلوں کو بھی سنبھالا ہوا ہے۔ پورے مراکز کو اچھے طریقے سے چلا رہے ہیں۔ چیئرمین مرکز کو بھی سنبھالا ہوا ہے۔ وہ بہت اچھے طریقے سے کام کر رہے ہیں۔ ہمیں کوئی

تکلیف اس چیز میں بھی نہیں ہے ۔ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے جیسے حج کی ٹریننگ ہے وہ مرکزوں میں بھی ہم کراتے ہیں ۔ یہ ٹریننگ بہت اعلی طریقے سے ہوتی ہے جس کی مرضی ہو آئے اور بیشک دیکھے ۔ جناب صدر پاکستان نے پچھلی دفعہ فرمایا تھا کہ میں خود آؤں گا ۔ میں نے ان کو دعوت دی تھی کہ فلاں فلاں تاریخ پر ٹریننگ میرے مرکز میں ہو رہی ہے اگر آپ تشریف لا سکتے ہیں تو تشریف لائیں ۔ کوئی آدمی نہیں کہہ سکتا کہ وہاں سے ٹریننگ لے کر نہیں گئے ہیں یا مرکز والوں نے کام نہیں کیا ۔ یہ پراجیکٹ مینجر نے سب کچھ کرایا ہے ۔ اگر وہ تعلیم یافتہ ہیں تو اس نظام کو ٹھیک نگرانی سے چلا رہے ہیں ۔ وہ اس کو اچھے طریقے چلا رہے ہیں ۔ اگر کوئی بد عنوانی کرے گا ۔ بد عنوانی تو ہر جگہ ہوتی ہے ۔ تو اس کو پکڑنا چاہئے ۔ جب وہ پکڑے جائیں گے تو قدرتی طور پر کچھ نہ کچھ ان کو سزا ملے گی ۔ بد عنوان آدمیوں کے لیے قانون موجود ہے ۔ پولیس میں کیس رجسٹر کروایا جا سکتا ہے یا کچھ اور کروایا جا سکتا ہے ۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ جو پہلی سفارش ہے اس کو ہٹا دیا جائے ۔ یعنی یہ کہ گریڈ 17 کی جگہ 11 گریڈ کے آدمی کو لگا دیا جائے یہ جناب غلط ہے ۔ ان کو رہنا چاہئے ۔ تبھی یہ نظام اپنے لیول پر چلے گا ۔ جن علاقوں کے بڑے رقبے ہیں جیسے میرے ضلع میں ہے اتنی دور آ کر اور حالات کا ہر دفعہ دورے پر جا کر جائزہ لینا پراجیکٹ ڈائریکٹر کے لیے ممکن نہیں ہے ۔ مالی ذمہ داریاں جو ان کو دی گئی ہیں کیونکہ ان کے پاس اتنا اسٹاف نہیں ہے ۔ ان کے پاس ایک سب انجینئر ہوتا ہے اور ایک پراجیکٹ منیجر ہوتا ہے ۔ ضلع میں بھی اتنا اسٹاف نہیں ہوتا وہاں ایک اسسٹینٹ انجینئر ہوتا ہے اور ایک دسٹرکٹ انجینئر ہوتا ہے اتنے وقت میں ریگولر چیکنگ نہیں ہو سکتی ۔ وہاں ٹرانسپورٹیشن بھی کم ہے لیکن پھر بھی ہر چیز چیک کر لی جاتی ہے ۔ میری درخواست یہ ہے اور اگر میرے ساتھ دوسرے صاحبان کا اتفاق ہو تو جس طرح پنجاب میں یہ نظام

اچھے طریقے سے چل رہا ہے اور ایک نمونے کے طور پر میرے ضلع میں یہ نظام چل رہا ہے اسی طریقے سے اس کو قائم رکھنا چاہیئے ۔

جناب والا ! دوسرے تحصیل کی سطح پر ایک رابطہ کمیٹی ہونی چاہیئے ۔ جب ایک تحصیل میں تین تین مراکز ہیں تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تحصیل میں کون سی ضرورت رہ جاتی ہے پھر ضلع کونسلیں موجود ہیں اور ان ضلع کونسلوں کے اندر جیسے دوسرے صوبوں میں ہے جس کی بار بار مثال دی جاتی ہے وہ ممبران بھی ہیں جو 60-70 ہزار ووٹ لے کر اپنے حلقہ سے منتخب ہوئے ہیں اور وہ چیئرمین یونین کونسل ہیں ۔ جو آج کل چیئرمین ہیں وہ ابتدا میں تین چار سو ووٹ لے کر اپنے گاؤں سے ممبر بنے ہیں ۔ پھر وہ چیئرمین بن گئے ہیں اور جو مراکز کے چیئرمین ہیں وہ بھی ان ہی میں سے ہیں ۔ وہ ضلع کونسل کی میٹنگ میں تشریف لاتے ہیں اور سارے حالات کو دیکھتے ہیں ۔ ان کے سامنے بحث ہوتی ہے صرف یہ ہے کہ ان کا right of vote duplicate ہو جاتا تھا وہاں ممبر بھی ووٹ دینے والے ہیں اس لیے چیئرمین کو اختیار نہیں دیا گیا لیکن باقی ہر چیز میں ان کو رائے دینے کا حق ہے ۔ میرے ہاں اس قسم کے تین چار ممبر ہیں ۔ وہ باقاعدہ اپنی اسکیمیں لاتے ہیں ۔ اپنی رائے دیتے ہیں ۔ کبھی کوئی اختلاف نہیں ہوا ۔ یا کسی چیئرمین کی بات نہیں مانی جاتی ۔ یونین کونسل کے متعلق جیسے نواب مظفر صاحب نے کہا ہے کہ ہمارا کوئی اور ایریا تو نہیں ہے یا ہماری کوئی اور حکومت ہے ۔ مثلاً میرے ضلع میں 65 یونین کونسلیں ہیں ۔ ان سب کی میری ذمہ داری ہے بطور پراجیکٹ ڈائریکٹر بھی اور بطور چیئرمین بھی ۔ اس ایریا کے لیے جہاں میرے ضلع کی حد شروع ہوتی ہے دوسری حد تک اس کے اندر جو بھی ترقیاتی کام ہو رہے ہیں یا جو ہمارے ذمہ لگائے گئے ہیں اس میں میری ذمہ داری ہے اور ہر چیئرمین کی اسی طرح ذمہ داری ہے جو اس کا ضلع ہے کہ اس میں جتنے کام ہو رہے ہیں وہ ان کو دیکھے ۔ یونین کونسل کا

ایریا برابر جاتا ہے اگر ایمانداری سے ان کو برابر تقسیم کیا جائے تو ان کے دل میں کوئی دکھ پیدا نہیں ہوتا کوئی ایسا جھگڑا بھی پیدا نہیں ہوتا - جس طریقے سے مثالیں دی جا رہی ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں بڑی بد دلی ہے - بڑی بے اطمینانی ہے - ان کو ضلع کونسل پر بھروسہ نہیں ہے - میں جناب کو دعوت دیتا ہوں بے شک آپ چیئرمین یونین کونسل کو اکٹھا کیجئے اور ان سے پوچھئے - سیکرٹری صاحب تشریف لے آئیں - کوئی آپ کا نمائندہ آ جائے 65 کی 65 یونین کونسلوں کے چیئرمینوں کو بٹھا دیں - ان سے بھی رائے لی جائے کہ ان کے ساتھ کیسا سلوک ہو رہا ہے اگر ٹھیک طریقے سے سلوک ہو تو کام کیسے نہیں چلتا -

جناب والا! اس کے آگے شق 3 ہے جس میں لکھا ہے کہ ضلع کونسل کا ممبر مرکز کے اجلاس میں بطور مبصر شامل ہوگا یہ بھی میرا خیال ہے کہ trial and error میں ہم نہ پڑے رہیں - دو سال گزر گئے ہیں مرکز کونسلیں آپ نے بنائی ہیں - ایک ممبر کو آپ نے اس میں ڈالا ہے کہ وہ مرکز کونسل کا ممبر ہوگا - اس کو چیئرمین خود چنتے ہیں - چونکہ اس کا حلقہ نیابت بھی زیادہ ہے - اگر وہ مرکز کونسل کا چیئرمین بن گیا اور ضلع کونسل کا ممبر بن گیا کیونکہ یونین کونسل نے خود ان کو چنا ہے اس پر بھی اسی طریقے سے کام کرنا چاہئے بجائے اس کے کہ وہ آبزرور بن جائے - وہ ان کا چیئرمین ہے وہ اچھا کام کر رہا ہے -

جو آگے تجویز ہے کہ ان کو magistarial powers دینی چاہئیں - اس قسم کی اگر کوئی پاورز ملیں تو شاید اس سے کوئی اور فائدہ ہوگا بجائے اس کے کہ ان کو ابھی un-do کیا جائے اور نئے سرے سے ان کو آبزرور بنایا جائے ہر چھ ماہ کے بعد ایک نیا آرڈر کرنے کی ضرورت نہیں ہونی چاہئے -

چوتھا پوائنٹ یہ ہے :

''میونسپل کمیٹیوں اور میونسپل کارپوریشنوں میں یونین
کمیٹیاں بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ۔''

میں اس کے بارے میں کوئی رائے نہیں دوں گا ، کیونکہ یہ میونسپل کمیٹیوں اور میونسپل کارپوریشنوں کا مسئلہ ہے ۔ میئر صاحبان یا چیئرمین میونسپل کمیٹی اپنی رائے دیں گے ۔

اگلا پوائنٹ ٹاؤن کمیٹیوں کے بارے میں ہے ۔ ٹاؤن کمیٹیوں کی واقعی کہیں کوئی نمائندگی نہیں ۔ ان کی نمائندگی ہونی ضروری ہے ۔ چیئرمین ٹاؤن کمیٹی ضلع کونسلوں میں نہیں آتے ہیں ۔ اس یہی ہے کہ کنٹرولنگ اتھارٹی ڈی سی صاحب ہیں ۔ بجٹ وغیرہ وہ چیک کرتے ہیں ۔ ان کا ہمارے ساتھ کوئی رابطہ ہے اور نہ حکومت کے ساتھ ۔ کیونکہ یہاں بھی ٹاؤن کمیٹیوں کا کوئی ممبر نہیں ۔ اس لیے اس پر توجہ دینی ضروری ہے ۔ سات میرے ضلع میں ہیں ۔ دیگر ضلعوں میں بھی ٹاؤن کمیٹیاں ہوں گی ۔ ٹاؤن کمیٹی کی آبادی پندرہ بیس ہزار ہے اور ان کے بجٹ بھی اچھے خاصے ہیں ۔ ان کا کوئی رابطہ قائم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ٹاؤن کمیٹیوں کو کسی طریقے سے اس سسٹم کے اندر مربوط کر دیا جائے ۔

آگے ٹیکسوں کا سلسلہ آ جاتا ہے ۔

''مکانات اور زمینوں کے سالانہ کرائے کی مالیت
پر ٹیکس لگانے کا اختیار یونین کونسلوں کو
ہونا چاہئے'' ۔

ٹیکسوں کے لیے اختیارات کے سلسلے میں پہلے ہی لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں بڑے اچھے طریقے سے وضاحت کی جا چکی ہے ۔ اگر اسی طرح ٹھیک طریقے سے وہ ٹیکس وصول کریں تو یونین کونسلوں کی اچھی خاصی آمدنی بن

جاتی ہے ، کیونکہ ان کے پاس نہ انجینئرنگ اسٹاف ہوتا ہے اور نہ اور ٹیکنیکل قسم کا اسٹاف ہوتا ہے ، چھوٹا لیول ہوتا ہے ۔ جیسے مظفر صاحب نے پہلے کہا ، ان میں کچھ لوگ واقعی ایسے بھی ہیں میں ایک نام لوں گا ۔ اس کا نام اگر ''زمرد خان'' ہے تو اس نے ''زیڈ ۔ کے'' لکھنا سیکھ لیا ہے ۔ چیئرمین لیٹر پر ''زیڈ ۔ کے'' دستخط کر دیتا ہے ، خط میں جو مرضی ہو کوئی لکھ دے ۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ اس کا کوئی خیال رکھا جائے ۔ وہ اپنے ٹیکس وصول کریں ۔ اس کا اڑکا وصول کرے گا ۔ وہ کرتا ہے ۔ تو انہیں تربیت دینی چاہیے ۔ سیکرٹری بھی ان کے ساتھ مل کر ٹیکس وصول کرے ۔ گلیاں پکی کرنی ، نالیاں بنانی اور دوسرے چھوٹے موٹے کاموں کے لیے ان کو اچھی خاصی آمدنی ہو سکتی ہے ۔ اگر جناب نے وہ پیسے بھی دینے ہیں جو آپ نے تجویز کیے ہیں تو ان کی مالی پوزیشن اچھی خاصی ہو جائے گی ۔ وہ کامیابی سے چل سکیں گی ۔ ماشاء اللہ ، دوسرے تینوں صوبوں سے بھی بہتر چلیں گی ۔ یہ بات میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں ۔ بے شک آپ موازنہ کر لیں ۔ ان کے جتنے وفود یہاں دوروں پر آئے ہیں یا یہاں سے ادھر دوروں پر گئے ہیں وہ بتا سکیں گے کہ آپ کی یونین کونسلیں اچھی چل رہی ہیں ۔ اور ان کے پاس مالی وسائل بھی زیادہ ہیں ۔ دوسرے تینوں صوبوں سے کم نہیں ہیں :

''جانوروں کے ذبح پر ٹیکس یونین کونسل
عاید کیا کرے ۔''

جیسے آپ مناسب سمجھیں ۔ میرے خیال میں اس سے پہلے یہ ضلع کونسل کے ذمے تھا ۔ اگر اس کو ادھر سے لے کر ادھر دینا ہے تو پہلے ہی ضلع کونسل کے وسائل کو کم کیا جا رہا ہے ، ایک یہ بھی کم ہو جائے گا :

''پرائیویٹ مارکیٹوں پر ٹیکس یونین کونسلیں
لگایا کریں ۔''

یہ بھی ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : نہیں ، آپ مین پوائنٹس لے لیں ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان : سر ، میں ایک ایک پوائنٹ لے رہا تھا ۔

جناب چیئرمین : کیونکہ آپ یہ دیکھیں ۔ concenaus کچھ ایسی بن رہی ہے ۔ یہ تو ان کی ایک کمیٹی کی رپورٹ آپ کے سامنے آ گئی ہے ۔ اس پر اب ہمیں ہاؤس کی ایک یا دو سب کمیٹیاں بنانی پڑیں گی جو اس کی تفصیل میں جائیں گی ۔ جیسے لنگاہ صاحب نے کہا ہے ۔ یہ آپ نے ایک موٹی قسم کی بحث کر لی ہے ۔ یا آپ کے خیالات پیش ہوئے ہیں ۔ میں ان سے تھوڑا سا متفق ہوں ۔ آپ اسے تفصیلاً پڑھ کر آئیے گا ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان : ٹھیک ہے سر ۔

جناب چیئرمین : ہم اس ہاؤس کی ایک یا دو سب کمیٹیاں بنائیں گے جو اس کو دیکھیں گی ۔ ایسا نہ کریں کہ ہم ایک متوازی چیز کو کھڑا کر دیں ۔ اس کے ساتھ یوں کر کے merge ہونی چاہیے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان : بالکل ٹھیک ہے سر ۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : اور یہ بھی ہے کہ ہم آپ کو سندھ ، بلوچستان اور دوسری جگہوں پر بھیج رہے ہیں ، وہاں آپ سٹڈی ٹور پر جاتے ہیں ۔ تو ایسے سٹوڈینٹ بھی نہ بنیے کہ جیسے ہمارے ہیں ۔ امریکہ کی کتاب پڑھی تو امریکن بن گئے ۔ پھر ولایت کی کوئی کتاب پڑھ لی تو انگریز بن گئے ۔ تو اس میں ہمیں اپنے مائنڈ کو اپلائی کرنا ہے ۔ یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے اپنے حالات کیسے ہیں ۔ اگر یہ چیز ہمارے ہاں ہو تو اس کے حال میں اثرات ، اور دور رس اثرات کیا ہوں گے ۔ کیا ہماری طبیعتیں اس کو قبول

کرتی ہیں جو ان کے ہاں ہو رہا ہے - ایک ڈھانچہ ۔ اس کو کہتے ہیں ، general cover - پھر ہر صوبے کے اندر تھوڑے تھوڑے فرق ہوتے ہیں - جب آپ جاتے ہیں تو آپ کو یہ چیز The best کر کے دکھائی جاتی ہے - جیسے آپ دوسروں سے گھر کا گند تھوڑی دیر کے لیے چھپا دیتے ہیں - تو اس کو آپ ذرا دیکھ لیجیے گا یہ میرا مشورہ ہوگا ۔ ایک دم ہی نہیں کہ آپ امریکن بن جائیں ۔ یہاں بھی یہ ہو اس لیے کہ امریکہ میں یہ ہوتا ہے ، ولایت میں یہ ہوتا ہے ، جرمنی میں یہ ہوتا ہے ۔ بھائی ، اگر وہاں ہوتا ہے تو وہ ان کا ماحول ہے ۔ اس چیز کو یہاں پیدا کرنا ہے تو پھر وہی لوگ یہاں لانے ہوں گے اور میرے خیال میں سو سال کے بعد وہ بھی ہمارے جیسے ہی ہو جائیں گے ۔ کچھ دھوپ کا اثر ، کچھ سایے کا اثر ، کچھ کسی اور چیز کا اثر ۔ جب آپ منڈی پر جاتے ہیں تو پھر منڈی ہو ہی جائیے گی ۔ پھر آپ یہ دیکھیں کہ یہاں ہمارے ملک میں ، یا ہمارے صوبے میں وہ کس طرح سے فٹ ہوتا ہے ۔ ابھی تھوڑی دیر ہوئی میں نے آپ کو بتایا ہے کہ ہم نے ڈسٹرکٹ کمیٹیاں بنانے میں سوا سال یا ڈیڑھ سال تاخیر کیوں کی ہے ۔ یہ ہے نکتہ ۔ اس کی بڑی آبجکٹو سٹڈی ہونی چاہیے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان : تو اس کو پھر لنگاہ صاحب کی تجویز کے مطابق التواء میں رکھا جائے ۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں اس کو پھر ختم کر دیا جائے۔ لنگاہ صاحب ، کیا خیال ہے ؟

سردار فضل احمد خان لنگاہ : ٹھیک ہے جی ۔

جناب چیئرمین : او ۔ کے ؟ Excellent ۔

چودھری محمد صدیق سالار : مجھے موقع دیا جائے ۔ میں نے اس بحث میں حصہ نہیں لیا ۔

جناب چیئرمین : میں نے تو آپ سے کہا تھا ۔ میں تو آپ کو کاپی بھیجنے لگا تھا ۔

چودھری محمد صدیق سالار : اس لیے کہ میں سمجھتا تھا کہ جو فیصلہ آپ نے اب کیا ہے ، یہی فیصلہ ہونے والا ہے ۔

(قہقہے)

جناب چیئرمین : اچھا — آپ تو بزرگ ہیں ۔

چودھری محمد صدیق سالار : تو سر ، میں بحث کا آغاز کروں گا ۔

بیگم سیدہ عابدہ حسین : اس سے پہلے کہ عام بحث کا آغاز ہو ، میں اس سلسلے میں چند گزارشات پیش کرنا چاہوں گی ۔ میں جو بات کرنا چاہتی ہوں اس میں پوائنٹ بائی پوائنٹ کا مسئلہ نہیں ہے ۔ عرض یہ ہے کہ بلدیاتی نظام کی ہمارے ملک میں ایک تاریخ ہے ۔ جب تک ہم اس تاریخی پس منظر کو تھوڑا سا اپنے ذہن میں نہ رکھیں تو جو موجودہ دور میں تھوڑی بہت ایڈجسٹمنٹس اور امنڈمنٹس کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے ، اس کو ہم صحیح طور پر نہیں سمجھ سکتے ۔ عرض یہ ہے کہ جب پاکستان آزاد ہوا اس وقت انگریزوں نے بلدیات کے اداروں کا جو نظام بنایا ہوا تھا ، اس میں دو ادارے تھے ۔ ڈسٹرکٹ بورڈز تھے اور میونسپل کمیٹیاں تھیں ۔ آزادی کے بعد یہ ڈسٹرکٹ بورڈز اور کمیٹیاں کچھ عرصے کے لیے چلیں ۔ پھر ایک خلاء آیا ۔ اس کے بعد بیسک ڈیمو کریسی سسٹم کے تحت جب یونین کونسلوں کا وجود آیا تو اس وقت ڈسٹرکٹ بورڈز کو کونسلوں میں تبدیل کیا گیا ۔ اس کے سربراہ ڈپٹی کمشنر تھے ۔ حالانکہ الیکٹیڈ ممبر موجود تھا ، ایلیکٹیڈ وائس چیئرمین موجود تھا ۔ لیکن ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین ڈپٹی کمشنر تھا ۔ پھر یونین کونسل کی سطح پر جب یونین کونسلوں کی ڈیمارکیشن ہوئی ، ان میں بیسک ڈیمو کریٹ لوگ منتخب ہوئے ۔ تو وہ

بطور ایلیکٹرول کالج کنورٹ کیے گئے ۔ تو اس پس منظر کو اپنے ذہن میں رکھتے ہوئے آج ہم جب اس مرحلے پر آتے ہیں کہ یونین کونسل کے چیئرمین ، یا ہمارے محکمے کے اعلیٰ اہل کار آپ کے سامنے واویلا کرتے ہیں یا کرتے رہے ہیں اور کہا یہ ہے کہ ہمارے ہاتھ کچھ نہیں ، تو شاید ان کے ذہن میں کچھ تاریخی پس منظر بھی نہ ہو ۔ شاید وہ اپنے حقوق و فرائض کو ایکٹ کی رو سے صحیح طور پر نہیں دیکھ رہے اور اس سے ہٹ کر دیکھ رہے ہیں ۔ آج ہمارے چیئرمین ضلع کونسل گجرات نے ایک بڑی قیمتی بات کی ہے ۔ وہ یہ ہے کہ ہر اربن کونسل ایک جزیرہ ہے ۔ رورل کونسلوں کا ایک انٹرلنو ہے ۔ کیونکہ territorial ایریا یکساں ہے ۔ یونین کونسل کا بھی وہی ایریا ہے جو ضلع کونسل کا ہے ۔ تو آپس میں ہمارا ایک رشتہ ہے ۔ ایک رابطہ ہے ہم چاہیں یا نہ چاہیں لیکن وہ بنتا ہے ۔ ہمیں الیکشن میں بھی جانا پڑتا ہے ۔ صورت حال یہ تھی کہ ضلع کونسل میں الیکشن میں حصہ لے رہے ہیں تو اس کی یونین کونسل میں بھی alligament ہے اور جو یونین کونسل کے الیکشن میں بھی حصہ لے رہے تھے وہ ڈسٹرکٹ کونسل کی seats پر support دے رہے تھے ۔ نتیجتاً اس لین دین سے بھی اور territory کی وجہ سے بھی ہمارا بہت گہرا رشتہ ہے ۔ اب ان کی شکایت کی بات آتی ہے ۔

جناب چیئرمین جو کنونشن آپ نے چیئرمین یونین کونسل کا بلایا تھا جس کے نتیجے میں یہ 40 رکنی کمیٹی بیٹھی اس میں یونین کونسل کے چیئرمینوں کی اکثریت تھی اور ضلع کونسل کے چیئرمین صرف 21 تھے ۔ اسی حساب سے جب وہ کمیٹی بنی تو ضلع کونسل کے چیرمینوں کی تعداد قلیل تھی اور یونین کونسل کے چیئرمینوں کی تعداد زیادہ تھی اور اس کے نتیجے میں انھوں نے بہت سی ایسی باتیں اس رپورٹ میں قلم بند کرائیں اور وہ صرف اپنی اجتماعی طاقت کے زور پر اور ایما پر کرائی گئیں کیونکہ ہماری آواز تھوڑی تھی اور وہ دب کر رہ گئی ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتی

ہوں کہ میں نے یہ نکتہ اس کمیٹی میں اٹھایا تھا میں نے یہ کہا تھا کہ ضلع کونسل فعال ادارے ہیں اور ضلع کونسل کے ذرائع آمدنی طے شدہ ہیں ان کا ایک taxation structure ہے یہ Locals Rate کے raceipient ہیں - ان کی اپنی انتظامیہ ہے - یہ گورنمنٹ آڈٹ کے ذریعے تمام حساب کتاب چلاتے ہیں - ان کی رقومات کو تقسیم کرنے بیٹھیں یہاں سے 20 اور 25 فیصد لے کر اپنی مالی پوزیشن فعال بنانے کی کوشش کریں - میں نے یہ تجویز رکھی کہ رورل ڈویلپمنٹ کا محکمہ لوکل گورنمنٹ کے تحت ہے اور یہ محکمہ پرووِنشل گورنمنٹ کا ہے - رورل ڈویلپمنٹ کے جو فنڈز ہیں وہ بطور گرانٹ یونین کونسل کو دیں اگر وہ اس پوزیشن میں ہیں ٹیکسیشن ایکٹ تقریباً اتنی ہی شقیں انہیں ملی ہوئی ہیں جتنی ہمیں ملی ہوئی ہیں اگر وہ کونسل اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ ٹیکس لیوی کر سکیں یا لوگ اُن کی بات نہیں مانتے لیکن ہماری قوم کی بد قسمتی ہے ہماری لمبی چوڑی protest تو ہے نہیں - یہ مشکل بات ہے - اگر وہ نہیں کر پاتے تو جو رورل ڈویلپمنٹ پرووِنشل گورنمنٹ کے فنڈز ہیں ان کو بڑے شوق سے یونین کونسل کی طرف divert کر دیا جائے - لیکن ڈسٹرکٹ کونسل کو آپ نہ چھیڑیں - جیسا کہ میں نے عرض کی ہے کہ وہاں ہماری آواز کم تھی -

جناب چیئرمین : آواز کی بات نہیں ہے جس وقت یہ ہوئی آپ وہاں تھیں - یہ ایک feeling تھی جس پر یہ 40 رکنی کمیٹی بنی - اس کی سفارشات آئیں - ہم نے کچھ نہیں کیا - میں اس ہاؤس میں آیا - اس ہاؤس کے بعد جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ان اداروں کو فعال بنانا ہے - اب ان لوگوں نے کہا کہ دو سب کمیٹیاں بنائیں - اب اس پر بحث آگے بڑھی - تو یہ بھی ممکن نہیں کہ ہر روز نئے رولز بنیں - اس پر کوئی ٹکتا ہی نہیں - ہم نے ان کو ٹکانا ہے - اسی back ground کو مد نظر رکھتے ہوئے - وہ تو آپ بھول گئیں کہ اس سب کنٹیننٹ میں ایک پنچائیت سسٹم تھا -

یہ اس کی بڑھتی ہوئی چیز ہے - اس کا ہمارا رشتہ coordination اور cooperation ہونا چاہیے - ڈسٹرکٹ کو کیا کرنا چاہیے اور یونین والوں کو کیا کرنا چاہیے - This is the problem.

بیگم سیدہ عابدہ حسین : میں جس بات پر آ رہی ہوں وہ یہ ہے - یہ بات اس کمیٹی میں discuss ہوئی کہ رورل ڈویلپمنٹ کے فنڈز جو ہیں اس کو یونین کونسل کی طرف سے divert کیا جائے اور ڈسٹرکٹ کونسل کی جو اپنی فنڈنگ ہے اس پر یونین کونسل encroach نہ کرے - وہ بات ہوئی بہرحال سفارشات اکثریت کے فیصلے پر آئیں - بعد میں جو حقائق ہیں وہ یہ ہیں کہ رورل ڈویلپمنٹ کے فنڈز یونین کونسل کی طرف divert کرنے شروع کر دیے - جیسے چیئرمین صاحب اٹک نے بتایا کہ رورل ڈویلپمنٹ کے فنڈز یونین کونسل کو چلے گئے ہیں - ضلع جھنگ کے لیے 60 لاکھ روپے رورل ڈویلپمنٹ میں مالی سال میں موجود ہیں اور release آتی ہے -
through the financial year and we are now in the half.
میرے ڈسٹرکٹ میں تمام کی تمام رقم یونین کونسل کو چلی گئی -

Mr. Chairman : But have we started implementing this proposal ? This is only yet recommendation. Am I right ?

بیگم سیدہ عابدہ حسین : جی ہاں - میں بھی عرض کر رہی ہوں ابھی یہ بات کسی حتمی کیفیت پر نہیں پہنچی -

جناب چیئرمین : نہیں بالکل نہیں -

بیگم سیدہ عابدہ حسین : لیکن یہ ہو گیا ہے - یونین کونسل میں آر - ڈی کے فنڈز چلے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہو رہا ہے کہ ہمیں بھی 20 فیصد 25 فیصد اپنی منڈیوں کی آمدنی اور land rate کی آمدنی share کرنا ہے ہم نے جب بجٹ بنایا ہے اور اپنا بجٹ کمشنر صاحب کو بھجوایا تو ہمیں یہ کہا گیا کہ یہ proviso اپنی بجٹ رکھنا ہے - آپ نے لینڈ ریٹ

اور منڈی کا 20 فیصد اور 25 فیصد حصہ یونین کونسل کو دینا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ موجودہ مالی سال میں سابقہ مالی سال کے مقابلے میں لوکل ڈویلپمنٹ کے لیے ضلع کونسل کے پاس کم فنڈنگ ہوگی۔

جناب چیئرمین : بالکل درست ۔ میں سمجھ گیا ہوں ۔ ابھی تک یہ ایک قسم کی 40 ارکان کی رائے ہے ۔ یہ ایک قسم کی رپورٹ ہے جس کو سب کمیٹی نے دیکھا ہے اس کے بعد میں اس کو اس ہاؤس میں لایا ہوں تاکہ آپ کی رائے لے لوں ۔ اب ایک قسم کی conseness بن رہی ہے وہ یہ کہ اب ہاؤس کی دو سب کمیٹیز بنائیں گے ۔ وہ مختلف رائے دیں گے ۔ اس کے علاوہ آپ کو سوچنے کے لیے تین ماہ کا موقع دیں گے ۔ اگر اس میں adjustment ہوئی تو کریں گے وگرنہ جو چل رہا ہے اس کو ٹھیک کریں گے ۔

بیگم سیدہ عابدہ حسین : دریں اثنا رورل ڈویلپمنٹ کا مسئلہ تو چلتا رہے گا ۔ اب موجودہ پوزیشن یہ ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ سابقہ مالی سال میں پہلے جو چیئرمین ضلع کونسل کو as a Project Director فنڈنگ آئی ۔ اس کا کچھ حصہ ضلع کونسل نے undertake کیا سڑکوں اور اسکول بنانے پر ۔ کچھ حصہ یونین کونسل کو چلا گیا لیکن موجودہ مالی سال میں تمام کا تمام یونین کونسل کو چلا گیا ۔ کمیٹی کی سفارش کے wind up ہونے تک ہو سکتا ہے موجودہ مالی سال کا بیشتر وقت گزر جائے اور یونین کونسل ہمارا حصہ لے جائے ۔

جناب چیئرمین : چلو اسی بہانے انہیں تھوڑا بہت مل جائے گا ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان : جس طرح انہوں نے فرمایا ہے ڈپٹی کمشنر صاحبان نے یونین کونسلوں کو بلا کر matching grants بھی انہیں دی ہیں ۔

Mr. Chairman : Do'nt worry ; we will try and correct the situation.

اب ہم دو سب کمیٹیاں کر لیں ۔

کمیٹی نمبر 1

جناب لیاقت علی خان	وائس چیئرمین ضلع کونسل ملتان
بیگم سیدہ عابدہ حسین	چیئرمین ضلع کونسل جھنگ
میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان	چیئرمین ضلع کونسل اٹک
سردار فضل احمد خان لنگاہ	چیئرمین ضلع کونسل بہاولپور
ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف ارائیں	میئر میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ

کمیٹی نمبر 2

جناب خاقان بابر	صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ سوسائٹی لاہور
جناب جاوید اقبال رانا	چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولنگر
نوابزادہ مظفر علی خان	چیئرمین ضلع کونسل گجرات
جناب محمد ریاض شاہد	میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد
بیگم سیدہ ساجدہ نیر عابدی	ممبر ضلع کونسل سیالکوٹ
جناب لیاقت علی ملک	چیئرمین میونسپل کمیٹی مظفر گڑھ

چودھری محمد صدیق سالار (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) : جناب والا ! محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے متعلق پچھلی دفعہ آپ سے کچھ کہا تھا ۔ اب کے وزیر خزانہ نے آپ کی معرفت بیوہ عورتوں کو ٹیکس معاف کیا ۔ اصل بات یہ تھی کہ ایک شہر میں چار ہزار پرانے مکانات تھے جن میں کہ مالک خود بس رہے تھے ان کا کرایہ ان نئے مکانوں کے مطابق ہو جو نئی تعمیر کے بعد کرایہ پر دے دئے

جائیں - ان کے مطابق ان کو at par کرنا درست بات نہیں ہے - کیوں کہ آج کے حالات میں ایک نیا مکان جب بنے گا - اس پر رقم بہت خرچ ہوگی اور اس کا کرایہ بھی بہت بڑھے گا - اگر کسی نے بزنس کے طور پر اس کو بنایا ہے تو وہ ایک ہزار یا پندرہ سو روپے کرایہ پر دے سکتا ہے - مگر مجھے سزا کیوں ملے - کہ میں اپنے باپ کے مکان میں شروع سے رہ رہا ہوں - میرے ہزاروں کی تعداد میں بھائی ایسے مکانوں میں رہ رہے ہیں - ان کو بھی ان نئے مکانوں کے ساتھ at par کیا جا رہا ہے - ان کے برابر سمجھا جا رہا ہے - اس طرح دکانوں کا معاملہ ہے کہ وہ دکان جو کہ ایک آدمی سو برس سے خود چلا رہا ہے - اس نے اس پر وقت صرف کیا ہے - اس نے دکان پر بڑی محنت کی اور وہ دکان چل نکلی - اگر وہ دکان چل نکلی تو اس نے کئی ٹیکس ادا کئے - اس نے انکم ٹیکس دیا - اس نے کچھ اور ٹیکس دئے - اگر پراپرٹی ٹیکس کے معاملے میں ہمارے وزیر خزانہ یہ سمجھتے ہیں کہ چوں کہ جب نئی دکان بنتی ہے یا کوئی بہت بڑی دکان بنا لیتا ہے - تو اس کا کرایہ بہت زیادہ ہوتا ہے - تو اس کے مطابق پرانی دکان کو بھی کیا جائے -

دوسری بات یہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی میں نے پچھلی دفعہ فیصل آباد کی اقبال کالونی کے متعلق کہا تھا - کہ وہاں پر آپ کے ڈیپارٹمنٹ نے ایک مکان کسی امیر کو یا کسی غریب کو - میں اس سے بحث نہیں کرنا چاہتا ہوں - یا کسی بھی مستحق کو ساڑھے سترہ ہزار روپے میں بہ فروخت کیا - یا اس سے معاہدہ کیا یا اسے پٹہ پر دیا - تو جب ادائیگی کا وقت آیا - تو اسے یہ کہا جا رہا ہے کہ ساڑھے چھبیس ہزار روپے ادا کریں اس لیے کہ ہم پر سود در سود بڑھ رہا ہے - اسی طرح چک 213 کی آبادیوں میں بھی ایسا کیا جا رہا ہے - جناب وہاں پر ابھی تک سوئی گیس بھی نہیں گئی ہے ؟ ان کو مکمل بجلی بھی نہیں دی گئی ہے - ٹھیک ہے کہ کچھ نہ کچھ کیا جا رہا ہے - مگر ایگریمنٹ کے بعد ساڑھے سترہ ہزار روپے کو

ساڑھے چھبیس ہزار روپے تک جانا مناسب نہیں ہے ۔ اب وہاں پر کوارٹروں کی نیلامی کے لیے اتھارٹی نے (جناب والا ! ہمارے ہاں جو کچھ کر رہی ہے وہ اتھارٹی کر رہی ہے) ۔ پروگرام بنایا ہے اور وہ چاہتی ہے کہ اس نیلامی سے جو رقم حاصل کرے اس پر سود معاف کیا جائے ۔ جناب یہ سود کی بات نہیں ہے ۔ یہ اصول کی بات ہے کہ جب مجھے ایک سودا ساڑھے سترہ ہزار روپے میں فروخت کیا ۔ اس کے ساڑھے چھبیس ہزار روپے کیوں مانگتے ہیں ۔

تیسری بات یہ ہے کہ حال ہی میں راہداری سسٹم صدر پاکستان کے حکم پر بند ہوا ہے ۔ ان کا حکم سر آنکھوں پر ۔ وہ ہر ایک کے لیے حکم ہوتا ہے ۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہر تحصیل ، ہر قصبہ میں جہاں پر لوگ سنگل ڈال کر کھڑے ہوتے ہیں ۔ ان کو روک دیا جائے ۔ انہوں نے یہ ہرگز نہیں کہا کہ باقی بند کر دو ۔ جناب اس سے کارپوریشن کی جو آمدنی ہے ۔ وہ متاثر ہوگی ۔ مثلاً میں فیصل آباد کی بات کرتا ہوں ۔ جھنگ روڈ کی چونگی سے 1100 ٹرک ہر روز رات کو شہر میں داخل ہوتے ہیں ۔ کیا کوئی ٹھیکیدار ایک روز میں 1100 ٹرک کو کنٹرول کر سکے گا ۔ کہ وہ شہر میں unload ہوتے ہیں یا آگے گئے ہیں اور ایک ایک ٹرک کا دس دس ہزار روپے کا محصول ہوتا ہے اور ڈرائیور کی پوزیشن اور ٹرک کی پوزیشن سے آپ اور یہ ہاؤس بخوبی واقف ہیں ۔ پورے پنجاب کے بلدیاتی نظام میں جہاں یہ ٹھیکے نیلام ہوتے ہیں وہ اس سے اثر انداز ہوگا ۔ آپ کو اگر یہ کرنا ہے تو یہ ہماری گزارش ہے کہ اسے آئندہ سال سے کریں ۔ یا اس کو معاف کر دیں ۔ کارپوریشن یا کمیٹی کو فیس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ دس لاکھ جاتا ہے تو چلا جائے ۔ صدر صاحب کے حکم سے ۔ لیکن اس کے پاس راہداری ضرور ہو ۔ جس سے اس ٹرک پر کنٹرول کیا جا سکے ۔ تاکہ وہ شہر میں unload نہ کرے ۔

اس کے بعد جناب والا ! چوتھے نمبر پر جو بات ہے وہ یہ ہے کہ میں

جناب وزیر تعلیم سے درخواست کروں گا کہ میں نے کل کہا تھا۔ فیصل آباد میں پانچ یونین کونسلیں ایسی ہیں جن کے پچیس گاؤں میں کوئی ہائی اسکول لڑکیوں کا اور لڑکوں کا نہیں ہے ۔ آپ سے مودبانہ درخواست ہے کہ آپ دل اور درد رکھتے ہیں ۔ اس علاقہ میں جائیں ۔ ایک اسکول ہے جس کا رقبہ موجود ہے ۔ وہاں پر کوئی ہائی اسکول لڑکیوں کا نہیں ہے ۔ وہ بنا دیں ۔ علاقہ کے لوگ آپ کو دعائیں دیں گے ۔

جناب چیئرمین : اس پر کوئی comment ہے ۔

چودھری تاج محمد : جناب والا ! میں سالار صاحب کی پہلی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں ۔ یہ جو ٹیکسیشن کا طریق کار اختیار کیا گیا ہے ۔ اس کے اثرات کیا ہوں گے ۔ انہوں نے بیان فرمائے ہیں اور جو ہمیں بتائے گئے ہیں کہ اس طریقہ سے نفاذ ہوگا ۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ طریقہ کار موجودہ حکومت یا ہمارے خلاف نفرت کا باعث نہ بن جائے ۔ اس طریقہ کار سے شہر کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا مکان یا کھوکھہ یا چھوٹی سے چھوٹی جائیداد محفوظ نہیں رہے گی ۔ یہ طے کیا گیا ہے ۔ کہ ایک سو روپے کرایہ جس جائیداد کا ہوگا ۔ اس پر ٹیکس لاگو ہو جائے گا ۔ جناب والا ! سو روپے میں آج ایک کمرہ بھی نہیں ملتا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو لوگ کچی آبادیوں میں اور جھونپڑیوں میں سر چھپا کر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ان کی assesment یقیناً بڑھ جائے گی ۔ ان لوگوں پر ٹیکس لگ جائے گا جن سے آمدنی کم ہوگی اور واویلا زیادہ ہوگا ۔ اس پر جناب نظر ثانی کریں ۔

دوسرا یہ ہے کہ جو رہائشی مکانات پر چھوٹ دی گئی ہے ۔ وہ قابل تحسین ہے ۔ اس میں نئے اور پرانے کی ضرور تمیز کی جائے ۔ میں یہ تجویز کروں گا کہ دکانات میں بھی یہی طریق کار اختیار کیا جائے کہ ایک حلقہ میں جو کرایہ عام رائج ہے ۔ مالک دکان کو خود چلاتا ہے ۔ اس کی تشخیص بھی اتنی ہی کی جاتی ہے ۔ حالانکہ ہونا یہ نہیں چاہئے

جو آدمی امیر ہے - سرمایہ دار ہے وہ کرایہ پر دکان لیتا ہے - اس میں لاکھ روپے کا سامان ڈال دیتا ہے - اس کے مقابلہ میں مالک مکان کے پاس اتنا سرمایہ نہیں ہے - وہ چھوٹا کام کرتا ہے - اس کی آمدنی اتنی نہیں ہے - فیصلہ یہ کیا گیا ہے کہ ٹیکس دونوں پر یکساں ہو - میں گزارش کروں گا کہ مالک دکان جو کہ خود کام کرتا ہو اور جس کا سرمایہ اتنا نہ ہو - کاروبار اتنا نہ ہو - اسے رہائشی مکان کی طرح چھوٹ دے دی جائے - رہائشی مکان سے کم سہی مگر کچھ نہ کچھ اسے چھوٹ ضرور دی جائے -

علاوہ ازیں جو راہداری کا مسئلہ ہے - جناب صدر کا حکم سر آنکھوں پر - اس کی تعمیل ہوگی اور اس کی تعمیل کرنی بھی چاہئے - مگر اس کا کوئی نہ کوئی حل ضرور ہو تاکہ اس کی آڑ میں لاکھوں روپے کا غبن نہ ہو - محصول میں خرد برد نہ ہو - آج سبجیکٹ کمیٹی میں بھی یہ مسئلہ زیر بحث آیا تھا اور میں نے اس میں بھی یہ عرض کی تھی - ہم مانتے ہیں کہ ان سے راہداری فیس نہ لی جائے - لیکن یہ تسلی تو ضرور ہونی چاہئے اور یہ ضمانت (surety) تو ضرور ہونی چاہئے کہ ٹرک باہر کی چونگی پر نہیں رکے گا - وہاں پر اس کا نمبر درج نہیں ہوگا - جناب والا ! پاس نکاس نہیں ہوگا تو شہر میں 7 سڑکیں بلکہ بعض شہروں میں تو 70 ، 70 سڑکیں نکلتی ہیں - ان کو کیسے روکا جا سکے گا - یہ کیسے پتہ چلے گا - کہ یہ ٹرک شہر سے پار چلا گیا ہے یا نہیں - ٹھیک ہے کہ اب ہم نے یہ آمدنی ٹھیکے میں شامل کر لی ہے وہ تو خیر فیصلہ ہو جائے گا کہ اگر اسی سال سے کیا گیا تو وہ طے ہو جائے گا - اگر ٹھیکے پر چونگی نہ دی گئی میونسپل کمیٹی نے خود چلائی - تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارا اپنا عملہ بھی شاید اس کے ساتھ شامل ہو کر اسی رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میونسپل فنڈز میں خرد برد شروع کر دے گا - یقیناً چیک ضرور ہونا چاہئے - بے شک ان سے راہداری کا ایک پیسہ بھی نہ لیا جائے مگر وہ ٹرک آ کر چونگی پر رکے - اس کا نمبر اور ٹائم درج ہو جائے -

اس کو پرچہ راہداری مل جائے۔ آگے وقت پر وہ پاس ہو جائے۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ بصورت دیگر کنٹرول سے یہ باہر ہوگا اور میونسپل کمیٹی کی آمدنی یقیناً روپے میں سے بارہ آنے رہ جائے گی اور آئندہ ٹھیکیدار پورے روپے نہیں دے گا۔ جن سے کمیٹیوں کو ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔

باقی اور بہت سے معاملات ہیں لیکن وقت بہت تھوڑا ہے۔ جیسا کہ ابھی چالیس رکنی کمیٹی سے متعلق بحث ہوتی رہی ہے لیکن میں نے اس میں حصہ نہیں لیا ہے چونکہ میں شہر سے تعلق رکھتا ہوں۔ میں نے بطور ممبر یونین کمیٹی، پھر بطور چیرمین یونین کمیٹی، پھر بطور ممبر میونسپل کمیٹی کام کیا اور اب بطور چیئرمین میونسپل کمیٹی کام کر رہا ہوں۔ میرا اب عوام سے اتنا رابطہ نہیں ہے جتنا کہ بطور ایک ممبر تھا۔ بطور ممبر میونسپل کمیٹی عوام سے اتنا رابطہ نہیں تھا جتنا کہ بطور چیئرمین یونین کمیٹی کے تھا اور بطور چیئرمین یونین کمیٹی میرا عوام کے ساتھ اتنا رابطہ نہیں تھا جتنا کہ میرا صرف ممبر یونین کمیٹی کی حیثیت سے رابطہ تھا۔ چونکہ میں ہر وقت ان لوگوں میں رہتا تھا اور وہ میرا محلہ تھا اور میں صبح شام ان میں اٹھتا بیٹھتا تھا۔ گورنمنٹ کی پالیسی، گورنمنٹ کی طرف سے دی جانے والی مراعات وغیرہ کے متعلق روزانہ ان سے بحث و تمحیص ہوتی تھی۔ گورنمنٹ پر اعتماد میں اضافہ کراتا تھا۔ لیکن اب میں شہر میں کس کس سے مل سکتا ہوں۔ ڈیڑھ لاکھ کی آبادی میں، میں سب لوگوں سے تو نہیں مل سکتا۔ تو اس لیے میں یہ کہوں گا کہ یونین کونسل کو فعال بنانا چاہیے اور فعال بنانے سے میرا یہ مقصد نہیں ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسل کے فنڈز ان کو مہیا کر دیے جائیں لیکن ان کے مسائل حل کئے جائیں اور کچھ فنڈز ضرور مہیا کئے جائیں تا کہ وہ علاقہ کے لوگوں کو اعتماد میں لے سکیں جس سے حکومت پر اعتماد بڑھے گا۔

بیگم سلمیٰ تصدق حسین (چیئرمین پنجاب خانہ دار ایسوسی ایشن) : جناب والا! دو چار منٹ کے لیے میری گزارشات بھی سن لیجئے گا -

جناب چیئرمین : ضرور سنیں گے -

بیگم سلمیٰ تصدق حسین : اس وقت تمام لوگ موجود ہیں ، جو تمام اضلاع سے آئے ہوئے ہیں ان کی موجودگی میں چار چیزوں کے متعلق کہنا چاہتی ہوں - اول تعلیم ، دوئم زراعت ، سوئم جنگلی جانور اور چہارم اصلاح معاشرہ سب سے پہلے تو میں تعلیم کے متعلق عرض کرنا چاہتی ہوں کیونکہ تعلیم کوئی ایسی چیز نہیں کہ جو آپ اور ہم تک محدود ہو - یہ پوری قوم کا مسئلہ ہے - اس قومی مسئلے کو حل کرنا اشد ضروری ہے اور ہم کو چاہئے ، ہم یہ نہ کہیں کہ ہمیں ایک سو اسکول ملنے چاہیں یا دو سو اسکول ملنے چاہئیں - یہ کہیے گا کہ پوری قوم کو خواندہ بنانے کے لیے ہم نے کیا کام کرنا ہے - اگر محکمہ تعلیم ہمارے ساتھ تعاون کر رہا ہے - تو ہم سب کچھ آسانی سے کر سکتے ہیں تمام کونسلر کو سوچنا چاہیے کہ ہم کس طرح اس منصوبے کو عملی جامہ پہنا سکتے ہیں - میں یہ سوچتی ہوں کہ آپ نے جو یہ ادارے صوبائی کونسلر بنائے ہیں ان کو منتخب کیا ہے ، یہ نہایت ہی مستحسن اقدام ہے کیونکہ ہماری جو الجھنیں تھیں اور مسائل تھے ان کو سلجھانے کے لیے ہمارے پاس اتنے بھائی موجود ہیں اور اب ہم چاہتے ہیں کہ ان کے ذریعہ سے ہمارے جو سنگین مسائل ہیں وہ بھی طے کئے جائیں - سب سے پہلے تو آپ کی ذمہ داری ہے کہ اپنی قوم کو تعلیم سے مزین کریں - اپنے ایک ایک گھر میں مکتب کھولیں - آپ سب گورنمنٹ سے کہتے ہیں کہ استاد بھیجئے ، مکان دیجئے ، کمرے دیجئے - کیا ہمارے پاس اس کام کے لیے کوئی گھر اور کوئی کمرہ نہیں ہے - میں نے اپنا سارا گھر قوم کے بچوں کو دے رکھا ہے - اس لیے میں یہ چاہتی ہوں آپ اپنے گھروں میں دو دو کمرے یا ایک ایک کمرہ دے کر ان بچوں کو پڑھائیے اور لوگ جو

فیس نہیں دے سکتے ۔ ان سے فیس نہ لیجئے ۔ ان کو پڑھائیے اور ان کو الف ۔ ب سے تو روشناس کروا دیجئے تاکہ ہم ان کو جاہل نہ کہہ سکیں ۔ وہ تھوڑے بہت پڑھے لکھے ہوں اور نہیں تو کم از کم اپنا نام ہی لکھ سکیں ۔ مجھے اس وقت بڑا ہی افسوس ہوا جب میں نے ایک ممبر صاحبہ کونسلر سے کہا کہ دستخط کر دیجئے تو وہ کہنے لگی میں تو دستخط کرنا نہیں جانتی ۔ تو براہ مہربانی آئندہ جب آپ اپنے نمائندے منتخب کریں تو پڑھے لکھے نمائندے منتخب کریں ۔ اگر یہی صورت حال رہی تو اس طرح کے لوگوں سے ہم کیا ترقی کی امید کر سکتے ہیں ۔

دوسری چیز جناب والا ! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ نے عارضی طور پر کچھ لیکچرار رکھے ہوئے تھے اور ان کو اب علیحدہ کرکے پبلک سروس کمیشن کے منتخب امیدوار رکھے جا رہے ہیں ان لیکچررز کا تعلق حکومت سے قائم رکھا جائے ۔ پانچ سال تو وہ کام کرتے رہے ہیں اب ایسا نہ ہو کہ پانچ سال کے بعد وہ سراسیمگی کی حالت میں نکال دئے جائیں اور انہیں یہ غم کھا جائے کہ ہم بے کار ہوگئے ہیں اور ہم مالی طور پر یتیم ہوگئے ہیں ہم کو کہاں سے مناسب نوکری ملے گی ۔ گورنمنٹ کے پاس انہوں نے جس قدر اور جتنا عرصہ کام کیا ہے ۔ وہ ان کے حساب میں جاری رہنا چاہئے تاکہ وہ سرکاری ملازمت حاصل کرنے کے قابل رہیں اور ان کو دوبارہ ملازمت پر بحال کیا جائے وہ لوگ جنہوں نے ایم ۔ اے کیا ہے ۔ اتنے پڑھے لکھے ہیں براہ مہربانی ان کو ملازمت پر برقرار رکھا جائے اور جب تک ان کو متبادل ملازمت مہیا نہ ہو ان کی موجودہ ملازمت بحال رکھی جائے ۔

تیسری چیز میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمارے جتنے ممبران ہیں ان کے گاؤں میں ان کے علاقوں میں ایک ایک یا دو دو اسکول جاری کئے جائیں اور ان کو ایک ایک استاد بھی مہیا کر دیں ۔ ان کے لیے مکان وہ خود دیں ، بچوں کے لیے میز اور کرسی بھی خود مہیا کریں ۔ چٹائیاں گاؤں کے لوگ خود مہیا کریں ۔ کیا ہم اس قابل بھی نہیں ہیں کہ

ہم اپنے بچوں کی تعلیم کے لیے ایک کوڑی بھی خرچ کر سکیں ؟ میں نے دیہاتوں میں بھی جا کر دیکھا ہے کہ ماسٹر صاحب کے پاس میز تک نہیں ہے وہ زمین پر بیٹھا ہے یا چارپائی پر بیٹھا ہے اور بچوں کے پاس ٹاٹ تک نہیں ہیں - جناب والا ! یہ بہت ہی افسوس ناک بات ہے جب میں نے اس سلسلہ میں محکمہ تعلیم سے کہا تو وہ کہنے لگے ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں - یہ فنڈز جو آپ ہر سال واپس کر دیتے ہیں اصلاح احوال کے لئے ان کو آپ کیوں نہیں استعمال کرتے ، آپ ایسے مکولوں پر خرچ کیوں نہیں کرتے جن کو ان کی ضرورت ہے -

اس کے علاوہ جناب والا ! میں کونسلرز حضرات سے درخواست کروں گی کہ آپ اپنی یونین کمیٹی کو بھی اپنا ساتھی بنائیں ، محلے کے معززین کو بلائیں اور کہیں کہ یہ مسئلہ ہے اور ہم نے مل کر اس کو حل کرنا ہے - آپ لوگ ہماری کیا مدد کریں گے - لہذا ان کے تعاون سے ملک میں ناخواندگی ختم کرنے کے لیے ایک پروگرام بنائیں تاکہ تاریخ میں آپ کا نام زندہ رہ جائے اور یاد رہے کہ اس کونسل نے یہ ایک بہت بڑا کام کیا تھا کہ تمام قوم کو پانچ سال یا تین سال کے اندر تعلیم یافتہ بنا دیا تھا - اس کے ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گی کہ جو لوگ بچوں کو کورس پڑھاتے ہیں ان کو چاہئیے کہ ان کو زرعی تعلیم دیں - زرعی تعلیم کا یہ مقصد تو نہیں کہ بچے ہمیشہ ہل چلائیں گے بلکہ چھوٹے چھوٹے باغیچے - چھوٹے چھوٹے کھیت بچوں کو بنانے آ جائیں گے - کسی بھی زمیندار سے بیج لے کر ان کو ایک گھنٹہ زراعت کی تعلیم دیجئے اور پھر ان کو اچھی سبزیاں لگانے پر انعام دیجئے تاکہ ان کے اندر زراعت کا شوق پیدا ہو - آج ہر گاؤں کا بچہ پڑھ لکھ کر بابو بننے کے لئے بے تاب ہو جاتا ہے اور وہ گاؤں کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور گاؤں میں گندم کاٹنے کے لیے بھی کوئی آدمی نہیں ملتا - اس طرح ہم کس قدر محتاج ہوگئے ہیں کہ گندم کاٹنے کے لیے سوائے تھریشر کے کوئی انسان نظر نہیں آتا - شاید آپ کے دور دراز علاقوں میں لوگ میسر آتے ہوں گے مگر لاہور کے ارد گرد کوئی نظر نہیں آتا -

اس کے بعد میں زراعت کے متعلق عرض کروں گی ۔ زرعی ٹیوب ویلوں کے لیے بجلی کی قیمت اتنی زیادہ ہوگئی ہے کہ زراعت غیر منفعت بخش کام بن کر رہ گیا ہے ۔ کیونکہ جو پانی زمین سے نکلتا ہے وہ اتنا زرخیز نہیں ہوتا اور وہ کھیتوں کو سرسبز نہیں کر سکتا ۔ لیکن ٹیوب ویلوں کے بل اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ زمیندار بھی قلاش ہو جاتا ہے ۔ اس کے بعد اگر آپ ان کو پانی میں رعائت دیتے ہیں تو ان سے یہ کہا جائے کہ اس کے عوض وہ کوئی کام کریں ۔ آج ملک بھر میں دالیں نہیں ملتی ہیں ۔ اگرچہ زمیندار چاول تو اگا کر کچھ لوگوں کو دیتا ہے لیکن آج چاول بازار میں سات آٹھ روپے سیر مل رہا ہے کون اتنے مہنگے چاول کھا سکتا ہے اور پھر ہمارے گھر میں جو سب سے بنیادی چیز ہے وہ ہے پیاز ۔ پیاز کے بغیر آپ کا سالن نہیں پک سکتا ۔ کوئی اور چیز بھی بغیر پیاز کے نہیں پک سکتی ۔ پیاز بھی چھ روپے سیر ہے ۔ کون غریب آدمی اتنا مہنگا پیاز خریدے گا ۔ آپ تو دیہاتوں میں ہیں شاید آپ کو تو کھیتوں سے پیاز آجاتے ہوں گے لیکن ہمیں بازار سے چھ روپے سیر خریدنا پڑتا ہے ۔ ہمارے چپڑاسی ، ہمارے نوکر ہمارے غریب ملازم کیا کریں ۔ شائد پیاز یا تو باہر جا رہا ہے اسے روکیں یا پھر پیاز کی پیداوار کو زیادہ بڑھایا جائے اور جگہ جگہ پیاز اگایا جائے ۔ میں عرض کروں جس وقت کسی چیز کی قلت ہوتی ہے تو آپ اسے زیادہ اگائیے ۔ آپ اپنے باغوں میں بھی اور باغیچوں میں بھی پیاز اگائیے اور اس طرح لہسن بھی بڑی مہنگی چیز ہے اور پھر آلو بھی نایاب ہوتے جا رہے ہیں ۔ ان چیزوں کا ذرا خیال کیجئے گا ۔

مجھے یہ بتائیے گا کہ آپ کی مارکیٹنگ کمیٹیاں کیا کرتی ہیں ۔ میں نے پرائس کنٹرول کمیٹی میں ہمیشہ یہ کہا ہے کہ بھائی مارکیٹنگ کمیٹیوں سے کہو کہ جب سڑک پر ان کی سرکاری کار گزرتی ہے یا سرکاری بس گزرتی ہے تو تمام زمینداروں کو حکم دے دیں کہ وہ صبح اپنی اپنی سبزیاں لیکر اس سڑک پر رکھ دیا کریں جب مارکیٹنگ کمیٹی

کی کار یا بس گزرے تو وہ ان سبزیوں کو لیکر منڈی میں پہنچ جائے نہ یہ کہ ہر آدمی ریڑھے پر سبزی لے کر جائے اور پچاس روپے ریڑھے کے دے اور دس روپے وہ پورے سیزن کے لے کر اپنے گھر جائے۔ اس لئے میں یہ درخواست کروں گی کہ مارکیٹنگ کمیٹیوں کے سپرد یہ کام کیا جائے کہ وہ ہر دیہات سے سبزی اکٹھی کریں اور پھر لا کر منڈیوں میں دیں اور منڈیوں میں وہ صحیح ریٹ پر بکیں اور لوگوں کو بھی کچھ اطمینان کا سانس لینا نصیب ہو۔

اس کے بعد میں جمعہ بازاروں کے بارے میں عرض کروں گی۔ جمعہ بازاروں میں جو سبزی آتی ہے اور جو کچھ سامان آتا ہے وہ دکاندار ہی خرید کر لے جاتے ہیں۔ تو میں گزارش کروں گی کہ خدا کے لئے یہ چیزیں ان دکانداروں کو نہ خریدنے دیجیئے۔ بلکہ ایسا کیجیئے گا کہ دو۔ تین سیر سے زیادہ کوئی چیز بھی جمعہ بازار میں کسی کے ہاتھ نہ بیچی جائے۔ بس تین سیر سے زیادہ نہ دیں تا کہ دکاندار ہی خرید کر نہ چلتے بنیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ مارکیٹنگ کمیٹیاں خود ہی وہاں انتظام کریں وہ خود انچارج ہوں۔ میں نے راولپنڈی میں دیکھا ہے کہ وہاں یہ کام فارسٹ ڈیپارٹمنٹ کے افسروں کے سپرد ہے۔ راولپنڈی کے اے۔ ڈی۔ سی۔ صاحبان جو ہیں وہ سارے کے سارے افسران بازار کو کنٹرول کرتے ہیں اور اس کو صحیح لائن پر چلاتے ہیں۔ ہمارے ہاں ابھی تک یہ سسٹم جاری نہیں ہو سکا۔ ہمیں چاہیئے کہ اس کے لئے ذمہ دار زراعت کے افسران سے مدد لی جائے تا کہ وہ خود جمعہ بازار لگوائیں اور ان چیزوں کو اپنے کنٹرول میں رکھیں۔

چوتھی چیز جنگلی جانوروں کے متعلق ہے۔ تو جناب میں اس سلسلہ میں عرض کروں گی کہ جنگلات کے محکمہ نے جنگلی جانوروں کے لئے ایک پارک بنوایا ہے۔ اس کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ جنگلی جانوروں کو ان کے اپنے قدرتی ماحول میں رکھا جائے جس سے لوگوں کو جنگلی

جانوروں کی قدرتی زندگی کے بارے میں معلومات حاصل ہو سکیں جنگلی جانوروں کی نسلیں شکار اور دوسری وجوہات کی وجہ سے کم ہو رہی ہیں تو میں عرض کروں گی کہ ان کو وہاں قدرتی ماحول میں رکھ کر ان کی نسلیں بڑھائی جائیں تا کہ نسل کی افزائش کا موقع مل سکے ۔ لیکن جناب والا جلو پارک کے دو حصے کر دیئے گئے ہیں ایک میں ڈرائیوان چڑیا گھر بنایا گیا ہے ۔ ڈرائیوان چڑیا گھر کا مطلب ایسا چڑیا گھر ہے جہاں لوگ اپنی اپنی موٹر میں بیٹھ کر آئیں اور بیٹھے بیٹھے تفریح کر کے چلے جائیں ۔ دوسرا ایک حصہ ایسا ہے جو صرف جانوروں کی نسلیں بڑھانے کیلئے رکھا گیا ہے ان دونوں شعبوں میں بہت سی کمی ہے ۔ جانوروں کے سائے کے لیے ایک درخت بھی نہیں ہے وہ بیچارے دھوپ میں مارے مارے پھرتے ہیں اور بڑی حیرانگی کی بات یہ ہے کہ یہ محکمہ جنگلات کا منصوبہ ہے اور وہاں پر درخت نہیں اگائے گئے ضروری تھا کہ وہ باغ ایک شاندار اور خوبصورت ہوتا ، درختوں سے بھرا ہوتا تا کہ جانوروں کو سایہ مہیا ہوتا ۔ میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ چڑیا گھر کے شعبے میں جانوروں کی حالت قابل رحم ہے کیونکہ وہ اپنے قدرتی ماحول میں نہیں ہیں اور نہ ان کو درخت جھاڑیاں اور لمبی گھاس وغیرہ ملتی ہے ۔ اسی طرح سے چڑیا گھر لاہور کو بھی سہولتیں نہیں ملی ہیں لاہور چڑیا گھر کا رقبہ تنگ ہے اس کے باوجود جانوروں کو وہاں اس طرح کی سہولت مہیا کی گئی ہے کہ وہ سردی اور گرمی سے بچ سکیں ۔ جلو پارک چڑیا گھر سے ایک رحمدل شخص کی طبیعت خوش نہیں ہوتی بلکہ جانوروں کی حالت زار دیکھ کر افسوس ضرور ہوتا ہے مثلاً پھاٹک کے اندر داخل ہوتے ہی بہت تنگ پنجرے میں ایک ریچھ کو بند کر دیا گیا ہے اور اس کو کبھی باہر نکلنے کا کبھی موقع نہیں ملتا کیونکہ اس کا کوئی دروازہ ہی نہیں صرف ایک کھڑکی ہے جس میں سے اسے کھانا دیا جاتا ہے ایک ٹوٹی ہوئی پالٹی میں گندا پانی رکھا ہوا ہے کیا اس بھالو کو ایسے تنگ پنجرے میں دیکھ کر کسی کا دل خوش ہو سکتا ہے ۔ اس کے آگے تین بندر ہیں جو

درختوں کے نیچے زنجیروں سے بندھے ہوتے ہیں بھلا وہ تو درختوں پر اچھلنے کودنے والا جانور ہے اس کو باندھ کر قید کر دیا گیا ہے وہ تنگ زنجیروں کی وجہ سے درختوں پر نہیں چڑھ سکتا ۔ تو جناب والا ! میں یہ عرض کروں گی کہ پنجروں میں سیل بنائے جائیں کیونکہ جو بنے ہوئے ہیں وہ بالکل ناکافی ہیں ۔ میری رائے میں ڈوائیو ان چڑیا گھر ۔ لاہور چڑیا گھر چلانے والے محکمے کے سپرد کر دیا جائے اس لیے کہ ان کو تیس چالیس سال سے جنگلی جانوروں کی دیکھ بھال کا تجربہ ہے لیکن ان کے برعکس اس چڑیا گھر کا انتظام محکمہ جنگلات کے سپرد کر دیا جائے گا ۔

جناب چیئرمین : یہ میں نے اخبار میں پڑھا تھا ۔

بیگم سلمیٰ تصدق حسین (لاہور) : نہیں جناب یہ اخبار میں نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین : نہیں ۔ کسی نے لکھا ہوگا ۔

بیگم سلمیٰ تصدق حسین (لاہور) : نہیں ۔ جناب یہ ہماری ایسوسی ایشن کی جنرل سیکرٹری ہیں جو ہر وقت اپنا رونا میرے پاس روتی ہیں ۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں یہ سب نے پڑھا ہوگا ۔

بیگم سلمیٰ تصدق حسین (لاہور) : اگر سب نے پڑھا ہے تو پھر تو ٹھیک ہے اگر نہیں پڑھا ہے تو پھر مجھ سے یہ خط لے لیجیئے گا ۔

جناب سماجی مسائل کا ایک مسئلہ ہے ۔ کہ سماجی جرائم بہت زیادہ ہو گئے ہیں اور ان کے بارے میں اخباروں میں بھی بہت زیادہ خبریں آتی ہیں جس کی وجہ سے بد کردار لوگوں کے حوصلے اور بھی بڑھتے ہیں کم نہیں ہوتے جب وہ سنتے ہیں کہ فلاں شخص کو اتنی سزا ہوئی تو وہ اور بھی زیادہ agirate ہو کر کہتے ہیں کہ ہم بھی ایسا کریں گے ۔ اس لیے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس قسم کے جرائم جو معاشرے کی عزت ، آبرو اور تقدس کو تباہ و برباد کرتے ہیں وہ اخباروں میں زیادہ نہ آئیں بلکہ صرف سزاؤں

کا ہی ذکر ہو میں یہ نہیں کہتی کہ لازماً ایسا کیجیئے میں نے پریس والوں سے بھی یہ ڈسکس کیا تھا کہ آپ جو یہ لکھ دیتے ہیں کہ فلاں جگہ یہ ہو گیا وہ ہو گیا وغیرہ وغیرہ کیا اس سے معاشرے پر کوئی اچھا اثر پڑتا ہے کیونکہ معاشرے والے تو کہتے ہیں کہ انہوں نے کر لیا تو کیا ہوا ہم بھی کر لیں گے تو کیا ہوگا تو اس لیے اس قسم کی خبریں اگر اخباروں میں نہ آئیں اور معاشرہ ایک پر سکون زندگی کا نقشہ پیش کرے تو یہ بہت ہی اچھا ہوگا تو میں عرض کروں گی کہ معاشرے کی خرابیوں کو دور کیا جائے۔

جناب چیئرمین : یہ خبریں اگر اخباروں میں آئیں اور اگر ان میں نمک مرچ نہ لگایا جائے تو کیسے رہے گا۔

بیگم سلمیٰ تصدق حسین (لاہور) : یہ بالکل صحیح ہے۔ نمک مرچ نہ لگایا جائے۔ آپ دور کیوں جاتے ہیں میں عرض کروں کہ ایک آدمی نے مجھ سے ساڑھے سات ہزار روپیہ بنک میں جمع کرنے کو لیا اور غائب ہو گیا اور میں نے افسروں سے کہا کہ بھئی اس کو اخبار میں نہ دو لیکن انہوں نے یہ دے کر ہی چھوڑا اور اخبار میں دیا بھی کس نے محکمہ پولیس نے۔ میں نے اس لیے بتایا تھا کہ آپ اس آدمی کو پکڑیں مگر اخبار میں خبر نہ دیں۔ بات یہ تھی کہ ایک معزز شہری نے اپنے آپ کو بنک کا افسر بتایا حقیقت میں وہ بنک کا افسر نہیں تھا بلکہ وہ دھوکہ باز بنک میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ مجھ سے روپے لے کر یہ کہہ کر چلا گیا میں ابھی جمع کر کے آتا ہوں لیکن وہ تو روپے لے کر اڑ گیا۔

ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا (جہلم) : یہ خبر تو اخبار میں ضرور آنی چاہیئے تھی۔

جناب چیئرمین : جی۔ آنی چاہیئے تھی۔ اس لیے تو پولیس نے یہ خبر دی تھی۔

بیگم نعمہ حمید (لیڈی کونسلر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) : جی - جب انہوں نے یہ خبر دی تو ہمیں پتا چلا ہے کہ ہم محتاط رہیں اور ہم آئندہ کسی پر کوئی یقین نہ کریں -

بیگم سلمیٰ تصدق حسین (لاہور) : محترمہ آپ کیا چیز ہیں - وہ تو آپ کو ایسے سبز باغ دکھائیں گے کہ توبہ بھلی -

(قہقہہ)

اس لیے میں یہ کہوں گی کہ یہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہیے کہ کونسی خبر معاشرے کے لیے مفید ہے اور کونسی غیر مفید ہے -

بس میری یہ چند گزارشات تھیں جو میں نے اس معزز ایوان میں بیان کر دیں -

بیگم نزہت مسعود صادق (چیئرمین پاکستان ہلال احمر لاہور) : جناب والا ! میرا تعلیم کے متعلق ایک پوائنٹ ہے - 1968ء میں ایک منصوبہ بنا تھا جس کے تحت 23 کمپری ہنسیو اسکول کھولے گئے - اس میں کہا یہ گیا تھا کہ یہ دیہاتی بچوں کے لیے ہیں اور جو ذہین بچے ہیں ، ہر اسکول کے ساتھ بچوں کے رہنے کے لیے دو سو بورڈنگ ہاؤس بھی بنائے گئے -

جناب چیئرمین : بیگم صاحبہ - اس پر تو ہم بہت بڑا سیمینار کریں گے یہ سب چیزیں اس میں زیر بحث آئیں گی - میاں خورشید صاحب آپ کچھ فرمائیں گے -

جناب خورشید احمد (سیکرٹری جنرل آل پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونین - لاہور) : جناب چیئرمین صاحب معزز دوستوں اور معزز اراکین میں سے کچھ نے مقامی طور پر اور کچھ نے اجتماعی طور پر باتیں کی ہیں - ہم نے اور دیگر ساتھیوں نے ان کی باتیں بڑی توجہ سے سنیں - میں اس موقع پر

پاکستان کا ایک ادنی شہری ہونے کی حیثیت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ باتیں ہمارے گھر کی ہیں اور کچھ باتیں ہمارے ارد گرد کے ماحول کی ہیں۔ ہمارا وطن گھر کی طرح ہے۔ اگر گھر کے افراد اسے اپنی زندگی یا اس میں محبت کے لیے جذبہ اور قربانی کا اظہار نہ کریں تو گھر کی جو عزت اور آبرو ہے وہ خطرے میں ہوتی ہے۔ اخبار میں تھا کہ ہمارے ہمسایہ ملک کی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے بیان دیا ہے کہ ایک جرنیل نے انہیں فتح بنگلہ دیش کی کتاب پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ ہماری سرحدوں پر 1971 کے واقعات منڈلا رہے ہیں۔ پاکستان کا ایک شہری ہونے کی حیثیت سے اور مادر وطن پاکستان کا ایک سپاہی ہونے کی حیثیت سے میں سمجھتا ہوں کہ اس نے اس جرنیل سے بات نہیں کی بلکہ تمام پاکستان کی قوم کی غیرت کو للکارا ہے جو ہماری آزادی اور ہماری سالمیت کے متعلق ہے۔ جو انہوں نے نشاندہی کی ہے ہمیں ایک محب وطن قوم ہونے کی حیثیت سے سوچنا ہے اور اس کے چیلنج کا جواب دینا ہے ہم پاکستانی چاہے زندگی کے کسی شعبہ میں ہوں مادر وطن کی حفاظت کے لیے اور اس کی آزادی اور سالمیت کے لیے ہم نے پہلے بھی قربانیاں دی ہیں اور اپنا خون بہایا ہے اور اب بھی انشاء اللہ اس ملک کے ایک ایک انچ کی حفاظت کریں گے۔ لاہور کے اس تاریخی شہر میں جہاں کانفرنس ہو رہی ہے مجھے یاد ہے کہ 1965 میں بھی انہوں نے کہا تھا کہ لاہور پر قبضہ کر لیں گے۔ ان کے جرنیل آئے تھے یہ لاہور کے شہریوں اور پاکستان کے فوجیوں کو اعزاز حاصل ہے کہ ان کے جو عزائم تھے وہ خاک میں ملا دیئے گئے۔ آج بھی میں دعوے سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہم پاکستانی خواہ زندگی کے کسی شعبہ میں ہوں چاہے ہم محنت کش ہیں چاہے کسی اور حیثیت سے ہیں ہم اپنے ملک کی حفاظت کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہمارے ہمسایہ ملک کے ایسے عزائم ہیں تو ہم اپنے گھر کی

بھی خبر رکھیں - اپنے گھر میں جو خامیاں اور خرابیاں ہیں ایک محب وطن اور صحیح فرد ہونے کی حیثیت سے اس کا جائزہ لیں مجھ میں جو خرابی اور کمزوری ہے اسے دور کرنا ہے - صرف پردہ ڈالنے سے یا جو گندگی یا زخم ہے اس کو چھپانے سے زخم دور نہیں ہوگا بلکہ اس کا آپریشن کرنے کی ضرورت ہے اور اسی نظریے سے جناب والا ! میں بڑی عاجزی اور درد مندی سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کل آپ نے فرمایا تھا کہ کوئی پیسے قبر میں ساتھ لے کر نہیں گیا - آپ نے بڑی اچھی بات کہی تھی - آپ نے بڑی دل لگتی بات کہی تھی - دنیا میں لوگوں نے دیکھا کہ شہنشاہ ایران کے پاس کتنی دولت تھی کتنا کچھ تھا مگر ایسے زمین منی مشکل ہوگئی تھی کہ وہ کہاں جائے - آپ نے ابھی جو بات کہی ہے اس میں انسانی تاریخ کا پورا سبق ایک جملہ میں پیش کردیا ہے - میں بھی آپ کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہوں گا کہ ہم اسلام کے نام لیوا ہیں اور ہم ایک گنہگار مسلمان ہونے کی حیثیت سے اسلام کے داعی ہیں - ہم ابھی بہت بڑی آزمائش میں ہیں - اگر اس مرتبہ اسلام کے صحیح جذبہ اور صحیح خدمت کو بروئے کار نہ لائے تو دنیا میں خداوند تعالیٰ اس قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں -

جناب والا ! اس سلسلے میں عرض کرونگا کہ آپ زندگی کے کسی شعبہ میں ہوں - یہ کوشش کریں کہ ملک کے اندر سب سے پہلے اتحاد کو مضبوط کریں - سب سے پہلے گھر کے اندر اگر اتحاد مضبوط ہوگا تو باہر کے ہر خطرہ کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے - دوسرے ملک کے اندر جو انتظامی - سماجی اور اقتصادی ڈھانچہ ہے وہ اس طرح قائم کرنا ہے کہ لوگوں میں ہوس زر - بد دیانتی - دولت کی نمود و نمائش کی بجائے ملک کی خدمت ملک کی عزت اور گھر کو بنانے کا جذبہ پروان چڑھے - اس میں ملک کی جو آبادی ہے جو دکھی انسان ہیں ان کو اوپر لایا جائے جو تکلیف میں ہیں ان کی تکلیف کو دور کیا جائے - جو سکھ اور آرام میں

ہیں وہ اگر کچھ عرصے کے لیے تھوڑی سی قربانی بھی دیں تو یہ عین اسلام کے مطابق ہوگا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمانو سنو کسی شخص کو کالا یا گورا ہونے کی وجہ سے بڑائی نہیں ۔ بڑائی تمہاری نیکی ہے ۔ تمہارا تقویٰ ہے جو اسلام سکھاتا ہے یعنی یہ کہ انسان سے محبت کریں ۔ دکھی انسانوں کے دکھ دور کریں ۔ میں زور دیتے ہوئے کہونگا کہ ہمیں اپنے اقتصادی ۔ سماجی اور انتظامی ڈھانچہ کو اس طرح سے انقلابی طور پر تبدیل کرنا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو احکامات ہیں ۔ جو ان کی تعلیمات ہیں اور جیسے اصحابہ کرام عمل کرتے رہے ۔ ان کے مطابق ہم اس ملک کو واقعی ایک باغ بنا دیں ۔ اس ملک کو خوشحال بنا دیں ۔ اس ملک کے دکھ کو دور کر دیں اور نیکی کی طرف پروان چڑھائیں اور اس میں جو لوگ آڑے آئیں ان سے آپ سختی سے ڈیل کیجئے اور جو لوگ اس کام کو آگے لے جانا چاہتے ہیں اپنی دولت کی نمود و نمائش کی وجہ سے نہیں بلکہ محنت اور لگن کی وجہ سے ، ان کو آگے لائیں ۔ دیکھیں یہ وطن یہ گھر کتنا پھلے پھولے گا ۔

جناب والا ! میں نے جناب صدر پاکستان جنرل ضیا الحق صاحب کی خدمت میں جب بھی موقع ملا سچی بات جو میرے دل میں ہے پہنچائی ہے ۔ آپ کی خدمت میں بھی عرض کرونگا کہ آپ کے دل میں درد ہے ۔ آپ نے وار دیکھی ہے ، وار پوری قوم لڑتی ہے فوج آگے ہوتی ہے پیچھے تمام قوم سپلائی لائن ہوتی ہے ۔ آج اگر وار ہوتی ہے تو یہ ٹوٹل وار ہے ۔ وہ صرف فوج کی نہیں ہوگی بلکہ پوری قوم کی وار ہے ۔ پوری قوم آپ کی سپلائی لائن ہے ۔ اس میں آپ اس جذبہ کو آگے لائیے پھر دیکھیے کہ کوئی بھی کتنا بڑا ملک ہو ۔ کتنی بڑی طاقت ہو پاکستان کی طرف آنکھ نہیں اٹھا سکتا ۔ پاکستان کے جو شہری ہیں پاکستان کے جو لوگ ہیں وہ سیسہ پلائی دیوار کی طرح اپنے ملک کی حفاظت کریں گے ۔ یہ بھی ایک گھر ہے اس کی آن بان کو اونچا لے جانا ہے ۔ یہ میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں

کہ بہت باتیں ہیں ۔ میرے طبقے کی باتیں ہیں جن کی میں نمائندگی کرتا ہوں ۔ ان کی بھی مشکلات ہیں ۔ جیسے بیگم صاحبہ نے فرمایا ہے مسائل بہت ہیں ۔ چھ روپے پیاز ہے ۔ دال دس روپے ہے ۔ آپ نے دال امپورٹ کی ہے ۔ آٹا جو ہم اس ملک میں پیدا کرتے ہیں دو روپے سیر ہے ۔ دو روپے کیلو تک مارکیٹ میں ہے ۔ ان کی بہت مشکلات ہیں ۔ جو تنخواہ دار ہیں ان کے مسائل کیسے حل ہوں گے ۔ میں بیگم صاحبہ کا احترام کرتا ہوں ۔ یہ قابل احترام ہیں ۔ میں بیگم سلمیٰ تصدق حسین صاحبہ کا بہت مشکور ہوں ان کے خاوند بھی ایک مزدور تحریک میں کام کرتے رہے ہیں ۔ یہ جانوروں کی باتیں کرتی ہیں لیکن جانوروں کے ساتھ انسانوں کی بھی کئی جگہ ایسی حالت ہے کہ وہ بھی پنجروں میں بند ہیں ۔ ایک ایک گھر میں چار چار خاندان رہ رہے ہیں ۔ ان کی بھی حالت کو ہمیں بدلنا ہے ۔ تاکہ وہ بھی آرام اور عزت کی زندگی گزاریں اور محنت کر کے اس ملک کو آگے لے جائیں ۔

جناب والا ! میں نے آخر میں یہی کہنا ہے کہ جاپان اور دوسرے ملکوں کی ترقی دیکھیں ۔ ہمیں خدا نے بہت وافر وسائل دیے ہیں ۔ ہمارے پاس افرادی قوت ہے ۔ خام مال ہے ۔ ہمارے پاس لینڈ ہے ۔ جاپان کے پاس کچھ نہیں تھا مگر آج اس نے دنیا میں یورپ کو پیچھے چھوڑ دیا ہے ۔ ہمیں تو خدا نے سب کچھ دیا ہے ۔ ہمارے پاس انرجی گیس ہے ہم اس کا صحیح استعمال کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ 10 سال بلکہ اس سے پہلے ہم جاپان کے ہم پایہ اور جرمنی کے ہم پلہ بن سکتے ہیں ۔ اگر ہم بطور قوم ٹارگٹ حاصل کریں ۔ بطور ٹیم ہم کام کریں ۔ بات لمبی ہوتی ہے میں اسی پر ختم کرتا ہوں کہ :

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

حاجی محمد اسلم بٹ (میئر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ) :
جناب والا ! میں میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ کی بات کرنی چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین : آپ وقت ضرور لے لیں مگر آپ لوگوں کے لیے ترکی سے ایک وفد آیا ہے انہوں نے دعوت دی ہے ۔ ان کا پروگرام ساڑھے سات بجے شروع ہونا ہے ۔ لہذا ہم سات بجے تک زیادہ سے زیادہ کام کر سکیں گے ۔ اگر دو منٹ لینا چاہیں تو بڑے شوق سے لے لیں ۔ کچھ بیگم صاحبہ نے conclude کر دیا ہے اور کچھ خورشید صاحب نے conclude کر دیا ہے ۔ خورشید صاحب ان کا احترام کرتے ہیں ۔ یہ تو ہمارے بچپن کے لیڈر ہیں ۔ انٹرویو کل کریں گے ۔ وہ تو لیڈروں نے ختم کر دیا ہے ۔ آپ دو دو منٹ لے لیں ۔

بیگم نصرت مقبول الہی : آپ مجھے موقع دیں میں نے اتنی دیر میں تو اپنی بات ختم بھی کر لی ہوتی ۔ میں تو اتنا بولتی بھی نہیں ہوں ۔

سیٹھ محمد عبید الرحمن : کل وقت دے دیجئے ۔

جناب چیئرمین : اگر آپ انہیں ختم کرنے دیں تو اس کے بعد سارا پروگرام اناؤنس کر دیں گے ۔

بیگم نصرت مقبول الہی (لیڈی کونسلر ، میونسپل کارپوریشن ، فیصل آباد) : جناب گورنر صاحب ! آج ہمارے سامنے ایک سنگین مسئلہ یہ ہے کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بد امنی اور بے چینی پھیلی ہوئی ہے ۔ ہم اخبارات میں پڑھتے ہیں ۔ کچھ خبریں آتی ہیں اور کچھ چھپی رہتی ہیں ۔ میں اس کے متعلق آپ سے تھوڑا سا عرض کرونگی میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ کسی نہ کسی طرح ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں یونینوں پر پابندی لگا دی جائے ۔ میرا مطلب غلط سمجھا گیا کہ اس طرح ہم بچوں کی صلاحیتوں کو بالکل ختم کر دیں گے ۔ اس کا بہتر حل یہ ہے کہ ہم سوسائیٹیاں بنائیں ۔ بچوں کے attitudes اور ان کے characteristics کو

اجاگر کرنے کے لیے اگر ہم سوسائٹیاں بنا لیتے ہیں تو ان کی extra curricular activities. بھی پامال نہیں ہوتیں اور اس طرح سے نظم و نسق بھی قائم رہتا ہے ۔ بد امنی بھی نہیں پھیلتی ۔ آپ نے حال ہی میں دیکھا ہوگا اور اخبارات میں پڑھا بھی ہوگا کہ ہر جگہ دو گروپ ہوتے ہیں ۔ بچوں کو گھروں سے مائیں کسی کو ڈاکٹر اور کسی کو انجینئر بنانے کے لیے بھیجتی ہیں ، کسی ماں کی زندگی کا انحصار اس کے بچے پر ہوتا ہے کہ کل کو یہ پڑھ لکھ کر کما کر لائے گا ۔ لیکن اس ماں کو یہ خبر ملتی ہے کہ اس کے بچے کی تڑپتی ہوئی لاش گراؤنڈ میں پڑی ہے اور اس کے ارد گرد مخالف گروپ کے لوگ ناچ رہے ہیں ۔ تو مجھے بتائیں کہ ہم اپنے بچوں کو کس طرح کی تعلیم دے رہے ہیں ۔ اگر اسی طرح سے یونینیں بنتی رہیں ، لڑائی جھگڑے ہوتے رہے تو ہمارے ڈاکٹر ، انجینئر اور ہمارے پروفیشنل اینڈ ٹیکنیکل ہینڈز کہاں سے پیدا ہوں گے ؟ لہذا اس میں کوئی مضائقہ نہیں، کہ ان کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے کوئی علیحدہ بندوبست کر لیں جو کہ اتنا مشکل نہیں اور اس طرح سے ان کو آپس میں اتحاد ، نظم و نسق اور اتفاق کی بھی تلقین ہوگی ۔ اب تو ہم ان بچوں کو ایک دوسرے کے دشمن بنا رہے ہیں ۔ ان کے الیکشنوں کو بالکل ختم کر دینا چاہیے ۔ ہم انہیں ایک تباہی کے راستے پر لے جا رہے ہیں ۔ ہمارے کالج اور یونیورسٹیاں اکھاڑے اور میدان کارزار بنی ہوئی ہیں ۔ ہوسٹلوں میں دیکھیں ۔ وہاں اسٹین گنیں اور بندوقیں موجود ہیں ۔ جس پر کوئی قابو نہیں پا سکتا ۔ پروفیسر ڈرتے ہیں ، وائس چانسلرز ڈرتے ہیں ۔ تو آخر کار اس کا کچھ تو علاج ہونا ہے ۔

جناب محمد واثق خان (وائس چیئرمین ، ضلع کونسل ، اٹک) : جناب ! ہمیں بھی ٹائم دے دیجئے ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا نام گونگے ممبروں میں لکھا جائے ۔

جناب چیئرمین : یہ بات نہیں ۔ آپ حساب کریں ۔ میں نے آپ سے اس

لیے یہ کہا ہے - چلیں ، آپ بولیں - کہیں آپ کو اعتراض نہ ہو - آپ گونگے نہیں - ٹائم کا ذرا خیال رکھیں -

جناب محمد واثق خان : سر ، چند پوائنٹس ہیں - ضلع اٹک ایک بارانی علاقہ ہے - اس میں علاقہ چھچھ دس میل کا ایک ٹکڑا ہے جو تربیلہ ڈیم کی وجہ سے سیم زدہ ہو رہا ہے - وہاں نالے نہیں کھودے جاتے - ایک تو وہ نوٹ کروایا جائے کہ جو پرانے نالے بنے ہوئے ہیں ان کھودا جائے -

جناب چیئرمین : آپ عام بحث پر آئیے - یہ تو آپ کئی دفعہ مجھے کہہ چکے ہیں -

جناب محمد واثق خان : سر ، میرے پاس چند پوائنٹس ہیں -

جناب چیئرمین : آپ عام بحث پر آئیے - دیکھیے ، آپ ہمیں اس وقت کہاں سے کہاں گرا رہے ہیں -

جناب محمد واثق خان : سر ، میں کوئی اچھا اسپیکر نہیں -

جناب چیئرمین : آپ تو خود ہی کہہ رہے ہیں کہ آپ گونگے نہیں -

جناب محمد واثق خان : تھینک یو سر -

جناب چیئرمین : یہ کیا ؟ اب تو لوگ کہیں گے کہ آپ گونگے ہیں - آپ بولے ہی نہیں !

جناب محمد واثق خان : سر ، میرے پاس تو اپنے علاقے کے چند پوائنٹس ہیں -

جناب اشفاق شاہد (ڈپٹی میئر ، لاہور میونسپل کارپوریشن) **:** جناب ! ہاؤس میں ننگی تلوار کی بات ہو رہی تھی کہ ہمارے سر کے اوپر ایک ننگی تلوار لٹک رہی ہے - وہ بات ختم ہوگئی - مگر جو ننگی تلوار آپ نے ہمیں

دے دی ہے ، اس کا ذکر کسی نے نہیں کیا ۔ وہ ننگی تلوار ملنے پر ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں ۔ آپ نے ہم میئر صاحبان کے ہاتھوں میں جو ننگی تلوار دی ہے وہ ہے ناجائز تجاوزات کا آرڈیننس ، جو مارشل لاء نے پاس کیا ہے ۔ میں تمام میئر صاحبان سے کہتا ہوں کہ اگر اب بھی وہ اپنے اپنے شہروں میں ناجائز تجاوزات ختم نہ کرا سکیں تو انہیں کوئی حق نہیں کہ اس ہاؤس میں واپس آئیں ۔

جناب چیئرمین : یہ غلط بات ہو جائے گی ۔

جناب اشفاق شاھد : سر ، دو سال ہوگئے ہیں ۔

جناب چیئرمین : نہیں ، ایسی کوئی بات نہیں ۔ دیکھیے ، وہ آرڈیننس آپ کے لیے ایک ہیلپ ہے ۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اب آپ بلڈوزر لے کر سب تجاوزات ختم کردیں اس کی کچھ شرائط ہیں ۔ یعنی یہ کہ پہلے ان کے لیے آپ جگہ ڈھونڈیں ، پھر آپ انہیں وہاں سے ہٹوائیں ۔

جناب اشفاق شاھد : جگہ بہت ہے سر ۔

جناب چیئرمین : وہ پھر آپ دیں ۔ جب آپ یہ کرنے پر آئیں گے تو آپ کی اپنی بڑی مشکلات ہوں گی ۔

جناب اشفاق شاھد : دو سال گزر چکے ہیں سر ۔

جناب چیئرمین : اگر آپ دو مہینے میں کر سکتے ہیں تو کریں ۔

جناب اشفاق شاھد : جب ہم گلیوں میں جائیں گے تو لوگ ہمیں گریبان سے پکڑیں گے کہ بلدیاتی اداروں نے دو سال میں کیا کیا ہے ۔

جناب چیئرمین : ذرا عقل سے ، ذرا آرام سے ، ذرا پیار سے ۔

جناب اشفاق شاھد : دو سال باقی بھی گزر جائیں گے ۔

جناب چیئرمین : نہیں ، ایسے نہیں - جی ، آپ کچھ فرما رہے تھے -

حافظ محمد یونس : جناب صدر ا میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا - اس سے پیشتر جناب صدیق سالار صاحب کی طرف سے جو تجاویز آئی ہیں ، میں ان تجاویز کی تائید کرتا ہوں - ایک تجویز راہداری کے متعلق ہے اور دوسری پراپرٹی ٹیکس کی تشخیص کے بارے میں ہے - شہر سرگودھا کے متعلق ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے جو میں - - -

جناب خاقان بابر : یہ جنرل بحث کا حصہ نہیں -

جناب چیئرمین : یہ عام بحث ہے اور آپ ایک مخصوص پوائنٹ پر آ رہے ہیں -

حافظ محمد یونس : سر ، یہ اہم مسئلہ ہے -

جناب چیئرمین : اچھا ، ختم - آپ آئیے گا -

حاجی محمد اسلم بٹ (میئر ، میونسپل کارپوریشن ، گوجرانوالہ) : میں گوجرانوالہ کارپوریشن کی طرف سے ایک ضروری بات عرض کرنا چاہتا ہوں آج سے تین سال پہلے کی بات ہے کہ گوجرانوالہ میں جنرل بس اسٹینڈ کے لیے ایک اسکیم تیار کی گئی تھی - آپ جانتے ہیں ،گوجرانوالہ میں بہت گنجان آبادی ہے - اس لیے وہاں انھوں نے یہ سوچا - - -

جناب چیئرمین : یہ بات تو ہو چکی ہے - آپ عام بحث پر آ جائیں -

حاجی محمد اسلم بٹ : میں بس اسٹینڈ کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں -

جناب چیئرمین : وہ چیز آپ ختم کریں -

حاجی محمد اسلم بٹ : میری عرض سنیں - مسئلہ بہت اہم ہے - یہ ابھی تک زیر بحث آیا ہی نہیں - کسی کو اس مسئلے کا پتا ہی نہیں - یہ ہونے دو کروڑ روپے کا فراڈ ہے - آپ مجھے حکم دیں تو میں آپ کو فائل دے

دوں ۔ یہ ہونے دو کروڑ روپے کا فراڈ ہے ۔ یا آپ مجھے ہاؤس میں کہنے دیں ، یا آپ مجھ سے فائل لے لیں ۔

جناب چیئرمین : دیکھیے ، اگر آپ دو منٹ میں ختم کر سکتے ہیں تو ٹھیک ہے ۔ ورنہ جب آپ کل میرے پاس آئیں گے تو پھر اس پر تفصیل سے بات کریں گے ۔

حاجی محمد اسلم بٹ : ٹھیک ہے ۔ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو میں کل بات کر لوں گا ۔

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین : دیکھیں جی ۔ اگر آپ ڈ پلن پر نہیں چلیں گے تو پھر بڑی مشکل ہو جائے گی ۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ سب آدمی ایک وقت بولنا شروع کر دیں ۔ اس طرح کوئی بول ہی نہیں سکے گا ۔ آپ آئیے ۔ میئر صاحب ۔

حاجی محمد اسلم بٹ : میں نے عرض کیا ہے کہ آج سے تین سال پہلے کی بات ہے ۔ انہوں نے گوجرانوالہ بس اسٹینڈ کے لیے ایک جگہ تجویز کی تھی اور ایک جگہ ٹمبر مارکیٹ کے لیے تجویز کی تھی ۔ بس اسٹینڈ کے لیے جگہ 135 کنال تھی ۔ قاعدے کے مطابق جب انہوں نے جگہ ایکوائر کی تو ہمیں حکم دیا گیا کہ اس کا 28 لاکھ روپیہ جمع کرا دیجیے ۔ وہ 28 لاکھ روپیہ ہم نے جمع کروا دیا ۔ مجھے ایک آفیسر کا ٹیلی فون آیا کہ بھائی ، یہ جگہ آپ نہ لیں ۔ اگر لینی ہے تو اس میں سے تھوڑی سی جگہ چھوڑ دیں ۔ میں نے کہا کہ یہ میرے بس کی بات نہیں ۔ یہ تو ہاؤس کا معاملہ ہے ، ہاؤس میں ہی پتا کریں ۔ اس نے ہاؤس میں اپروچ کی ۔ کافی دیر تک وہ کوشش کرتا رہا ۔ لیکن اس کی بات نہ بنی ۔ پھر اس نے مجھ سے بات کی ۔ میں نے جب اس کی بات نہ مانی تو پھر اس نے مجھے بیس لاکھ روپے کی پیش کش کی کہ یہ لے کر زمین چھوڑ دی جائے ۔ میں نے کہا کہ آپ نے

غلط سمجھا ہے - میں یہ بیس لاکھ روپے لینے والا آدمی نہیں - جیسا کہ آپ کو بھی معلوم ہے ، جب آپ گوجرانوالہ تشریف لے گئے تھے تو میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ فلاں جگہ ہمیں دے دی جائے - میں اپنی جیب سے وہاں گرلز کالج کھلوا دیتا ہوں - میں نے آپ سے عرض کیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ اس کے متعلق سوچیں گے - میں نے اسے یہی مثال دی کہ جب میں اپنی جیب سے کالج کھول سکتا ہوں تو میں آپ سے 20 لاکھ روپے نہیں لے سکتا اس کے بعد یہ ہوا کہ اس نے یہ کیس بورڈ آف ریونیو میں دے دیا وہ جگہ جی ٹی روڈ سے چھ یا سات ایکڑ کے فاصلے پر ہے اس نے یہ کام کیا کہ جی ٹی روڈ سے ایک مرلہ زمین کی رجسٹری 1981ء میں کرا لی تھی اور دوسری طرف بھی ایک مرلہ کی رجسٹری کرا لی اس کی حساب لگا کر بورڈ آف ریونیو نے ہمیں یہ لکھ کر بھیج دیا کہ اس کو ایک کروڑ 71 لاکھ روپے دے دئے جائیں - اب بہت سی پارٹیاں ہم سے آ کر کہہ رہی ہیں کہ ہم سے فیصلہ کر لو لیکن اب دوسری چٹھی آ گئی ہے کہ ان کو کیوں رقم نہیں دی گئی ان کو رقم فوراً دے دو یہ ایسی ہی بات ہے کہ ایک مرلہ کسی جگہ سے اور ایک مرلہ کسی دوسری جگہ سے لیا جہاں یہ دوکانیں بنتی تھیں - لیکن یہ جگہ جی ٹی روڈ سے چھ سات ایکڑ دور ہے تمام جگہ کی calculation کر کے ایک کروڑ اور 71 لاکھ روپیہ بنا دیا جو میں سمجھتا ہوں کارپوریشن کے بس کی بات نہیں ہے یہ بالکل نا مناسب ہے آپ مہربانی کر کے اس کیس کی خود چھان بین کرائیں -

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے - یہ مجھے دیدیں - اب آپ آ جائیں !

ملک امان اللہ خان (چیئرمین ضلع کونسل میانوالی) : جناب چیئرمین ! جو واردات سلیم میری قلب و نظر میں اس وقت پیدا ہو رہی ہے میں اس کا اظہار کرنا چاہوں تو نا ممکن ہوگا - میں صرف اتنا

کہہ دینا کافی سمجھتا ہوں کہ جو قوم اپنے محسنین کے احسانات کو بھلا دیتی ہے اس کو زندہ رہنے کا حق نہیں - جناب والا ! سب سے بڑا کام جو موجودہ حکومت کی طرف سے ہوا ہے وہ چھ اضلاع کا اجراء ہے - اس سلسلے میں بھکر کے عوام کی طرف سے آپ کا اور صدر مملکت کا شکر گذار اور ممنون ہوں - کہ انہوں نے ہماری مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان اضلاع کا اجراء کیا - شکریہ -

ڈاکٹر گلشن حلیق مرزا (ایڈی کونسلر میونسپل کمیٹی جہلم) : جناب چیئرمین ! آپ کی اجازت سے میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ شہری دفاع کو زمانہ امن میں اجاگر کرنے کی ضرورت نہیں ہے - میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ مضمون نصاب میں شامل ہونا چاہئے - یہ وقت کا تقاضہ ہے اسکولوں اور کالجوں میں شامل کرنا چاہئے - اس کی کوئی تجویز زیر غور ہے - کیونکہ اس کا تعلق تعلیم کے ساتھ ہے -

جناب چیئرمین : سول ڈیفنس ہونا چاہئے -

ڈاکٹر گلشن حلیق مرزا : یہ بہت ضروری ہے اور میں نے ہیلتھ کانفرنس کے سلسلے میں آپ سے درخواست کی تھی -

جناب چیئرمین : پہلے ایجوکیشن کرلیں ہیلتھ کی ہوتی رہتی ہیں -

میاں عبدالخالق (چیئرمین میونسپل کمیٹی رحیم یار خان) : جناب چیئرمین ! گندم کی لیٹ کاشت کے لیے ہمارے ضلع میں بیج نہیں ہے اور 30 فیصد کاشت ابھی باقی ہے - سیڈز کارپوریشن والے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس بیج نہیں ہے - اگر گندم کی کاشت نہیں ہوگی اس سے قوم اور ملک کو کتنا نقصان ہوگا - ہمارے ضلع میں گندم کا ریٹ 65 روپے تھا دس تاریخ کو 70 روپے تھا اور اس وقت 80 روپے ہے - چودہ دنوں میں اس کا بھاؤ کتنا زیادہ بڑھ گیا ہے اور اسی طرح اور بڑھے گا - یہ تشویشناک صورت حال ہے - اس طرف توجہ دی جائے -

چوہدری غلام حیدر سجاد (صدر کسان بورڈ پنجاب فیصل آباد) : جناب والا ! مخصوص موضوع پر باتیں ہوئی ہیں - میں صرف عمومی موضوع پر مختصراً اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں - جناب والا ! ہمارا کام آپ کو مفید مشورے دینا ہے اور آپ کا کام یہ ہے کہ آپ اسے مانیں یا نہ مانیں آپ نے اپنا فرض ادا کرنا ہے اور ہم نے اپنا فرض ادا کرنا ہے - اور ہم سب نے اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینا ہے - جناب والا ! اچھی اور مقبول حکومت وہی سمجھی جاتی ہے - جو عوام کے زیادہ قریب ہو - عوام اور حکومت کے درمیان کوئی ایسا پردہ حائل نہیں ہونا چاہئے جس کی وجہ سے عوام اپنے مسائل کو حکومت کے سامنے پیش کرنے میں دقت محسوس کریں - آپ اپنے عہدے کے لحاظ سے اس وقت پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے ہیں - اور آپ کے وزرائے کرام دامن کوہ میں بستے ہیں ان مقامات اور راستوں پر آپ کے افسران بیٹھے ہیں جہاں عوام اپنی داد رسی کے لئے پہلا قدم اٹھاتے ہیں - میں مانتا ہوں کہ وزرائے کرام آپ کے معاون ہیں افسران دست و بازو ہیں لیکن ہم بھی تو آپ کی آنکھیں ہیں - اور کان ہیں - ہم جو کچھ دیکھتے ہیں وہ آپ نہیں دیکھ سکتے جو کچھ ہم سنتے ہیں وہ آپ نہیں سن سکتے - شیخ سعدی رحمتہ کے بقول -

خوش تر آن باشد کہ سر دل بران
گفتہ آید از حدیث دیگران

میرے وہ بہن بھائی سچی بات کو نہیں سمجھتے میں ان کے لئے یہ ترجمہ کر رہا ہوں کہ جب وہ سردار کے سامنے جائیں تو دوسروں کی کہانیاں ان کو معلوم ہوں - جناب والا ! آج آپ جس گھوڑے کے سوار ہیں یا جس گھوڑے پر سوار ہیں وہ گھوڑا وہ بہت طاقتور ہے منہ زور ہے اڑیل ہے - عرصہ دراز سے اس کا مزاج بگڑا ہوا ہے اس مزاج کو سدھارنے کی ضرورت ہے مزاج کو سدھارنے کے لئے اچھے شہسوار اور مضبوط چابک کی ضرورت ہے جناب والا ! بسا اوقات ایسا ہوتا ہے جب گھوڑا یہ

سمجھتا ہے کہ سوار اسے قابو کرنے کی کوشش کر رہا ہے تو وہ سوار کو گرانے کی کوشش کرتا ہے ۔ جناب والا ! اس کے باوجود میں یہ کہوں گا کہ ملک و قوم کی خاطر اس کی چال کو متوازن بنانا ضروری ہے۔ تا کہ قوم کی گاڑی اپنی منزل مقصود کی طرف رواں دواں رہے ۔ جناب والا ! میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ ان میں اچھے لوگ نہیں ہیں ۔ ان میں بہت روشن نام ہیں میں ان کا احترام کرتا ہوں میں ان کا نام نہیں لینا چاہتا اس لئے کہ میں کسی کی تعریف یا کسی کی تضحیک نہیں کرنا چاہتا ۔ سوال اکثریت کا ہے اکثریت تا حیری حربوں کی ماہر اور سرخ فیتہ کی دل دادہ اور پیٹ کی غلام ہے اور بدعنوانیوں کا شکار ہے ۔ جناب والا ! میرے پاس عوام آتے ہیں اور نچلی سطح کی ایسی ایسی داستانیں سناتے ہیں آپ یقین مانئے ان کو سن کر آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں ۔ جناب والا ! اس حکومت کی خارجہ پالیسی بہت کامیاب ہے بین الاقوامی برادری میں پاکستان کی اہمیت میں اضافہ ہو چکا ہے ۔ اقتصادی حالات سابقہ حکومت کے مقابلہ میں بدرجہا بہتر ہیں معاشرے کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے اسلامی نظام کو نافذ کرنے کے لئے قابل تحسین کوششیں ہو رہی ہیں لیکن اس کا بھی علاج چارہ گراں ہے کہ نہیں ۔

جناب والا ! اس سلسلے میں اصلاح احوال کے لئے تجاویز پیش کر رہا ہوں ۔ پہلی تجویز یہ ہے آپ اپنے وزرائے کرام کے اختیارات میں اضافہ کریں اس وقت ان کی حیثیت کم و بیش عوام کے نمائندوں کی سی ہے ۔ اور عوام یہ چاہتے ہیں کہ ان کے ذریعے ہی اپنے مسائل کا حل نکال لیا جائے۔ دوسرے ہمیں کونسلر ہونے کی حیثیت سے وہ سہولت ہونی چاہئے جس کی عوام ہم سے بجا طور پر توقع رکھتے ہیں کہ ہم ان کے مسائل حل کرنے میں ان کی مدد کر سکیں لیکن اگر یہ خادمان قوم ہمیں ملنے سے انکار کر دیں یا یہ کہیں پرسوں آئیں یا دو تین روز کے بعد آئیں یا دو گھنٹے کے بعد شرف ملاقات بخشیں تو آپ اندازہ کریں ہمارا عوام کی نظر

میں کیا وقار رہے گا۔ تیسری بات یہ ہے کہ سیکرٹریٹ میں عوام کے داخلے پر پابندی ہے وہ پابندی کونسلروں پر نہیں ہونی چاہئے۔ اس وقت کونسلروں کو بھی یہی کہا جاتا ہے کہ بارہ بجے آئیں۔ اور پاس لے کر آئیں ۔ کیا آپ کا دیا ہوا کارڈ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ہم کونسلر ہیں ہمیں وقتاً فوقتاً سیکریٹریٹ جانا پڑتا ہے۔ یہ تو وہی بات ہوئی سہاراج گھر بار تمہارا ہے لیکن برتنوں کو ہاتھ نہ لگانا۔ چوتھی بات یہ ہے کہ ایمرجنسی کی صورت میں آپ سے رابطہ قائم کرنے کے لئے کوئی ایسی ہاٹ لائن ہونی چاہئے جس سے ہم اپنے grievances آپ تک پہنچا سکیں۔

ہزار خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

وزیر بلدیات کی جانب سے کونسل کے اجلاس کی کارکردگی رپورٹ کا پیش کیا جانا

وزیر بلدیات: جناب چیئرمین و معزز اراکین کونسل یہ اجلاس بہت ہی حوصلہ افزا رہا ہے۔ اگرچہ ایجنڈا بڑا طویل رہا۔ لیکن معزز اراکین کو ایجنڈے کے مختلف پہلوؤں پر اظہار خیال کا پورا پورا موقع دیا گیا۔ معزز اراکین نے نوٹ فرمایا تھا کہ سابقہ اجلاس میں جتنے نکات اٹھائے گئے تھے یا جناب گورنر کے سامنے مختلف وفود نے جو نکات اور مطالبات پیش کئے تھے ان سب پر گورنر صاحب کے احکامات کے مطابق عملدرآمد کی انتہائی کوشش کی گئی بیشتر معاملات میں آخری احکامات جاری ہونے کے بعد ان پر عمل درآمد شروع ہوگیا ہے۔ چند معاملات زیر غور ہیں۔ جن کو جلد از جلد نپٹا لیا جائے گا۔ ہم جناب گورنر کے مشکور ہیں کہ انہوں نے صوبائی کونسل کو مؤثر اور فعال بنانے میں ہماری پوری راہنمائی کی ہے اور ہماری اعانت فرمائی ہے۔ اجلاس کے پہلے روز پنجاب کے ترقیاتی پروگرام پر پچھلے چار ماہ

میں عمل درآمد اور اس کی پیشرفت بیان کی گئی - جس پر معزز اراکین نے عام بحث میں حصہ لیا - بعض اراکین نے مفید مشورے بھی دئے - کچھ کمزوریوں کی نشاندھی بھی کی گئی - اس طرح حکومت کے سالانہ ترقیاتی پروگراموں میں عوامی نمائندوں کو براہ راست شمولیت کا موقع ملا اور حکومت کو ان مشوروں سے آئندہ پالیسیوں کی ترتیب میں راہنمائی حاصل ہوگی - سبجیکٹ کمیٹیوں نے حسب سابق اپنے اپنے محکموں کے امور کا جائزہ لیا -

موجودہ اجلاس کی ایک اور نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ کونسل کے اراکین نے جتنے بھی سوالات بھیجے تھے - تقریباً سب کے تحریری جوابات اراکین کو اجلاس شروع ہونے سے قبل مہیا کر دئے گئے - امید ہے کہ اس بار کسی بھی معزز رکن کو شکایت کا موقع نہیں ملا ہوگا - کہ اس کے کسی سوال کا جواب نہیں دیا گیا ہے - محکموں کے مہیا کردہ جوابات پر مزید استفسارات کے لیے بھی موقع دیا گیا - جن سے حکومت کی پالیسیوں کی صحیح طور پر وضاحت کی جا سکی - جناب گورنر کے ارشاد کے مطابق مختلف محکموں کی کارکردگی کو ایوان سے باخبر رکھنے کے لیے ہر اجلاس میں کسی نہ کسی محکمہ کی کارکردگی پیش کی جاتی ہے - اس بار محکمہ صحت کی کارکردگی ایوان کے سامنے پیش کی گئی - اس کارکردگی پر ایک گھنٹہ معزز اراکین نے بحث کی اور اپنے مفید مشوروں سے نوازا - جیسا کہ گورنر صاحب نے فرمایا تھا کہ آئندہ اجلاس میں محکمہ اوقاف کی کارکردگی پیش کی جائے -

موجودہ اجلاس میں ایک نئی اور خوش آئند طرح ڈالی گئی - وہ یہ کہ بلدیاتی اداروں کی کارکردگی صوبے کی سب سے بڑے ایوان اور عوامی ادارے کے سامنے پیش کی جایا کرے - اس بار میونسپل کارپوریشن فیصل آباد اور سیالکوٹ کی ضلع کونسل کی کارکردگی ایوان کے سامنے پیش ہوئی اور ان دونوں اداروں کی کارکردگی پر اظہار خیال کے لیے ایوان میں ایک

ایک گھنٹہ کا وقت رکھا گیا ۔ معزز اراکین نے اس وقت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور ان اداروں کی کارکردگی پر تعریف و تنقید کی گئی ۔ ان اداروں کے سربراہ جیسا کہ جناب گورنر نے ارشاد فرمایا ، اس تنقید کو ذاتی تنقید نہ سمجھیں ۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ایک طرف ان کے کاموں کے اچھے پہلوؤں سے دیگر چیئرمین مستفید ہوں گے اور ان کے ساتھ ساتھ اگر ان میں کوئی خامی محسوس ہو تو اس کی اصلاح بھی ہو سکے ۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اجلاس کا اختتام بڑے خوشگوار ماحول میں ہو رہا ہے ۔

اس دفعہ سرکاری اخراجات میں کمی کے تحت اراکین کی رہائش کا انتظام ہوٹلوں کی بجائے پیلز ہاؤس اور سرکٹ ہاؤس میں کیا گیا ۔ ہو سکتا ہے کہ اس بار ان کو پیلز ہاؤس میں کچھ مشکلات پیش آئی ہوں مگر پیلز ہاؤس اراکین کا اپنا ہوسٹل ہے ۔ اس میں انہیں ہوٹل کے مقابلہ میں زیادہ آزادی میسر ہے ۔ آئندہ اجلاس تک پیلز ہاؤس میں مزید سہولیات بہم پہنچائی جائیں گی اور ان کو انشاء اللہ کوئی شکایت نہیں ہوگی ۔

میں معزز اراکین سے درخواست کروں گا ۔ کہ وہ اس اعلیٰ سطح کے ایوان کے وقار کو بلند رکھنے کے لیے اپنے سامنے وہی نصب العین رکھیں جو اس ایوان کے وقار اور احترام کے لیے لازم ہے ۔ مجھے جناب گورنر کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے ۔ کہ انہوں نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود کونسل کے اجلاس کی بیشتر نشستوں کی صدارت خود فرمائی ہے اور بڑے تحمل اور غور سے ان کی تجاویز اور تکالیف اور آراء کو سنا ۔ آخر میں میں پنجاب کے دور دراز کے علاقوں سے آنے والے یونین کونسل اور ٹاؤن کمیٹیوں کے چیئرمین حضرات اور لاہور ڈویژن سے منتخب خواتین کونسلروں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہماری دعوت پر ایوان میں یہ کارروائی دیکھنے کی زحمت گوارا فرمائی ۔ میں پریس ، ریڈیو ، ٹیلیویژن کے نمائندوں کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس اجلاس کی کارروائی عوام تک پہنچانے میں پوری دلچسپی لی ۔ شکریہ

جناب چیئرمین کی اختتامی تقریر

جناب اناؤنسر : جناب گورنر کے اختتامیہ ارشادات کے بعد کونسل کے اجلاس کا اختتام دعا پر ہوگا اور دعا فرمائیں گے میاں محمد حیات بخش صاحب خواتین و حضرات جناب گورنر ۔

جناب چیئرمین (لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان) : یہ جلسہ جو تھا آج اختتام کو پہنچا ۔ مجھے خوشی ہوئی ہے کہ آپ لوگ یہاں آئے ہیں ۔ بیٹھے ہیں اور تبادلہ خیالات بھی ہوا ہے اور آپ نے کھل کر باتیں کی ہیں ۔ اس میں جیسے منسٹر صاحب نے فرمایا ہے یہاں آ کر بیٹھنا ، مسائل پیش کرنا صوبائی لیول پر اور کچھ ہم نے ایسے قصے بھی کئے ہیں جو خاص کر آپ کی ذات سے ، آپ کے شہر سے یا آپ سے تعلق رکھتے ہوں ۔ بڑی بات جو ہوتی ہے جیسے کہ میں نے کہا ہے کہ تاریخی sense ہے اس کا ۔ یہاں جو آپ کہیں گے ۔ سوچ سمجھ کر کہیں گے ۔ کہ کہیں ایسی بات نہ کہیں جو دوسرے کے دل کو دکھائے ۔ بعض دفعہ یہ چیزیں ہو جاتی ہیں ۔ اس بری بات یا کڑوی بات کو سہل طریقہ سے بھی آپ کہہ سکتے ہیں تاکہ کسی کا دل نہیں دکھانا چاہیئے ۔ لیکن ایک چیز کو پیش کرنا ہے ۔ پیش کر دیا ۔ پھر ہاؤس کے اوپر چھوڑ دیجیئے ۔ یہاں ایک جو concensus بنے گی ۔ اس کے بعد آپ لوگوں کا یہ کہنا مشورہ ہے ۔ ان اداروں کو فعال بنانا ہے ۔ یہ دھیرے دھیرے بنیں گے ۔ یہ کام نہ جلدی میں ہوگا اور نہ تلخی میں ہوگا ۔ اس کام میں توازن رکھنا لازمی ہے ۔ میرے خیال میں یہ بڑا اچھا رہا ۔ اچھے پوائنٹ اور برے پوائنٹ دونوں دیکھے ۔ ہر چیز کے دونوں سائیڈ دیکھے ۔ میں آپ کو اس کی مبارکباد دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ اپریل کے پہلے یا دوسرے ہفتہ میں انشاء اللہ ہم پھر ملاقات کریں گے ۔

کل میں یہاں صبح نو بجے آ جاؤں گا ۔ تو جن حضرات نے درخواست

کی ہے ۔ اس وقت یہاں آ جائیے گا ۔ بہتر یہ ہوگا اگر group wise لے لیں ۔ پہلے خواتین کا گروپ ۔ اس کے بعد individually بھی مل لیں گے ۔ لیکن وقت کا خیال رکھیئے گا ۔ دس دس منٹ ، اس سے زیادہ نہیں ۔ لمبی تقاریر کا وقت نہیں ہوگا ۔ خاص تکالیف خاص پوائنٹ ۔ میں ان کو سنوں گا ۔ ڈویژن وائیز کر لیں ۔ alphabet کر لیں ۔ اردو میں ۔ خواتین سب سے پہلے ۔ السلام علیکم ، خدا حافظ ۔

دعائیہ کلمات

میاں محمد حیات بخش ۔

الحمد للہ رب العالمین ۔ والعاقبۃ للمتقین والصلوات والسلام علیٰ رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہ وا زریاتہ و اہل بیتہ اجمعین ۔ اللھم سلمنا وسلم دیننا وسلم ایماننا و ثبت اقدامنا و نصرنا علی القوم الکفرین ۔ اللھم ثبتنا علی الاسلام و ثبتنا علی الایمان ؛ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔ اے الہ العلمین ، اے ہمارے پروردگار ، اے ہمارے کار ساز ، اے ہمارے مالک ، اے ہمارے خالق ، اے ہمارے مشکل کشا ، اے ہمارے حاجت روا ۔ ہمارے گناھوں کو معاف فرما ۔ الہ العلمین تو جانتا ہے ہم سب یہاں پر اکٹھے ہوئے ہیں ۔ تو ہماری نیتوں کو جانتا ہے ۔ اے اللہ ہم اس لئے اکٹھے نہیں ہوئے ہیں کہ اپنی کوئی ذاتی غرض ، کوئی ذاتی دشمنی یا ذاتی دوستی آئے ۔ ہم صرف تیری رضا اور تیری امت ، تیری قوم کی خدمت کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں اے اللہ ہمارے اس اکٹھا ہونے کو با برکت بنا اے الہ العلمین اس کا نتیجہ اچھا نکلے ۔ اے اللہ تو رحم فرما ۔ الہ العلمین ہم بڑے گناھگار ہیں ۔ اس وقت اس ملک کو بارش کی انتہائی ضرورت ہے ۔ اپنے فضل و کرم سے اپنی رحمت کی بارش فرما ۔ . . .

رحم کر اپنے نہ آئین کرم کو بھول جا
ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا

خوار ہیں بد کار ہیں ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
کچھ بھی ہیں لیکن تیرے محبوب کی امت میں ہیں

صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و آلہ اجمعین ۔ ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین ○ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار ○

اے اللہ ۔ ہمیں پھر بھی توفیق دے کہ ہم یہاں اکٹھے ہوں اور نیک خیالات لے کر قوم کی بہتری دلوں میں لے کر یہاں آئیں اور ان کو ایمانداری سے حل کریں ۔ اے اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی کی توفیق دے ۔ ہمیں برائیوں سے بچا ۔ ہمارے گناہ معاف فرما ۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنتہ و فی الاخرہ حسنتہ و قنا عذاب النار ○ سبحان ربک رب العزتہ عما یصفون و سلام علی المرسلین و الحمد للہ رب العلمین ○

جناب چیئرمین : جانے سے پہلے میں صرف ایک عرض کروں ۔ خورشید صاحب نے بڑی اچھی تقریر کی ۔ شروع شروع میں جو خطرات کے بارے میں انہوں نے کہا ۔ میں اخبار والوں سے یہ request کروں گا کہ اس کو overplay نہ کریں ۔ سیانے وہ ہوتے ہیں جو عام کمزوروں کی طرح شور نہیں کرتے ہیں ۔ آپ نے جو باتیں کہیں ۔ جذبہ اپنی جگہ ہوتا ہے ۔ لیکن دشمن کو موقع نہیں دینا چاہئے ۔ کیونکہ وہ اس وقت بہانے ڈھونڈھ رہا ہے ۔ اس کا بھی خیال رکھیں ۔ اس کے بہانے ، کھیل اور جادو میں نہیں آنا ۔ یہ میں آپ سے بھی عرض کروں گا ۔ میں احترام کرتا ہوں جو کچھ آپ نے کہا ۔ وہ چیز اپنی جگہ درست ہے ۔ لیکن اس کو اتنا overplay نہیں کرنا ہے ۔ اس کو بہانہ نہ دیں ۔ میں اخبار والوں سے اور ریڈیو والوں سے خاص طور پر یہ کہوں گا ۔ یہ چیز ہم تک ہی رہے ۔ یہاں دلوں میں لیکن اس کو overplay نہ کریں کہ یہ بہانا ہو جائے ۔ تو یہی بات سیکرٹری انفارمیشن اور D.P.R. سے کہوں گا کہ کچھ لوگ چلے گئے ہیں ۔ ان تک پہنچا دیجئے گا ۔ شکریہ ۔

(کونسل کا اجلاس غیر معینہ عرصہ کے لیے ملتوی ہوگیا)